قدیم اردو نظم

حصہ اوّل

ڈاکٹر فہمیدہ بیگم

ترقی اردو بیورو، نئی دہلی

قدیم اُردو نظم

حصّہ اوّل

مُرتّب

ڈاکٹر فہمیدہ بیگم

ترقّی اُردو بیورو، نئی دہلی

سنہ اشاعت : جنوری تا مارچ 1995 شک 17 —— 1916

پہلا ایڈیشن : 1000

سلسلہ مطبوعات نمبر : 752
کتابت : وکیل الرحمٰن ملک
مصحح (پروف ریڈر) ممتاز آرا

مصنّف کے خیالات سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے
کتاب چھپی ہوئی قیمت پر ہی خریدی جائے۔

ناشر : ڈائرکٹر ترقی اردو بیورو، ویسٹ بلاک 1 ۔آر۔کے پورم نئی دہلی 110066
ٹیلی فون نمبر : 6103938, 6103381, 6109746
طابع : سپر پرنٹرس ساؤتھ انار کلی دہلی-51

فہرست

تمہید

قدیم اُردو کا مطالعہ ہندستانی اور بیرونی ممالک کی اکثر و بیشتر یونیورسٹیوں میں مختلف سطحوں پر جیسے ڈگری کورس، اعلا ڈگری کورس وغیرہ میں شامل ہے۔ مگر نصاب میں قدیم اُردو زبان و ادب کی اہمیت کے پیش نظر جس قدر حصّہ شامل ہونا چاہیئے اتنی مقدار میں نہیں ہوتا بلکہ نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ اس کے کئی اسباب ہو سکتے ہیں۔ (۱) صحت مند ایسا متن جو درس اور تدریس کی مکمل ضرورتوں کو پورا کر سکے، اس کی اور امدادی کتب کی شدید کمی (۲) قدیم اردو سے دلچسپی اور ذوق رکھنے والوں کی کمی (۳) قدیم اُردو کی لغات اور قواعد کی کمی اور عدم دستیابی۔

قدیم اردو کے کئی نثر اور نظم پاروں کے متون کی تدوین ہوئی اور وہ شایع ہو کر منظر عام پر آئے ہیں۔ اکثر کتابوں کے متون کی تدوین جس ڈھنگ سے ہوئی ہے وہ استاد اور طالب علم کو قواعد اور لغت سے بے نیاز نہیں کرتے اس کے سبب قاری جدید اُردو اور قدیم اُردو کے مابین جو لسانی، صوتی، صرفی، نحوی فرق موجود ہے اس کو پوری طرح سمجھنے کی کوشش میں بے شمار الجھنوں اور رکاوٹوں کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے۔ زبان کے اس فرق کے ساتھ ساتھ تہذیبی، فکری، معاشرتی، تمدنی اور علاقائی فرق بھی درمیان میں حائل ہو جاتا ہے ان تمام اور ایسے دیگر اسباب کی وجہ طالب علم اور قاری اپنے بہترین قدیم ادبی ورثہ اور روایات سے بے بہرہ ہوتے جا رہے ہیں جو سراسر نقصان کا باعث ہے۔ جلد سے جلد اس فاصلہ کو کم کرنا بے حد ضروری ہے اس مقصد سے ایک سہ روزہ سیمینار قدیم اُردو کی درس و تدریس اور تحقیق کے مسائل پر میں نے تجویز کیا تھا۔ الحمد اللہ ترقی اُردو بیورڈ نے دلّی یونیورسٹی کے شعبۂ اُردو میں ۱۹۸۷ء اکتوبر میں سیمینار منعقد کر لیا تھا، جس میں ملک

بھر کی دانش گاہوں سے نمایندہ استادوں، اسکالروں اور دلّی یونیورسٹی کے طالب علموں اور دیگر شائقین طلبہ نے بھی اساتذہ کے ساتھ شرکت کی یہ سیمینار غیر معمولی طور پر کامیاب رہا اس میں پڑھے گئے مقالے فکر و تحقیق کے پہلے شمارہ نمبر ۱۹۸۹ء میں شایع کیے جا چکے ہیں۔ اس سیمینار میں دانش گاہوں کے استادوں نے جس ذوق و شوق سے حصّہ لیا یہ ان کے احساس لطیف اور اس جذبۂ شوق کا ثبوت ہے جو وہ قدیم اردو کے تعلق سے رکھتے ہیں۔

سیمینار میں کئی سفارشیں پیش کی گئی جس میں سے ایک سفارش یہ بھی تھی کہ قدیم اردو کا منتخب کلام دانش گاہوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے شائع کیا جائے اور حصہ نظم کی ذمہ داری مجھ خاکسار کے کندھوں پر ڈالی گئی۔ اس ذمہ داری کو جلد سے جلد نبھانے کی میں نے کوشش کی لیکن دفتری مصروفیات آڑے آئیں۔ بہر حال یہ انتخاب کسی حد تک بھی درس و تدریس کی ضرورتوں کو پورا کر سکتا ہے تو میں سمجھوں گی کہ محنت رائگاں نہیں گئی۔ اس انتخاب میں کوشش کی ہے درس و تدریس کے دوران کوئی الجھن یا پریشانی نہ ہو اور یہ انتخاب قدیم اُردو سے دلچسپی کا پہلا زینہ ثابت ہو۔ انتخاب کے دو حصّے میں حصّہ اول میں ابتدا سے لے کر تقریباً ۱۲۰۰ھ تک کے شاعروں کا منتخب کلام پیش کیا ہے اور حصّہ دوم تقریباً ۱۳۰۰ھ تک کے شاعروں کا کلام پیش کیا ہے۔ ان انتخابات میں کوشش کی ہے کہ اُردو شاعری کے تقریباً تمام اصناف کی نمایندگی ہو جیسے مثنوی، غزل، قصیدہ، مرثیہ رباعی، مدح، مسدس، سلام، حمد، نعت، منقبت، مناجات، درسینی گیت، فرد، چکری ۔ وغیرہ۔

قدیم اُردو ادب کا اپنا ایک خاص مزاج ہے ایک خاص انداز بیان اور انداز فکر بھی ــــ اس میں حقیقت نگاری کا عنصر غالب ہے اپنے دور کی تہذیبی معاشرتی اور مذہبی رجحانات اور تحریکات کی بھرپور عکاسی کی گئی ہے۔ اس کے موضوعات بھی لا محدود ہیں۔ ان فن پاروں کے مطالعہ کا لطف اس وقت اٹھایا جا سکتا ہے جب کہ اس کے متن کی قرأت میں کوئی غلطی نہ ہو۔ شاعروں اور ادیبوں کے اسلوب بیان کے محاسن سے واقفیت ہو اور اس کے سماجی اور تہذیبی پس منظر سے شناسائی ہو۔ اس انتخاب میں کوشش کی ہے کہ مختلف اصناف کے ساتھ ہی ساتھ

رزمیہ، بزمیہ، بیانیہ، متصوفانہ، مدحیہ، غرض ہر رنگ کا کلام شامل رہے۔ چونکہ انتخاب مختصر ہے اس لیے انتخاب شدہ حصّہ چھوٹا ہے۔ کلام کی ترتیب موٹے موٹے طور پر تاریخی اعتبار سے کی گئی ہے۔ چند شعرا کی تاریخ وفات، ولادت اور تاریخ تصنیف کا سراغ تو لگ جاتا ہے۔ مگر کئی اہم شعرا کے حالات دستیاب نہیں ہیں تاریخیں بھی نہیں ملتیں۔ جس کی وجہ زمانہ کا تعین بھی ایک بڑا مسئلہ بن کر رہ جاتا ہے جن شعرا کے زمانہ کا تعین کسی طرح سے بھی نہیں ہو سکتا وہاں اندرونی شہادتوں اور ادب پارہ کی زبان سے مدد لی گئی ہے۔ اندرونی شہادتوں سے مطلب یہ ہے کہ کئی شعرا نے اپنے دور کے سلاطین اولیا، اصفیا اور ہم عصر شعرا حاکم وقت یا کسی ایسی شخصیت یا واقعات کا ذکر کیا ہے۔ جس سے تھوڑی سی روشنی مل جاتی ہے اور زبان کی لسانی خصوصیات زمانہ کے تعین میں مدد گار ثابت ہوتی ہیں۔

حصّہ اول میں ابتدائے اردو ادب سے لے کر ملّا نصرتی کے دور تک کا احاطہ کیا گیا ہے۔ مطالعہ کی دلچسپی کو قایم رکھنے کے لیے فٹ نوٹ میں نامانوس اور مشکل الفاظ کے معنی وضاحت کے ساتھ دے دیے گئے ہیں۔ انتخاب کلام کو سمجھنے کی خاطر قدیم اردو کی چند اہم صرفی نحوی اور لسانی خصوصیات پر روشنی ڈالی ہے۔ منتخب متن کے زیادہ مشکل اور نامانوس الفاظ کے معنی فٹ نوٹ میں اس لیے دیے ہیں کہ مطالعہ کے دوران تسلسل معنی کی تلاش میں ٹوٹنے نہ پائے اس فٹ نوٹ سے پتہ چلے گا کہ ایک ایک لفظ کی کئی املائی شکلیں ملتی ہیں۔ جو زبان کی ارتقائی دور کی خصوصیت ہے۔

دکن میں ابتدائی دور میں شاعری نے کئی اصناف سخن کا احاطہ کر لیا ہمیں اس دور میں قصیدہ، مثنوی، مرثیہ، گیت، درسینی، چکری، رباعی، غزل، حمد، نعت اور منقبت وغیرہ کے نمونے ملتے ہیں۔ بعض اصناف کا باضابطہ آغاز ہوا ہے تو بعض کے نقش ملتے ہیں۔ جو بعد کے دور میں معیاری روپ میں نکھرے، چکری، د: د ہے۔ درسینی اور گیت وغیرہ سے قطع نظر باقی تمام اصناف شاعری، فارسی، عربی سے ماخذ ہیں۔ مگر مضامین، موضوعات

فکری رجحانات، خیالات کے اعتبار سے ہندستانی رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ خواہ وہ مثنوی ہو یا غزل، قصیدہ ہو یا رباعی، ۔اردو زبان کے تشکیلی دور میں ادبا اور صوفیا کی تعلیمات کے ذریعہ عوام کے ذہنوں اور دلوں کو روشنی، خوشی و مسرت، ملتی رہی اور زندگی گزارنے کا سلیقہ، دنیاوی مصائب کا سامنا کرنے کی ہمت عطا ہوتی رہی۔ان کی صلح کل کی پالیسی نے ہر مذہب و ملت کے عوام کو انسانیت کے رشتہ میں جوڑ رکھا تھا۔یہی اردو کا ابتدائی سرمایہ ہے۔ جو ادب برائے ادب نہیں بلکہ خالصتاً ادب برائے انسانیت' ادب برائے زندگی کا نمونہ ہے، عوام و خواص کے دلوں کی دھڑکنوں سے بھرپور ان کے سبھی دکھ، سکھ، خوشیاں و کلفتیں اپنے اندر سموئے ہوئے سماجی فلاح و بہبود کے عظیم مقصد کو سینہ سے لگائے ہوتے ہیں وہ اُردو کا ابتدائی سرمایہ ہے۔جو نظم و نثر کے روپ میں موجود ہے۔

اس کتاب میں صرف اصناف نظم کا انتخاب پیش کیا گیا ہے۔ دکن کے شعرا نے ہر صنف شاعری غزل، قصیدہ، مثنوی، رباعی، حمد، نعت، منقبت، مرثیہ چکری اور دکنی گیتوں میں طبع آزمائی کی خصوصاً مثنوی کو بام عروج پر پہنچا دیا۔ دس بارہ اشعار سے لے کر ہزاروں اشعار پر مشتمل مثنویاں لکھیں، موضوعات کے اعتبار سے دکن کی شاعری خصوصاً مثنوی میں جو تنوع جدت اور انوکھاپن ہے وہ لکھنؤ، دہلی یا ہندستان کے کسی بھی حصہ کی مثنوی میں نہیں ملتا۔ یہ افتخار صرف جنوبی ہندستان کی مثنویوں کو حاصل ہے یہ اور بات ہے کہ اس سرمایہ کا تقابلی مطالعہ اور تجزیہ ابھی تک نہیں ہوا ہے مرثیہ نگاری کی ابتدا شاہ برہان الدین جانم سے ہوئی انھوں نے اپنے والد کا مرثیہ لکھا تھا۔رفتہ رفتہ واقعات کربلا اس صنف پر حاوی ہو گئے۔ اشرف کی مثنوی نوسرہار مرثیہ نما مثنوی ہے۔جو ۹۰۹ھ میں لکھی گئی اس سے پہلے بھی چند چھوٹے چھوٹے مرثیے لکھے گئے مگر اشرف کی نوسرہار سے مرثیہ نگاری کا باقاعدہ تسلسل قائم ہوگیا۔ جنوبی ہند کی بہمنی سلطنت اور بعد کی پانچوں مسلمان سلطنتوں کے بادشاہوں میں۔ شیعہ اور سنی دونوں عقیدوں کے ماننے والے سلاطین موجود تھے۔ان کے

عقائد نے عوام اور اس عہد کے ادب پر کیا اثر ڈالا۔ یہ موضوع بہت دلچسپ ہے۔ شیعہ عقائد کے پیرو کار بڑی دھوم دھام سے ماتم، نوحہ خوانی، عزاداری اور سینہ کوبی کی مجلسیں سجاتے تھے۔ اسی روایت نے مرثیہ نگاری کو فروغ دیا۔ خصوصاً خاندان گولکنڈہ نے محرم اور عزاداری کو بہت اہمیت دی تھی۔ بادشاہوں نے بھی مرثیہ نگاری سے دلچسپی لی ہے۔ مقابلتہً عادل شاہوں اور باقی سلاطین کے ہاں مرثیہ کا کم رواج رہا۔

رباعی اہل عجم کی ایجاد ہے اور اردو کو رباعی ایران کی دین ہے۔ سنسکرت کی چار چرتی رباعی سے مشابہت رکھتی ہے۔ فارسی میں رودکی نہ صرف رباعی کا پہلا شاعر بلکہ موجد بھی مانا جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔ مشہور ریاضی داں عمر خیام کی فارسی رباعیوں کو بین الاقوامی شہرت حاصل ہوئی۔

رباعی میں چار مصرعے ہوتے ہیں اس کے سبب اس کا نام رباعی پڑا۔ عربی میں ربع کا مطلب چار ہے۔ رباعی اسی لفظ سے مشتق ہے۔ رباعی کے چار مصرعوں کے اندر شاعر کو اپنے خیال یا ایک مضمون کو مکمل طور پر ادا کرنا ہوتا ہے۔ پہلا دوسرا اور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ ہوتا ہے۔ تیسرے مصرعے کے ساتھ پابندی نہیں۔ کبھی کبھی وہ بھی ہم قافیہ ہوتا ہے۔ رباعی بحر ہزج میں کہی جاتی ہے۔ اردو میں رباعی کی ابتدا اور اصناف شاعری کی طرح جنوبی ہندستان سے ہی ہوتی ہے۔ قلی قطب شاہ کے کلیات میں کئی رباعیات ملتی ہیں۔ امجد حیدرآبادی کی رباعیوں نے بہت شہرت پائی بعد میں میر انیس، حالی، اکبر الہ آبادی، اور جوش ملیح آبادی، تلوک چند، محروم، فراق اور اقبال کی رباعیوں نے بھی مقبولیت حاصل کی۔ ان سب نے اردو رباعی کو ایک معیار و مرتبہ عطا کیا۔ اس انتخاب میں جنوبی ہند کے بعض شعرا کی رباعیاں شامل کی گئی ہیں۔ یہ رباعیاں ہندستانی تہذیب و تمدن کی رنگا رنگی سے مزین ہیں صاف ستھرے شعری مزاج کی آئینہ دار ہیں۔ گیت نے بھی دکن کی شاعری میں بلند مرتبہ پایا۔ گیت نگار شاعروں میں بہت زیادہ شہرت ابراہیم عادل شاہ ثانی ۹۸۸ھ / ۱۵۸۰ء ۔ ۱۰۳۷ھ / ۱۶۲۷ء کو ہوئی۔ جو جگت گرو کے نام سے مشہور ہوئے انھوں نے اپنی گیتوں والی تصنیف "کتاب نورس" کو راگ راگنیوں کے مطابق گیتوں کو ترتیب دیا ہے۔ اس میں کل سترہ راگوں کے ذیل میں ۵۹ گیت شامل ہیں۔

گولکنڈہ اور بیجا پوری اور بیدری مصنفین و شعرا اور ادب کے بارے میں پھر بھی کچھ نہ کچھ ضرور لکھا گیا ہے۔ اس کے مقابلہ میں خطۂ گجرات اور اردو کے بارے میں کم معلومات ملتی ہیں۔ ڈاکٹر ظہیر الدین مدنی، ڈاکٹر شیخ فرید وغیرہ نے ضرور اپنے تحقیقی وتالیفی کارنامے شائع کیے ہیں مگر ان کتابوں کا دائرۂ مطالعہ محدود رہا ہے۔ اس لیے گجرات اور وہاں کے شعرا و مصنفین کے بارے میں یہاں مختصر سا ذکر کیا جا رہا ہے۔ خصوصاً مجھے صنف "چکری" سے دلچسپی رہی۔ جیسا کہ چار بیتی اور بارہ ماسہ شمالی ہند کی مخصوص صنف شاعری رہی ہے اسی طرح چکری صرف گجرات سے مخصوص ہے۔ اس کی دریافت بہت بعد میں ہوئی، اسے بھی اردو شاعری کی اصناف میں باقاعدگی سے شامل کرنا چاہیے اور مزید معلومات حاصل کرنے سے اس کی ابتدا اور ماخذ کا بھی پتہ چل جائے گا۔ ویسے ڈاکٹر شیخ فرید نے اس صنف شاعری کو متعارف کرانے کی کوشش کی ہے۔

علاقہ گجرات کے ابتدائی مصنفین میں شاہ بہاء الدین باجن (۷۹۰ھ۔ ۹۱۲ھ برہان پور)، قاضی محمود دریائی، دیوان شاہ علی جی گام دھنی اور خوب محمد چشتی کے نام لیے جا سکتے ہیں۔

شاہ بہاء الدین باجن کے والد کا نام شیخ معز الدین تھا۔ یہ ایک صوفی منش شاعر تھے۔ ان کی فارسی تصنیف خزائن رحمت نے بہت شہرت پائی اور اردو میں صنف چکری کو مقبولیت عطا ہوئی۔ چکری کے بارے میں جمیل جالبی کا بیان ہے:-

"چکری (چکبری، ذکری کی گجری شکل ہے) میں بنیادی طور پر ذکر خدا، ذکر رسول، ذکر پیر و مرشد، ذکر تجربات باطنی و واردات روحانی کو اس طور پر ایسے اوزان اور ایسے عام فہم الفاظ میں لکھا جاتا تھا کہ اسے گایا بھی جا سکے اور سازوں پر بجایا بھی جا سکے۔ چکری کی حیثیت مختصر گیت یا راگ راگنیوں کے ان بولوں کی تھی جنھیں گا بجا کر لوگوں کے اندر عالم وجد و سرور پیدا کیا جا سکے۔ اس میں عشق و محبت کے جذبات بھی ہوتے تھے اور ایسے ناصحانہ مضامین بھی۔ جن سے مریدوں اور طالبوں کی ہدایت ہو سکے۔

ہیئت کے اعتبار سے چکری، بھجن اور گیت ہی کی ایک شکل ہے جس میں دوہوں کا استعمال بھی کیا گیا ہے۔ باجن کے ہاں اس کی عام ہیئت یہ ہے کہ ابتدائی اشعار،

جو ہم قافیہ ہوتے ہیں، "عقدہ" کہلاتے ہیں۔ اس کے بعد تین تین چار چار مصرعوں کے بند آتے ہیں جنھیں "بین" کہا جاتا ہے آخری بند جو عام طور پر تین مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے، "تخلص" کہلاتا ہے۔ پہلے دو مصرعے ہم قافیہ اور تیسرا الگ، لیکن ہم وزن ہوتا ہے۔ ہر گیت سے پہلے یہ واضح کر دیا جاتا ہے کہ اسے کس راگ کے مطابق لکھا گیا ہے۔ مثلاً عقدہ در پردۂ صباحی "۔"عقدہ در پردۂ بلاول" عقدہ در پردۂ کدار، عقدہ در پردۂ للت" وغیرہ

اسی طرح قاضی محمود ۸۴۷ھ تا ۹۴۱ھ گجرات کے مشہور شاعر گزرے ہیں۔ یہ قاضی حمید عرف چاپلندہ کے فرزند اور خلیفہ ہیں۔ شاہ صاحب کی کرامتیں بھی مشہور ہیں آپ کو شاہ عالم سے محبت اور لگاؤ تھا۔ آپ کے دیوان کا مخطوطہ انجمن ترقی اُردو پاکستان میں موجود ہے۔ انھیں موسیقی سے خاص لگاؤ تھا۔ کلام کے عنوانات تک انھوں نے راگ راگنیوں اور لروں کے مطابق ترتیب دیئے ہیں جیسے درد اہار، درد ہنا سری، در بھاکرہ وغیرہ۔ وہ عشق محمدی سے سرشار تھے اور موسیقی کے ذریعہ عشق کی آگ کو ٹھنڈک پہنچاتے تھے۔ بہ قول جمیل جالبی :۔

"عشق کی اس شدت کا قاضی محمود پر یہ اثر تھا کہ ان کے سارے کلام سے اس جذبے کی گرمی کا احساس ہوتا ہے۔ اس عشق کا اظہار اللہ، رسولؐ اور مرشد کے ساتھ بھی ہے اور دین و دنیا کے سارے امور بھی اسی محور میں گھومتے ہیں۔ عشق کی اس آگ کو وہ موسیقی کی نرمی اور پھوار سے ٹھنڈا کرتے ہیں۔ ان کا بیشتر کلام شبد باجن کی طرح، گانے کے لیے لکھا گیا ہے۔ موسیقی سے ان کی دل بستگی کا یہ عالم تھا کہ جب وقت مرگ قریب آیا تو محفل سماع منعقد کی۔ وجد و حال کی کیفیت رقص کی کیفیت میں بدل گئی۔ اسی حالت میں سجدے میں گر پڑے اور جاں بحق کر دی۔" (ص ۱۱۲)

آپ کا مزار بیرپور میں موجود ہے۔

شاہ علی محمد جیو گام دھنی متوفی ۹۷۳ھ فرزند شاہ ابراہیم گجرات کے سلسلہ

کی ایک مستند اور مشہور کڑی ہیں۔ان کا کلام بھی صوفیانہ ہے۔ دیوان جواہر اسرار اللہ کے نام سے مرتب ہوا۔ان کے کلام پر ہندستانی رنگ غالب ہے۔عربی، فارسی روایات کے اثرات زبان اور رجحانات پر بہت ہی کم ہیں۔اس عہد کی عوام کی بول چال کی زبان میں شاعری کی ہے جیسے ؎

دوئی وجود کوں موجود ہوتا یہ تو بات محال ہے لوگا
ایک حقیقت ہے گی آہے جان نمانوں کا ہے بھوگا

اپس کوں توں پیو پچھانے　　پیو کوں توں کو کیوں دور جانیں
تو کیوں پاوے یوں من آنے

شاہ علی جیو پیو پچھا نوں　　علی محمد دوئی نہ جانوں
ایک وجود ہے من یوں آنوں

جنوبی ہند میں مغلوں کے حملوں نے ہر جگہ انتشار پیدا کر دیا تھا۔مصنف و شعراء کی تخلیقی صلاحیتیں بھی بُری طرح متاثر ہونے لگی تھیں اور یہ لوگ مختلف مقامات پر بکھرنے لگے، قطب شاہی، عادل شاہی اور دوسری حکومتیں بھی ختم ہو گئیں۔

قدیم اردو شاعروں اور ادیبوں پر عام طور سے اعتراضات عائد کیے گئے ہیں کہ انھوں نے اپنی تحریروں میں۔

۱۔ صرفی نحوی اصولوں کی پابندی سختی سے نہیں کی ہے۔

۲۔ عروضی اعتبار سے بھی بعض مصرعے چھوٹے بڑے ہوئے ہیں۔

۳۔ ضرورت شعری کے پیش نظر بعض الفاظ کی صرفی ہیئت بدل دی ہے اور چند ساکن حروف کو متحرک اور متحرک کو ساکن کر دیا گیا ہے۔

۴۔ مشدد الفاظ کو غیر مشدد اور غیر مشدد الفاظ کو مشدد کر دیا ہے۔

۵۔ عربی فارسی الفاظ کے اصل املا کو بدل دیا ہے اور بعض الفاظ اپنی مروجہ تحریری شکل کی بجائے تلفظ کے مطابق لکھے گئے ہیں جیسے
نفع۔نفا۔جمع۔جما۔عقل۔اقل۔

۶۔ کوزی آوازوں کی ادائیگی کے لیے حرف تہجی کی تلاش میں کبھی چار نکتے۔کبھی تین نکتے اوپر یا نیچے لگا دیے ہیں اور کبھی دو چھوٹی چھوٹی لکیریں حرف

کے نیچے یا اوپر ط یا چار کے بدلے میں لگا دیے گئے ہیں۔

۷۔ حروف ربط حذف کر دیے گئے ہیں۔

۸۔ جملوں کی بناوٹ یا ساخت آج کے مصنفین و شعرا کے جملوں کی ساخت سے مختلف ہے۔

۹۔ علاقائی سنسکرت یا دیگر زبانوں کے الفاظ کثرت سے استعمال کیے گئے ہیں۔

۱۰۔ چند الفاظ کے بہ یک وقت کئی روپ استعمال کر لیے گئے ہیں جیسے تک۔ تلک۔ لگ، لگن۔ یا سے ستیں۔ سوں۔ توں وغیرہ۔

۱۱۔ شعرا نے کہیں ہندی بحروں میں شعر کہے ہیں تو کہیں عربی فارسی بحروں میں۔

۱۲۔ مذکر الفاظ کو مؤنث اور مؤنث الفاظ کو مذکر کر دیا ہے۔

۱۳۔ علامت جمع میں " ا ں " کا کثرت سے استعمال کیا ہے وغیر وغیرہ۔

بہر حال یہ اور ایسے کئی اعتراضات اردو کے ابتدائی مصنفین پر لگے ہیں۔ اردو ادبی تواریخ کے مورخوں، نقادوں۔ قواعد نویسوں، محققوں اور مبصروں کے یہ اعتراضات یا مشاہدات کا واحد جواب میری نظر میں یہ ہے کہ

اردو زبان و ادب کے فروغ و ارتقا کا ابتدائی دور دکن اور گجرات کے علاقوں میں اپنی منزلیں طے کرتا ہوا شمالی ہند اور ہندستان کے دوسرے علاقوں تک پھیلتا چلا گیا اور تشکیلی دور میں زبان کو جن مراحل و منازل سے گزرنا تھا۔ وہ سب کے سب انھیں خطوں میں طے ہوئیں۔ اس لیے زبان کے تشکیلی دور کے پورے کے پورے تجربے انھیں ابتدائی مصنفین و شعرا کے ہاتھوں ہونے تھے یہ تمام اعتراضات و مشاہدات، ابتدائی شعرا و مصنفین کی کم علمی، ناواقفیت کوتاہ نظری، کچی یا ادھوری زبان دانی، عدم قابلیت کی وجہ سے نہیں ہیں بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اگر اس دور میں ان مصنفین نے اس نوزائیدہ زبان کو نہ برتا ہوتا منھ نہ لگایا ہوتا، یہ زبان نہ اپنے ارتقا کی منازل طے کرتی اور نہ ایک مکمل زبان کا مرتبہ حاصل کرتی اور نہ عالمی سطح پر اپنا وجود منواتی۔ مطلب یہ کہ ان اعتراضات کو اعتراضات ماننا غلط ہے زبان کے فطری ارتقا کی یہ اہم ترین کڑیاں ہیں۔

جن کا سائینٹفک طریقے سے مطالعہ ضروری ہے۔ زبان کے مزاج و منہاج کو سمجھنے کے سلسلہ میں دکنی مواد ہے جو بنیادی مرتبہ حاصل کرتا ہے۔ کیونکہ کوئی بھی زبان جب اپنے ارتقا کی مدارج طے کررہی ہوتی ہے تو ان تمام تجرباتی منزلوں سے گزر کر صدیوں کے بعد میعاری زبان کا مرتبہ حاصل کرتی ہے اردو زبان وادب کے ابتدائی دو تین ۳ سو سال اسی ابتدائی تجربوں کا دور ہے۔ شاعری ہو کہ نثر ہر تصنیف میں یہ خصوصیات نمایاں ہیں۔ عروض بحر، وغیرہ جو صرف شاعری سے مخصوص ہیں اُن کو چھوڑ کر باقی تمام خصوصیات نثر و نظم کی ایک ہی ہیں جیسے بناوٹ یا تشکیل الفاظ تلفظ، املا اور معنی وغیرہ۔

اس انتخاب میں مندرجہ ذیل اصناف اُردو شاعری کا انتخاب کیا گیا ہے۔

نظم۔ گیت۔ رباعی۔ مرثیہ۔ غزل۔ مثنوی۔ چکری۔ فرد۔ قصیدہ۔ حمد۔ نعت۔ منقبت۔ پہیلی۔ قطعہ مستزاد۔ مسدس۔ برہتی۔ دوہے۔ مناجات۔ ریختی۔ منظوم خط (خط بندگی) وغیرہ

ان تمام اصناف میں مثنوی اور غزل کو بہت اہمیت اور مقبولیت حاصل ہوئی اردو شاعری کا بیشتر سرمایہ انھیں دو اصناف پر مشتمل ہے اُردو غزل نے عالمی سطح پر اپنا خاص مقام منوالیا ہے۔ خصوصاً مشاعروں اور کیسٹ نے غزل کو بلند مرتبہ عطا کردیا ہے۔ جنوبی ہند کے ادب کی ایک اور نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہندستانی یعنی اپنے مقام و ملک کی تہذیب و تمدن، رسم و رواج کھانے پینے کی لوازمات، لباس و زیورات، پھل پھول جیسے ہارسنگار، صداسہاگن، چنپا اور چنبیلی کا تذکرہ ہے۔ پرندو چرند ہاتھی و اونٹ ندی تالے یعنی کاویری اور تنگ بھدرا، گوداوری و کرشنا، کا بیان ملتا ہے۔ عاشقوں میں شیریں فرہاد، لیلیٰ مجنوں کی داستانوں کے ساتھ ہیر رانجھا، چندر بدن ماہیار اور قطب و مشتری وغیرہ کی کہانیاں لکھی گئی ہیں۔ اور یہ ہیروئنیں اور ہیرو ہندستانی سرزمین سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہندستانی کرداروں کے ساتھ ہندستانی خصوصیات بھی پائی جاتی ہیں۔ قدیم اُردو شاعری کا یہ انتخاب میری ایک حقیر کوشش ہے۔ قدیم اردو ادب کے شائقین اور طالب علموں کی خدمت میں حصّہ دوم گلدستۂ شاعری بھی پیش کرنے کی امید ہے۔

فہمیدہ بیگم
فہمیدہ بیگم

۱۱ رجون ۹۴ء۱۹

حضرت شاہ بُرہان الدین

حضرت شاہ برہان الدین نام اور جانم تخلص ہے۔ آپ حضرت شاہ میراں جی شمس العشاق کے فرزند اور خلیفہ تھے آپ کی تاریخ وفات اور پیدائش کے بارے میں اختلاف رائے ہے، جانم کو نثر اور نظم دونوں پر قدرت حاصل تھی ارشاد نامہ جو آپ کی طویل ترین مثنوی ہے ۹۹۰ھ مطابق ۱۵۸۲ء میں لکھی گئی۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ آپ کی وفات ۱۰۰۷ھ میں ہوئی۔ بعض نے ۹۹۰ھ تاریخ وفات مانی ہے، بیجاپور میں روضۂ مبارک موجود ہے، والد محترم میراں جی کے مقبرہ میں دفن کیے گئے، آپ کی تصانیف میں کلمۃ الحقائق ایک ایسی کتاب ہے جس نے دبستان بیجاپور کو دبستان گولکنڈہ پر نثر نگاری میں فوقیت عطا کر دی اور اولیت کا سہرا حاصل کر لیا کیونکہ وجہی کی سب رس سے تقریباً ۵ سال قبل یہ کتاب لکھی گئی ہے اُردو نثر کا قدیم ترین مستند نمونہ ہونے کا شرف کلمۃ الحقائق کو حاصل ہے۔

آپ کی دوسری تصانیف میں ارشاد نامہ بہت مشہور و معروف ہے اس میں تقریباً ڈھائی ہزار اشعار موجود ہیں۔ یہ مثنوی سوال وجواب کی شکل میں تحریر ہوئی ہے، متصوفانہ نکات کے بارے میں مرید سوال کرتا ہے اور اس کے مرشد جواب دیتے ہیں۔ اتنی تفصیل اور وضاحت سے کہ سارے نکات بڑی آسانی سے سمجھ میں آجائیں۔ یہی انداز سوال وجواب کا ان کے نثری رسالہ کلمۃ الحقائق میں بھی ملتا ہے، ان کے والد میراں جی شمس العشاق کے ہاں بھی خوش نامہ خوش نغز میں یہی انداز اپنایا گیا تھا گویا کہ اُردو ڈرامے کے نقوش اس ابتدائی دور سے نظر آتے ہیں غواصی کی مثنوی مینا ستونتی کا قصہ کرداروں کے درمیان مکالموں کی شکل میں آگے بڑھتا ہے، کئی اعتبار سے ان قدیم شعرا کا کلام قطب نما کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس نقطۂ نظر سے اس

قدیم سرمایہ کا مطالعہ نہیں کیا گیا چشم بینا کے لیے اس کے اندر جواہر پاروں کی کمی نہیں ہے،

جانم کی زیادہ تر نظمیں اور مثنویاں ہندی بحریں لکھی گئی ہیں۔ ان کی زبان پر قدیم ہندی برج بھاشا اور کھڑی بولی کا اثر زیادہ ہے، متصوفانہ خیالات کے اظہار کے لیے عربی فارسی اصطلاحوں کے ساتھ ہندوستانی زبان کے الفاظ سے تخلیق پائے جملے سادگی اور دلکشی کا عجیب مرقعہ بن گئے ہیں اور خیالات کے اظہار میں روانی کی چاشنی موجود ہے اُردو زبان وادب کی تمہید کی حیثیت رکھتی ہیں، انداز بیان اور فکر و نظر کے معیار کی بنیاد انھیں صوفیا کے ہاتھوں رکھی گئی۔ شاید اسی کی برکت ہے کہ اُردو زبان کہیں کمزور پڑتی نظر آتی ہے تو دوسری طرف سے بل کھاتی نئے رنگ وروپ سے ابھر جاتی ہے اور اپنے وجود کو برابر منواتی، ترقی کرتی چلی جارہی ہے۔

جانم کی اب تک دستیاب شدہ تصانیف میں وصیت الہادی، حجت البقا، منفعت الایمان، بشارت الذکر، سکھ سہیلا مشہور ہوئی ہیں۔ جانم کی علمی ادبی خدمات کا اعتراف ڈاکٹر جمیل جالبی نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

> "جانم کی دو خدمات قابل ذکر ہیں! ایک تو یہ کہ انھوں نے تصوف کے فلسفۂ وجود کو مرتب کر کے اسے ایک باقاعدہ شکل دی اور آب و آتش، خاک و باد کے تعلق سے وجود کا مطالعہ کر کے اس کے چار مدارج واجب الوجود، ممکن الوجود، ممتنع الوجود اور عارف الوجود مقرر کیے۔ دوسری یہ کہ تصوف و اخلاق اور شریعت و طریقت کو اپنی تصانیفِ نظم و نثر کے ذریعے پیش کیا ان دوہری خدمات نے برہان الدین جانم کی شخصیت کو اہم بنا دیا۔"

اس خاندان کی علمی ادبی خدمات کا سلسلہ صدیوں تک جاری رہا۔

حضرت شاہ میراں جی شمس العشاق پہلے شاعر ہیں پھر جانم اور اُن کے بیٹے شاہ امین الدین اعلیٰ نے یہ سلسلہ جاری رکھا ان کے فرزند با با شاہ امین کے پوتے شاہ علی پیر پاشا حسینی کے بعد پاشا حسینی کے بعد تراب علی شاہ نے اعلیٰ پایہ کی شاعری کی۔ شاہ تراب کا دیوان شائع ہو چکا ان کی مثنویاں بھی خوب مشہور ہوئیں۔ شاہ برہان الدین جانم کی مثنوی ارشاد نامہ بھی شائع ہو چکی ہے۔ کلمۃ الحقائق اور ارشاد نامہ دونوں کو محمد اکبر الدین صدیقی نے مرتب کیا ہے۔ اب یہ دونوں کتابیں دستیاب نہیں ہوتیں۔

ارشاد نامہ کے دیباچہ میں اکبر الدین صدیقی نے لکھا ہے کہ جانم کو موسیقی سے خاص لگاؤ تھا اس لیے اس میدان میں بھی انھوں نے طبع آزمائی کی ہے:۔

"حضرت جانم چشتیہ تھے اس لیے انھیں موسیقی سے بھی بہت زیادہ لگاؤ تھا، چنانچہ متعدد راگنیوں میں آپ نے نظمیں لکھی ہیں ۔ مثلاً مقام ملار۔ بلاور۔ دھناسری۔ اساوری نٹ۔ رام کلی۔ بھاکرا۔ توڈی۔ بھیرویں۔ بسنت۔ گوری۔ سہیلا۔" (صفحہ ۴۶)

اور نمونے کے طور پر ان کا موسیقی والا کلام بھی شامل کیا ہے۔ یہاں صرف اس کا ایک نمونہ "حقیقت" آگے پیش کیا گیا ہے،

مثنوی ارشاد نامہ سے انتخاب پیش کیا گیا ہے کہ ابتدائی اشعار میں بیٹے نے اپنے والد ماجد میراں جی کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

محرم کا چندر پھر گہن پہ لے ماتم ہوا پیدا
محباں کے دلاں میں سب شہاں کا غم ہوا پیدا

دوکھی ہوا جب میانی کل وحدت میں آنے
علم اس جگ کوں دیکھلانے صفی آدم ہوا پیدا

الست بربکم سن سب شو روحانی ملک بولے
سو قالو بلیٰ کا جوش کرشمہ جم ہوا پیدا

مکاں سٹ گنج مخفی کا لیا ہے بھیس سفلی کا
بھرا کر رسم علوی کا یو عالم سب ہوا پیدا

ہو ظاہر روح کے جسماں ہوتے قدرت کیے سب آسماں
سو اس تل اسم کے اسماں پکڑ محکم ہوا پیدا

ہوا ہو باد مل پانی ہوا در خاک جسمانی
ولی اس نور نورانی نبی پیارا ہوا پیدا

لیا ناسوت حیوانی سو ملکوت نور کا بانی
ہوا جبروت روحانی سو لاہوت دم ہوا پیدا

احد وحدت میں احمد ہو ہوا ظاہر محمد ہو
حسین سرور او ظاہر اسم اعظم ہوا پیدا

مطیع العلم جوں سرور علی تھے باب جو رہبر
سو معنی علم کا ظاہر شہہ اکرم ہوا پیدا

۱ گرہن ۲ محب کی جمع ۳ دل کی جمع ۴ شہ کی جمع ۵ سے
۶ وہ ۷ مانند ۸ پھینک۔ نکال ۹ جسم کی جمع

کہو کیا حال عالم کا کلیمہ[1] بول خاتم کا
ولی اس اسم اعظم نہ کوئی محرم ہوا پیدا

رہیا[2] طاقت نہ طاعت کوں[3] دیے سب چھوڑ راحت کوں
سوا اس غم کے جراحت کوں نہ کیں[4] مرہم ہوا پیدا

جناور[5] وحش[6] ہور طیراں[7] سو دریا کے ہو موجاں
شمر جب کفر کے فوجاں[8] شہ کے سم ہوا پیدا

شہاں کے تئیں سراہنے[9] کوں نہایت غم کے پانے کوں
یو دوکھ شہ کے بجھانے[10] کوں سو جام جم ہوا پیدا

ہوا ماتم رسول اوپر علی ہور فاطمہ اوپر
نین نرگس کے پھولاں[11] پر انجو[12] شبنم ہوا پیدا

جلی قلبی میں غم بستا سو روحی عیا دِستا[13]
یو ہے سری سو وابستا خفی جانم ہوا پیدا

[1] کلمہ [2] رہا [3] کو [4] کہیں [5] جانور [6] وحشی یعنی جانور۔
[7] پرندے۔ طیور کی جمع [8] فوج کی جمع [9] سراہنے [10] کم کرنے [11] پھول کی جمع
[12] آنسو [13] نظر آتا

انتخاب

مثنوی ارشاد نامہ

در مدح

حضرت شاہ میرانجی

صفت کروں کچھ اپنا پیر | جس تھے روشن ہوئے ضمیر
دھوں جگ میں منجہ نیت دہی | سمروں لے من نیت وہی
تس کوں سمریں تن من شاد | جس کا آہے منجہ پرساد
جگ میں آہے توں ہیں رتن | ہردے میں لے کروں جتن
راکھیا ندن کر اس ٹھانوں | تل تل سمروں لے اس ناؤں
پیر میرانجی شمس عشاق | دھوں جگ رب تجہ کیا کشاف
آہے تیری یہ بنیاد | چشتیاں کیرا ہے خانزاد
پیر وہی منجہ ہے مرشید | بت بکھانے اُن توحید
سن لیں کھولیں دل کے باٹ | روشن ہوئے حقیقت باٹ
شریعت میں تو وہ رہ راس ۱۰ | راہِ حقیقت اس کے پاس
اس گھر آچھے گیتا دیوا | وہ کیوں لیسے باج سیوا
اس کے پاس کا گیان انجن | سبھا گوں کوئی یک پاوے دھن
سیوک دھر لے کیتا دان | گیان سخاوت اس پرمان

---

۱ سے ۲ تاریک، دھندلے ۳ دنیا ۴ مجھے ۵ یادوں ۶ قرار، چین ۷ جسے (جس کی) ۸ کی ۹ یاد ۱۰ ہے ۱۱ فیض ۱۲ مانند ۱۳ دل ۱۴ حفاظت ۱۵ رکھا ۱۶ قید کرنا۔ بند کرلینا۔ (کندن بھی ممکن ہے) ۱۷ جگہ ۱۸ ہر لمحہ، پل پل ۱۹ نام ۲۰ دھندلا۔ تاریک ۲۱ تم پر ۲۲ ظاہر کیا۔ انکشاف کیا ۲۳ کا ۲۴ مجھے ۲۵ ہمیشہ ۲۶ تعریف کرے، حمد وثنا کرے ۲۷ وہ ۲۸ کر ۲۹ کھل جائیں ۳۰ کواڑ۔ پٹ (دل کے دروازے کے پٹ) ۳۱ راستہ، طریقہ ۳۲ راستہ ۳۳ سردار، رہنما ۳۴ ہے ۳۵ گیان، عرفان ۳۶ چراغ، روشنی ۳۷ لے ۳۸ بوجھ ۳۹ خدمت ۴۰ سرمایہ، قسمت (سے) ۴۱ کوئی، ایک ۴۲ پائے ۴۳ یہ دولت گیان یا علم عرفان ۴۴ خدمت گار ۴۵ حاصل کرلے ۴۶ کتنا، جتنا چاہے)

اور بجے مانگے اُس کے وار　　اس تیں کھولیں گیان بھنڈار
جیسے سمندر کیری کھان　　کیا کچہ آہے موتیوں وان
کچھ تھے میرے اونچے بھاگ　　سیوک ہوکر رہیا لاگ
اتنا مانگوں میری آس　　جی جم رہنے تیرے پاس
سگِ اصحاب جوں کے بھاگ　　تیوں منجہ اس چرنوں لاگ
وِرشٹ کیجے منجہ کرپا　　آد فقیر راکھیں آپ ستا
منجہ میں ناہیں ایسا کار　　جے کچہ خالق کے دربار　20
جے کچہ میں تبھی ہوں قبول　　غفلت ساری جاوے بھول

اب میں آکھوں کچہ بیان　　روشن جے ہوے آے عیان
آپس میں لیہ دیکہ بِچار　　انجھوں کیرا گھڑیا سار
تب یہ موزوں کیا بحق　　لو، ٹے دیکھیا جے مطلق
یو بول میرے اُن کوں شاد　　جن کوں شکر ہے پرساد
یہ سب بولوں ہندی بول　　پڑ توں انجھو سیتی گھول
عیب نہ راکھیں ہندی بول　　معنی تو چک دیکھیں کھول
جوں کے موتی سمندر سات　　ڈبڑے میں بجے لاگے ہاتھ
کیوں نا لیوے اس بھی کوئے　　سہانا چتور جے کوئی ہوئے

---

۱ جو ۲ در ۳ کو، پر ۴ کے ۵ کان ۶ وہاں ۷ رہا ۸ لگا ہوا، صحبت میں ۹ مانند۔
۱۰ کی مانند، طرح ۱۱ مجھے ۱۲ قدموں ۱۳ لگاؤ، ہوا (قدموں تلے) ۱۴ جلوہ (دکھایئے) دیدار ہوں
۱۵ مہربانی ۱۶ میری طرف ادھر ۱۷ طاقت (توجہ) ۱۸ آنسوؤں ۱۹، ۲۰، ۲۱ تبرک فیض، پرساد ۲۲ پڑھ۔
۲۳ تو ۲۴ آنسو ۲۵ سے ۲۶ ذائقہ چکھنا۔ ۲۷ دیکھ ۲۸ جیسے ۲۹ ڈوبے۔ غوطہ لگاتے۔
۳۰ جو ۳۱ لگے ۳۲ ہاتھ ۳۳ کوئی ۳۴ سیانا۔ عقل مند ۳۵ ہوشیار ۳۶ کوئی۔

گھڑیا تو ہی مشقت سوں 30 جتن راکھیں شفقت سوں

سامت سوں ے کیا بندھان سو ہے سامت صدق ایمان

جیوں کے من کے جاگے سوں محبت کیرے دھاگے سوں

موتیوں کیرا تھا انبار پوڑو کیتا ہاڑیں ہار

گوہر جے کوئی ہوئے شناس سو ہے چن چن لیوے خاص

نام کتاب اس کھیا ہوئے خاطر لیا اس راکھیا ہوئے

ارشاد نامہ اس کا نام لوڑے فکر اسے مدام

ہندی بولوں کیا بکھان تجے گرو پرشاد تھا منجہ گیان

جے کوئی پڑ کر کریں سواد راہِ حقیقت پر ہویں شاد

رین گرو تو نا ہوے نبار بن غفلت کیرے کھولیں کواڑ

اس میں کیتا گرسگ لاب 40 لیا یارچ رچ سوال جواب

شریعت طریقت حقیقت سوں جمع لیا یا معرفت سوں

جے کچھ اس میں کیتا سوال جواب اپڑیا ہے درحال

جیسا مشکل ہووے حل جے کوئی سودھے ہویک دل

اوّل کیوں تھا ذات صفات بعد از کیتا مخلوقات

ابتدا انتہا باقی کیوں باقی فانی ماٹی کیوں

---

[1] لکھا (نظم لکھی) [2] موتی [3] سے [4] بندھا. نظم کیا [5] بیداری یعنی (تن من کی طلب سے) [6] کے [7] کا [8] گوندھ [9] کیا [10] لڑی بنادی ہار بنادیا یعنی مثنوی کے روپ میں نظم کردیا. [11] لے [12] خصوصیات صفات [13] کیا [14] چاہیئے [15] زبان [16] بیان [17] جو [18] گرو یعنی مرشد [19] فیض [20] فائدہ، لطف [21] انجام کو نہ پہنچے [22] سینے کے پہلو مرشد کے بغیر کوئی بھی اپنے آپ کو مکمل نہیں کرسکتا سوائے غفلت کے پہلوؤں سے دامن گیر ہونے کے [23] کرتا [24] مرشد [25] خوشی [26] فائدہ [27] رچایا. آراستہ کیا (سوال وجواب کے انداز میں) [28] سے [29] سے [30] کرتا [31] حاصل ہوا [32] سوچے تلاش کرے [33] تخلیق کیا [34] مٹی یعنی فنا ہوجانا. مٹی ہوجانا.

قدیم جدید کا کہو نشان — سب سوں سُن سب کر دبیاں
تفرید آکھیں، اور تجرید — کرو خلاصہ جے توحید
اصل قدرت کیا اس شمار — جس تھے یہ سب کیتا باز
یہ سب میرا تو رکھ مان — خاطر کر لیوں رکھ نشان

توں اول پہلا اتنا جاں — کوئی سب پر کرنا قادر مان 50
پہلیں اس پر لیاؤ ایمان — اللہ کرے سو ہوے جان
قدیم القدیم آپچھے وہ — بعد از رچنا رچے وہ
قدیم جدید ہے اس تھے سب — ایسا قدرت کیرا رب
جد کچھ نہ تھا تھا وہی — شریک نا اس دوجا کوئی
ایسا حال جے ہے کوئے — جس پر کرم خدا کا ہوئے
یہ سب گجری کیا بیاں — دیکھ خلاصہ ہوئے عیاں
اس کاتوں بھی لے توں جواب — انترپا لورے در ہر باب
ایسی نظر کس ادراک — جے کوئی اس کا ہوئے سالک
اس کی ذات قدیمی پر — چلے اس کی کون نظر
جے اس قدیمی بوجھیا ہوئے — تو شریک دوجا اوبھا ہوئے 60
اس کا ادراک سبھی شمار — کچھ نا لو بیا نظر تلہار
پرگٹ گپت کیرا اشاد — کچھ نا چھپیا اس کی یاد

---

۱ تو ۲ قدرت والا ۳ پہلے ۴ ہے ۵ مخلوق یا دنیا ۶ تخلیق کرے ۷ سے
۸ کا ۹ جب ۱۰ دوسرا ۱۱ دیکھ ۱۲ حاصل کرنا ۱۳ چاہے۔ طلب کرے
۱۴ سالک ۱۵ سمجھا ۱۶ دوسرا ۱۷ غیر موجود ۱۸ جگ ۱۹ کچھ ۲۰ ظاہر ہونا۔
۲۱ پوشیدہ ۲۲ کا۔

فکر کیجے کچہ صفات
نا کی فکر انپڑے[1] ذات
ولیکن جس کوں اَہیں خواہ
کہیا یہدی من یشاء
امید دکھلایا اور مروّت
بوجھنے کیری ہے نسبت
کہ یہ بندا فعل مختار
سرجن[2] ہارا سرجن ہار
تو یوں آہے قول علیؓ
کہیا اپنے مکہ دلی

سوال طالب

پوچھے تو اس قدرۃ میں
کیا فرق اس حضرت میں
دونوں مل کر کہنا ئیک
یا کچہ تفاوت اس میں دیک
جواب آکھے اس کا یوں
تعلق قدرت فعلوں سوں
70
کہ فعلوں پر وہ دیکھن ہار
ہے منزّہ بااخبار
میں پن اس کا زور قوی
اس پردا نا آپ وہی
او آپ خودی تے زاید ہے
میں پن پر بھی شاہد ہے
ایسا مخفی ہے اوہ گنج
نا کس بابیں[3] اس ہے رنج
جس کوں دوست کرمانیا ہوئے
اس کوں گنج جنایا[4] ہوئے
پوچھیا کیوں ہوے گنج شناس
لوڑے کہیا منجہ رہِ[5] راس

جواب مرشد

کنوں بندا فعل مختار
بارے دینا کچہ اختیار
قدرۃ حال جنایا[6] اِس
کون سکے کر اس کی ریس[7]
اس تے لوڑے کیا شناس
جس تے دل کا آئینہ صاف
توجہ سر جیا[8] دیکہ ربّی
سب جگہ پیدا نور نبیؐ
80
کہ تھا مخفی گنج قدیم
نا اس بن دوجا اور مقیم

---

۱ حاصل کر لیجئے ۲ خالق۔ پیدا کرنے والا۔ ۳ بابت ۴ مان لے۔ تسلیم کرے۔
۵ راہِ راست ۶ سمجھ لے۔ جان لے ۷ مقابلہ ۸ پیدا کیا۔

شاہ داول

سید داول یا شاہ داول حضرت برہان الدین جانم کے خلفاء میں شمار ہوتے ہی سنہ ۱۰۰۰ھ سے قبل ان کا انتقال ہو گیا بہ قول محمد اکبر الدین صدیقی۔

"زیر بحث شخصیت سید داول یا شاہ داول کی ہے بعض کاغذات میں انھیں شیخ داول بھی لکھا ہے ممکن ہے کہ یہ ان کی بزرگی کی بناء پر ہو کتب خانہ درگاہ حضرت امین الدین اعلیٰ میں ایک کاغذ پر حضرت برہان الدین جانم کے ۱۲ خلفاء کے اسمائے گرامی ہیں اور دوسرے کاغذ پر تو پہلی فہرست میں پہلا نام شاہ داول کا ہے اسی فہرست میں شیخ اسحٰق شیخ محمود عین الحق (خوش دہاں) خداوند شاہ اور خان محمد نام بھی ہیں" (ص ـــ ۲۸۶، قدیم اُردو) میں، ان کی تین تصانیف کا پتہ چلا ہے۔

(۱) کشف الوجود (۲) کشف الانوار (۳) چار تن

یہ تینوں مختصر مثنویاں ہیں جو متصوفانہ خیالات کی حامل ہیں۔

کشف الوجود مرتبہ اکبر الدین صدیقی میں کل ۲۶۹ اشعار ہیں جس میں تصوف کی باتیں تدریس اور تفہیم کے انداز میں بیان کی گئی ہیں۔

مثنوی میں اس عہد کی روایات کے مطابق پہلے حمد اور نعت پیش کی گئی ہے۔ اس کے بعد تخلیق نور، تخلیق آدم اور حضرت آدم کی تخلیق کے اسباب تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ اور حکم سجدہ کے بعد ابلیس کے انکار کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد تصوّف کی باتیں تحریر ہیں۔ بہ قول اکبر الدین صدیقی:۔

"کہتے ہیں کہ عالم دو ہیں، جسمانی اور روحانی، ان دونوں سے پرے نور کا عالم ہے جس تک انسان کامل ہی رسائی حاصل کر سکتا ہے بشرطیکہ خدا اس کو توفیق اور عرفان عطا کرے۔ یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ انسان میں اپنے نفس کو پہچاننے کی صلاحیت پیدا ہو۔ خدا اس کے دل میں رہ کر اس کو اپنا دیدار دکھاتا ہے۔ اس کا جلوہ ہر چیز میں موجود ہے۔ اس کا عرفان فرشتوں حتیٰ کہ جبرئیل کو بھی نہیں ہوتا لیکن ان کی رسائی اس نور تک ـــــ ہو جاتی ہے خواہ وہ کہیں ہو۔ انسان جب جلوہ دیکھ پاتا ہے تو وہ اپنی خودی کو بھول جاتا ہے۔"

روح کا مرتبہ متعین کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

" روح کا مرتبہ جسم کے مقابلہ میں بدرجہا زیادہ ہے جسم فانی اور روح باقی ہے۔ روح ایک خوشبو ہے۔ خوشبو کیوڑے میں ہوتی ہے، کانٹے میں بھی اور پتوں میں بھی۔ پتے سے کانٹا علاحدہ کر دیا جائے تب بھی خوشبو کسی سے علاحدہ نہ ہوگی۔ جس طرح خوشبو کے اظہار کے لیے کیوڑا ضروری ہے اس طرح جسم کے بغیر روح کا عمل دخل بھی ممکن نہیں۔"

(ص ۲۹۶ مقدمہ کشف الوجود)

قدیم اُردو۔ ۱۹۶۵۔ حصہ اول

کشف الوجود

حمد

اللہ واحد سرجن ہار — جوں جگ عالم جس تھیں بار
دایم قایم آپیں آپ — جو نا پگڑی نا ما باپ
کہن نا آوے کچھ مثال — جائے طرف نا وہم خیال
فہم نظر سو وہم گمان — کیسا اس کا نا در گیان
ذات منزہ سب تھے پاک — کوی نا کرے اس ادراک
آب ہور آتش باد ہور خاک — سب تھے نرمل ہے او پاک
نینو بن وہ دیکھے سب — کانو بن وہ سنتا رب
ناسک بن وہ لیوے باس — وجود نہیں بن بھوگ بلاس
جبوا بن وہ بولن ہار — حاضر ناظر ہے کرتار
جان پنا دے اپنا نور — راکھیا اپنی نظر حضور
شاہد کر اس کیا جدا — تو ان لذت لیا خدا
جان بنا نا دیتا اس — معبود کر کون کہتا تس
عابد تن جن کیا قبول — طاعت بندگی سوں مشغول
رحمت بخشا اس کی ٹھار — اپنا دکھلایا دیدار

نعت

جسے کچھ رب کا ہے فرمان — نبی دل جاں یا احسان
لے تج نبی کا فرمان — نبی دل جاں یا احسان

---

۱ پیدا کرنے والا ۲ سے ۳ باہر (وجود میں آنا) ۴ تجھ یعنی اولاد ۵ ماں ۶ کہتے ۷ سمجھتے ہیں ۸ دیکھنے میں ۹ سے ۱۰ اور ۱۱ سے ۱۲ وہ ۱۳ آنکھیں۔ نین ۱۴ کان کی جمع ۱۵ ناک ۱۶ سونگھنا۔ ۱۷ زبان جیب ۱۸ بولنے والا ۱۹ ظاہر کرنا ۲۰ رکھا ۲۱ آ سے ۲۲ جو ۲۳ (لے) کر۔

تسلیم ہو کر لیتا سیر | تو اس کیتا[1] جگ میں میر
اونچا درجا دیتا مان | پنہاں رکھیا[2] با ایمان
جیتا[3] تجے کچھ مخلوقات | کل شے عالم ہر ہر دھات
سب جگ پیدا جس کے نور | عرش ہور کرسی چاند ر سور
بہشت ہور دوزخ بھیں[5] اسمان | لوح، قلم، جن ہور حیوان
سات سمندر ڈونگر پہاڑ | بن کھنڈ باچے جناں جھاڑ
حوراں[6]، طیراں[7]، بجلیاں مور | ایسے بھی کئی لاک[8] کروڑ[9]
ظاہر باطن دیک بچار | نور نبی تھے سب اظہار
پرگٹ[10] نور کوں[11] دیا فضل | جوں جگ عالم اس کے تل[12]
آب ہور آتش خاک ہور باؤ | سرجا[13] نور نبی کے چاؤ
جس کوں[14] کرتا توں[15] اختیار | اس میں کرسوں تجھ اظہار
ایسا حق تھیں ہوا امر | نور نبی لے، سر، بھیں دھر
چاروں کا دھیان ہوا مہان | ماٹی[16] نور قبولیا[17] جان
چار عناصر کیتا[18] تن | نور نبی تھے[19] کر روشن
خاکی آدم کیا صفی | پایا قطرہ نور نبی
ہوا فرشتوں پر یوں فرمان | سجدا کرتا با دل[20] جان
پر تو دیکھے حق کا نور | سگلے[21] سجدے کیے حضور
ابلیس کافر کھیا گمان | رانیا[22] گیا، ہوا شیطان
حق تھے ہوا لعنت بار[23] | ساتوں دوزخ بھیتر[24] بار
ابلیس لایا دھندے[25] دھند | حق تھے آدم پایا پند
دایم در پہ ہے شیطان | ہے گنہ دریا انسان
دل میں بٹھا کے وسواس | غفلت پایا از رہ راس[26]

---

[1] کہلوانا [2] رکھا [3] جتنا [4] جو [5] زمین [6] جور کی جمع [7] طیور [8] لاکھ [9] کروڑ [10] ظاہر [11] کو [12] تلے۔
[13] پیدا کیا [14] کو [15] تو [16] مٹی [17] قبول کیا [18] کرتا [19] سے [20] دل سے [21] سبھی [22] نکال
دیا گیا [23] باہر [24] اندر [25] دشمنی [26] راہِ راست

وہاں کا عالم ہے کچھ ہور
وہاں کوئی قادر ہے ورزور

سب تے کامل ہے انسان
گیان ہدایت دے عرفان

انسان بھیتر ہوا ظہور
پردا تھا سو کیتا[1] دور

کہ الانسان سری انا سرہ
من عرف روحہ فقد عرف ربہ

کیسا اس کا گیان کمال
دیکھیا اس کا نور جمال

اس کوں انکھیاں دیتا چار
تو ان دیکھیا وہ دیدار

کیسیا اس کا دیک قلوب
بیٹھا دل میں ہو محبوب

مانس کیرا دل کے ٹھار
اپنا یا دکھلایا دیدار

اے جسے کچھ عالم بار
اس کے دل میں ہے اظہار

حق کا او تو ہے انسان[2]
اس میں اس کا سب نشان

عرش ہور کرسی حور ملک
بہشت ہور دوزخ، ارض فلک

جیتا عالم ہے کل شئے
اس کے دل میں پرتو ہے

اس کے جان پتے کی چھانوں
مانس کیری[3] دل کے ٹھانوں[4]

تو یہ آپس میں اس جوے
بوجھا اپنا معبود ہوئے

سب سوں ہے سب بوجھا رب
عشقوں آپس کھویا سب

کون مراتب کون فضل
جبرئیل کا نہیں دخل

جہاں دیک جبرئیل کا نئیں بھیر
وہاں دیک[5] انسان کیرا سیر

انسان مقصود حاصل کر
حق میں آپس واصل کر

درجا پایا قرب مقام
اپس کھویا دیک تمام

---

۱ کرتا ۲ انسان ۳ کا ۴ (مقام) میں۔ جگہ ۵ دیکھ

سُلطان مُحمّد قلی قطب شاہ

سلطان محمد قلی قطب شاہ والئ گولکنڈہ سلطان ابراہیم قطب شاہ کا فرزند ہے۔ جس کی پیدائش ۱۵۶۵ء مطابق ۹۷۳ھ گولکنڈہ میں ہوئی۔ محمد قلی قطب شاہ کی والدہ کا نام بھاگ وتی بتایا گیا ہے۔ قلی قطب شاہ کے عہد حکومت میں سیاسی بدامنی اور جنگیں نہ ہونے کے برابر تھیں اس لیے اس کی سلطنت میں امن دامان قایم رہا اور اسے اپنے ادبی جوہر کی جلوہ گری کا بھرپور موقع ملا۔ اس کی خانگی زندگی بھی پرسکون تھی بعض مورخین کا خیال ہے کہ محمد قلی قطب شاہ بہت زیادہ عیش پرست تھا۔ رقص و سرود کی محفلوں کا دلدادہ تھا۔ محمد قلی فنون سپہ گری کا ماہر تھا۔ اس کی بہادری کے چرچے دور دور تک مشہور تھے۔ میدان جنگ میں اس کی شرکت اس کی گواہ ہے۔ سلطان کو اپنی رعایا اور سلطنت سے بہت لگاؤ اور دلچسپی تھی۔ وہ فنون لطیفہ کا بھی قدردان تھا۔ فن خوشنویسی کے فروغ کے لیے ایران اور عراق سے کاتب و خوشنویس بلائے تھے۔ ان کی وہ سرپرستی کرتا رہتا تھا۔ سلطان نے تقریباً ہر صنف شاعری میں طبع آزمائی کی ہے۔ اس نے بڑی تعداد میں غزلیں نظمیں لکھی ہیں۔ اس کی شاعری کے موضوعات ہندستانی رسم و رواج، رہن سہن و معاشرت کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اس نے ہندستانی تیوہار موسم۔ کھیل راگ راگنیوں اور عمارتوں کو بھی موضوع سخن بنایا ہے۔ ہندستان کی ملی جلی تہذیب کی رنگینیاں اور دلکشیاں اس کے کلام میں موجود ہیں وہ ایک طرف نوروز، بسنت پر شاعری کرتا ہے تو دوسری طرف اس نے عید رمضان، شب برات جشن میلادالنبی وغیرہ پر اشعار سنائے ہیں اس کے کلیات میں نظم، غزل، رباعی،

مرثیہ، قصیدہ، مثنوی، قطعہ، ریختی تقریباً ہر صنف نظم موجود ہے۔ اسے اپنی اس پہلودار ادبی حیثیت کا احساس ہے اور اپنی شاعری پر ناز بھی جس کا جگہ جگہ اظہار ملتا ہے۔

(۱) قصیدہ ہو رغزل لایا تمھارے پیش کش تائیں (کے لیے)
بھرو منج دور میانے موتیاں ہم عید دہم نوروز
اپنے آپ کو فارسی کے شاعر خاقانی کے ہم پلہ سمجھتا ہے۔
(۲) انوں کے دشمنان اوپر ازل تھے لعن واجب ہے
اگر ہوئے سمرقندی بخارائی و ملتانی
(۳) نزاکت شعر کے فن میں خدا بخشا ہے توں تج کوں
معانی شعر تیرا ہے کہ یا ہے شعر خاقانی

محمود اور فیروز بیدر کے مشہور شاعر گزرے ہیں۔ جن کا ذکر قدیم اردو کے دوسرے شاعروں نے بڑی عقیدت و احترام سے کیا ہے ان کے بارے میں قطب شاہ کے بیان کے مطابق اس کی شاعری سے وہ بھی بہت زیادہ مرغوب و متاثر ہو جاتے فارسی کے شعر ظہیر اور انوری بھی اس کا کلام سن کر بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔

اگر محمود ہور فیروز بے ہوش ہوئیں عجب کیا ہے
ہوئے تج وصف تا کر سک ظہیر ہور انوری بے ہوش
نبی صدقے قطب گو ندیا بچن اچھے ثریا سے
فلک پر یو غزل سن سن کے ہووے مشتری بے ہوش

قلی قطب شاہ اردو کا پہلا صاحب دیوان شاعر مانا جاتا ہے۔ اس نے ہندستانی مزاج کو اپنی شاعری میں سمو دیا ہے ایرانی اثرات سے بھی متاثر تھا۔ شیعہ عقیدہ کا حامل تھا۔ عاشورہ کا خاص اہتمام کرتا تھا۔ دس ماہ دنیاداری، عیش و عشرت، مے نوشی کی نذر رہتے مگر دو ماہ حضرت امام حسین اور دوسرے شہدائے کربلا کے ماتم میں گزرتے۔ اس کے عہد میں محرم کی تقریبات کا اہتمام اس قدر اہم ہو گیا تھا کہ بلا تفریق مذہب و ملت

تقریباً ہر گھر میں اس کا احترام کیا جاتا اور عوام بڑھ چڑھ کر ان تقریبات میں حصہ لیتے اپنی اس عقیدت و احترام کا ذکر اس نے اپنے کلام میں بھی کیا ہے۔ اس کے کلام کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ قطب شاہ کو علم نجوم سے دلچسپی و گہرا لگاؤ تھا۔ نادر تشبیہات و استعارات کا اس نے جا بجا استعمال کیا ہے۔ منظر نگاری اور کردار تراشی میں اسے مہارت حاصل تھی اس کی عمدہ مضامین پارہ پیار یار، میں ملتی ہے۔

نظمیں

عید رمضان

نس[1] عید جلوہ گر ہوئے گئے دن صیام ساقی
نو چند[2] تھے[3] ساغراں[4] میں، بھرے مدام ساقی
زاہد[5] ریا تھے[6] بہوش[7] دن، بدنام ہو رہیا ہوں
پیالے پلا پرم[8] کے، کہ نیک نام ساقی
مستی تھے آپ[9] صراحی کرتی تھی سرکشی نت[10]
کرتی ہے جام کوں[11] اب، ہر دم سلام ساقی
تیس دن کی خماری توڑن[12] کے تائیں مج[13] کوں
کم کم نہ کر توں[14] دم دم، بھر بھر دے جام ساقی
صدقے نبی قطب کوں، اپڑیا[15] ہے مے طہورا[16]
کوثر تھے ساغر اپڑیا صدقے امام ساقی

---

[1] رات [2] نیا چاند [3] سے [4] ساغر کی جمع [5] زاہد کی ریاکاری [6] سے [7] بہت [8] رہا [9] پریم [10] اپنی [11] ہمیشہ، ہر دن (روزوں کی وجہ سے) [12] کو [13] تلفظ تس بمعنی تیس دن (روزوں کے) [14] توڑنے [15] لیے [16] مجھ [17] تو [18] حاصل ہوا، پہنچا [19] طہور۔ پاکی

مکھ[1] اور مکا[2]

سکی[3] کا مکھ مکا، ہور[4] کیس[5] کسوت[6] جوں بنائے ہیں
دِسے[7] یوں مانگ[8] موتیاں کی، کر حاجی حج کوں[10] آئے ہیں
سُتے[11] تِل حجر الاسود، ہور ذقن جو چاہ زمزم ہے
سو مکرا[12] ڈوگ[13]، جوں پانی سے بُند[14] موتی چوائے[15] ہیں
سکی[16] کے زلف حلقے ہیں، سو جوں کعبے کے درمیانی
پوَن[17] ہت قطب کے داعی، دعا کر کر ہلائے ہیں
چنچل[18] کی نین[19] تھے[20] حج کوں نشانیاں خوں کیاں[21] دِستیاں[22]
مگر[23] قربان کرنے جیو[24] حاجیاں[25] کے دن آئے ہیں
منا عرفات دھن[26] جوبن[27]، ترے ہور[28] عاشقاں[29] حج کے
کیتے[30] قربان کر کر جیو[31] نشانیاں لہو[32] کی لائے ہیں
دِسے[33] جوں جالے[34] موتیوں کے، نِچھل[35] جوبن[36] پہ چنچل[37] کے
کہ جوں طنبور دو تھانبے[38] کا پوَن[39] سوں[40] بھر کے لائے ہیں

۱؎ چہرہ ۲؎ مکہ شریف ۳؎ سکھی، محبوب ۴؎ اور ۵؎ گیسو، بال ۶؎ لباس، چادر ۷؎ نظر آئے ۸؎ سر کا چیر ۹؎ موتی کی جمع ۱۰؎ کو ۱۱؎ خوشگوار ۱۲؎ مکھڑا ۱۳؎ بناوٹ ۱۴؎ بوند ۱۵؎ ٹپکائے پانی کا ٹپکنا ۱۶؎ سکھی ۱۷؎ ہوا کے ہاتھ ۱۸؎ شوخ ۱۹؎ آنکھ ۲۰؎ سے ۲۱؎ کی ہوئی ۲۲؎ نظر آتی ہیں ۲۳؎ شاید ۲۴؎ جان ۲۵؎ حاجیوں ۲۶؎ عورت، محبوبہ ۲۷؎ شباب ۲۸؎ اور ۲۹؎ عاشق کی جمع ۳۰؎ تلفظ: کِتے بمعنی کتنے ہی ۳۱؎ جان، دل ۳۲؎ لہو ۳۳؎ نظر آئیں ۳۴؎ لڑیاں ۳۵؎ شفاف ۳۶؎ شباب، سینہ ۳۷؎ شوخ ۳۸؎ تھمنا ۳۹؎ ہوا ۴۰؎ سے

بسنت

بسنت کھیلیں عشق کا، آ پیارا
تمیں[1] ہیں چاند، میں ہوں جوں تارا
نِرمَل[2] کُندن[3] کے تاراں[4]، انگ جھونا[5]
بندی[6] ہوں چھند[7] بند سُوں[8] کر سنگارا[9]
بسنت کھیلیں ہمن[10] ہور[11] ساجنا[12] یوں
کہ اسماں[13]، رنگ شفق پایا ہے سارا
شفق رنگ جھینے[14] میں تارے تِگٹ[15] جوں
سُورج[16] کِرناں[17] نِمن[18]، زر[19] تار تارا
پیا[20] پگ[21] پڑ، ملا کر لیائی پیاری
بسنت کھیلی ہور رنگ[22] رنگ سنگارا[23]
جوبن[24] کے حوض خانے، رنگ مدن[25] بھر
سو رُوماں[26] رُوم چرکیاں[27] لائے دھارا[28]
بھیگی[29] چولی میں بھیتن[30] نِس[31] نشانی
عجب سورج ہے کیوں کرنس کوں ٹھارا[32]
نبی صدقے بسنت کھیلیا قطب شہ
رنگیلا ہو رہیا ترلوک[33] سارا

---

۱ تمہیں ۲ بلاکھوٹ ۳ سونے کی عمدہ ترین قسم ۴ تار کی جمع ۵ باریک لباس ۶ باندھی ۷ نازو ادا۔ ۸ سے ۹ سنگار، آرائش ۱۰ ہم ۱۱ اور ۱۲ ساجن ۱۳ آسمان ۱۴ لباس ۱۵ ٹنگے ہوئے۔ ۱۶ سورج ۱۷ کرن کی جمع، شعاعیں ۱۸ مانند ۱۹ سونے کی تار ۲۰ محبوب۔ ۲۱ پاؤں ۲۲ رنگارنگ۔ ۲۳ سنگار۔ ۲۴ شباب۔ ۲۵ عشق۔ ۲۶ روئیں روئیں ۲۷ پچکاریاں ۲۸ دھارڈان ۲۹ تلفظ بھگی۔ ۳۰۔ ۳۱ رات ۳۲ رُکا ہوا، جما ہوا۔ ۳۳ تینوں عالم۔

تھنڈ کالا[1]

ہوا آئی ہے لے کے بھی تھنڈ کالا
پیا بن ستاتا مدن بالے بالا
رہن نہ سکے من پیا باج دیکھے
ہوے تن کوں سکھ جب ملے پیو بالا
اے سیتل ہوا منج لگے نہ پیا بن
مگر پیو کنٹھ لا کر مرے منج ہنسالا
سجن مکھ مشعے باج اوجالا نہ بھاوے
بھلایا ہے منج جیو کوں او اوجالا
جو رات آوے چندنی کی منج کوں ستاوے
کہ چندنا منجے نیں نین سور بالا
مرے من کا بھاتا ہے لاکن سوں ملنا
منجے بھاتے ہیں پیو ہت سے کنٹھ مالا
نبی صدقے قطبا آنندا ں سوں مل کر
اپس سائیں سوں پیوے جم مد پیالا

---

[1] تھنڈ کالا ۔ سردی کا موسم [2] محبوب [3] بغیر [4] جذب عشق [5] رہ [6] دل [7] بغیر [8] جسم [9] کو [10] محبوب [11] کم سن [12] یہ ٹھنڈی ہوا [13] مجھے [14] ۔ [15] گزرے [16] گلے [17] لگا [18] سرشار [19] محبوب کا چہرہ [20] شمع [21] بغیر [22] روشنی [23] موافق آئے [24] دل [25] وہ بمعنی اس [26] اجالا [27] چاندنی [28] چاند [29] نہیں [30] آنکھ [31] سورج [32] اوپر، آسمان پر [33] محبوب [34] سے [35] محبوب کے ہاتھوں کا [36] گلے کا ہار [37] آنند کی جمع، خوشیاں [38] اپنے [39] مالک [40] پیے [41] ہمیشہ [42] شراب

پِرَم کی کہانی

سُنو لوگ میری پِرَم کی کہانی
کہ پیلا ہے رنگ عاشقی کی نشانی
تُمَن عِشق بھیدیا ہے مُنج بالے بالا
کر ہوئی ہوں تُمَن پِیَم میں ہُوں دیوانی
محبت کی لذت فرشتاں کوں نیں ہے
بہت سعی سُوں ییں سو لذت پچھانی
پِرَت میں جِنے اپنا دل کیتا دریا
عشق پینٹھ میں اس کوں ساچا گر مانی
جکوئی عمر کھویا ہے ساجن ہوس میں
جِیوَن پَھل وہی پائیا کر ہوں میں جانی.
اُوسی کا ہے دو جگ میں جیونا انند سوں.
جِن نے نیہہ بوجھیا سُن اے ایانی
نبیؐ صدقے قطبا جگت سو مول پایا
سو او عشق ہے، اُس سٹے نیں خوش کہانی .

---

۱ پریم، عشق ۲ تمھارے ۳ جگر ۴ میرا ۵ بال بال ۶ ہوئی ۷ پریم ۸ فرشتہ کی جمع، فرشتوں ۹ کو ۱۰ نہیں ۱۱ وہ ۱۲ پہچانی ۱۳ پریت ۱۴ جس نے ۱۵ کیا ہے ۱۶ راہ ۱۷ سچا گرو ۱۸ مانو ۱۹ جس کسی نے ۲۰ ثمرِ حیات ۲۱ پاتا ہے ۲۲ جانتا ہوں ۲۳ تلفظ: اُسی ۲۴ دو عالم ۲۵ جینا ۲۶ خوشی سے ۲۷ جنھوں ۲۸ پیار ۲۹ راز جان لیا. ۳۰ نادان، دیوانی ۳۱ اصل حیات ۳۲ وہ ۳۳ سے ۳۴ نہیں .

حیدر محل

حیدر[1] محل میں دایم حیدر[2] کا جلوا لگاؤ
عرش، آسمان، دھرت[3] پر، نصرت[4] طبل بجاؤ
لیا[5] سیم ساق ساقی، منج بزم میں صراحی
پیالے[6] کی جوت پیانے، لیائیں[7] صورت دکھاؤ
سورج طبق تھے گالاں[8] میں، مے نقل دھر[9] دو تم
پیاری پریت[10] کے ہاراں[11]، پیاری کے گل[12] میں باہو[13]
نیہہ[14] کے نہالاں[15] میاں[16] نے کنچک[17] کے باو[18] کے دیو[19]
زہرہ و مشتری سوں[20]، پاتر[21] رنبھا[22] نچاؤ
متھ[23] گھڑیاں[24] سوں بادیں[25] سینے اوپر کچوں[26]
نابات[27] زود سیتی[28]، امرت[29] گھڑیاں[30] بھراؤ
پدمنیاں[31] جیتیاں مل شہ روپ[32] پر بھلیاں[33] ہیں
ان ہات[34] قول بیڑا دے کر سکیاں[35] اچاؤ[36]

---

[1] سلطان محمد قلی قطب شاہ نے اپنے نئے دارالخلافہ بھاگ نگر معروف بہ حیدر نگر حالیہ حیدرآباد میں بہت سی خوبصورت اور عالی شان عمارتیں تعمیر کروائی تھی۔ ان میں سے ایک کا نام حیدر محل تھا جس میں موتیوں کا فرش بچھا ہوا تھا [2] ذو معنی ہے سلطان محمد قلی قطب شاہ کی ایک پیاری کا نام بھی ہے اور حضرت علیؓ کا لقب حیدر کرار کی مناسبت بھی ہے [3] دھرتی، زمین [4] نصرت کے تازیانے [5] لے کر آ [6] نورِ جام میں [7] مالک [8] رخسار [9] رکھو [10] پریت، پیار [11] ہار کی جمع [12] گلے [13] باہیں [14] پیار [15] نہال کی جمع [16] درمیان [17] چولی [18] جڑاؤ قمیص کی تالی [19] دونوں [20] سے [21] کردار [22] اندر دیوتا کے دربار کی ایک رقاصہ، تلفظ رمبھا [23] چاند ایسی مبارک [24] گھڑی کی جمع [25] سے [26] باد کی جمع، ہوائیں [27] پستان [28] شہد ایسا دودھ [29] سے [30] آبِ حیات [31] گھڑے کی تانیث [32] پدمنی کی جمع [33] جتنی [34] شاہ حسن [35] بھُلی کی جمع، خود فراموشی [36] ہاتھ [37] سکھی کی جمع، سکھیاں [38] اٹھاؤ۔

بارہ پیاریاں

پیاری

پیاری نہ کر توں سجن شوں منم
جو جاگی جوانی تو پھر ہوگی خم
یقین جان جگ میں اہیہ بات ہے
کہ گوہر پھٹے پر ہوتا ہے مول کم
جوانی و جوبن ہے سب پاونا
کہ تج تھے ہووے عیش سائیں کوں جم
میا آپ سائیں کا رکھ اپنے دل
کہ تج تھے ہووے عیش سائیں کوں جم
چھنداں سیتی سنگار کر آئی دھن
سہے مکھ اپر خوئی کہ جیوں پھل پہ نم
نہوراتے ہیں سکیاں میں آپ حسن کوں
اوچائے ہیں خوباں میں اپنا علم
نبی صدقے قطبا ہے تج نیہہ تھے مست
سہے سب بتاں میں، توں اس کا صنم

---

۱ تو ۲ یار ۳ سے ۴ احتراز ۵ چلے جائے گی ۶ دنیا ۷ یہ ۸ پھوٹے ۹ شباب ۱۰ تجھ سے ۱۱ ہمیشہ ۱۲ مہربان ۱۳ مالک ۱۴ ناز ۱۵ سے ۱۶ آرائش ۱۷ محبوبہ ۱۸ پیارا لگے ۱۹ چہرے ۲۰ اوپر ۲۱ پسینہ ۲۲ پھول ۲۳ مقابلہ کرانا۔ ۲۴ سکھیاں ۲۵ اٹھائے ۲۶ تیرے ۲۷ پیار ۲۸ سے ۲۹ پیارا لگے ۳۰ تو

مشتری

نین[1] پتلی ہم سوں[2] کری ایک بات
نین[3] بن میں دعوئے[4] کے پھولاں[5] کھلات[6]
عشق کسوتاں تھے منجے[7] مشتری
عشق انت[8] ادھر[9] میوہ تج[10] کوں سہات[11]
عشق تورے[12] جوبن[13] کی سیراں[14] کرے
ادھر[15] تیرے، کوثر کا پیالا پلات[16]
ادھر پر ترے ہے پرم[17] کا نشان
ادھر چومنے تھے[18] سو لاجے[19] نبات
اجت[20] چاند سہتے[21] ترے دو دو دل
ترا مکھڑا[22] پرم[23] کہانی سنات[24]
چتر[25] ناریاں[26] میں چتر بن تجے[27]
کہ آپس کے من[28] میاں[29] نے منگوں[30] منات[31]
نبی صدقے ماوے[32] چتر[33] قطب سیس[34]
کہ رایاں[35] منے[36] قطب، تار اجتات[37]

---

۱ آنکھوں کی پتلی مراد محبوبہ ۲ سے ۳ گلزار چشم ۴ دعوا کی جمع ۵ پھول کی جمع ۶ کھلاتی ہے ۷ مجھے ۸ انجام کار ۹ ہونٹ ۱۰ تجھ کو ۱۱ زیب دینا ۱۲ تیرے ۱۳ شباب ۱۴ سیر کی جمع ۱۵ ہونٹ ۱۶ پلاتا ہے ۱۷ پریم، پیار ۱۸ سے ۱۹ شرمائے ۲۰ ناقابلِ مسخ ۲۱ زیب دیتے ۲۲ تلفظ : موکھڑا بمعنی چہرہ ۲۳ پریم ۲۴ سناتا ہے ۲۵ ہوشیار ۲۶ ناری کی جمع عورتیں ۲۷ تجھے ۲۸ دل ۲۹ میں ۳۰ مانگوں ۳۱ منتیں ۳۲ مانا، حقدار ہونا ۳۳ چھتر، تاج ۳۴ سر ۳۵ رائے کی جمع، راجے ۳۶ میں ۳۷ جتنا

لالن

مرا لالن ہے لیلیٰ میں ہوں مجنوں
کروں تل تل زیادہ نیہہ پیو سوں
اَپس سر پر بندیا ہوں نیہہ سہرا
کہ میں عاشق ہوں تج پر ہور مضموں
میا سیتی کرو چک چار میری
کہ بھیدیا ہے تمارا عشق روں روں
تجے دیکھن تھے پاوے سکھ مو تن میں
کہ جھمکیا ہے مرے دو نین میں توں
محبت ترا مج سب تن میں بھیدیا
نہ کر چالئے، چتر چھنداں کے فن سوں
دو تن سمنا سوں کرتی اڑیاں باتاں
او مورکھ کی سو باتاں کیا کہ بولوں
نبی صدقے کروں اَپ دل سوں سیوا
قطب شہ کا ہے شاہاں میں موزوں

---

۱ محبوب ۲ لحظہ بہ لحظہ ۳ پیار ۴ پیارے ۵ سے ۶ اپنے ۷ باندھا ۸ پیار ۹ تجھ ۱۰ دوسرے ڈھنگ سے ۱۱ مہربانی ۱۲ سے ۱۳ چار آنکھیں، آنکھیں ملانا ۱۴ چھلنی کیا ۱۵ تمہارا ۱۶ تجھے ۱۷ دیکھنے ۱۸ سے ۱۹ میرا ۲۰ جسم ۲۱ آب وتاب سے سمانا ۲۲ آنکھوں ۲۳ میرے ۲۴ جسم ۲۵ چھلنی ۲۶ چالبازی ۲۷ چالاک ۲۸ ناز ۲۹ رقیب ۳۰ ہم ۳۱ سے ۳۲ ٹیڑھی ۳۳ وہ ۳۴ بے وقوفی ۳۵ سو ۳۶ کیا ۳۷ اپنے ۳۸ سے ۳۹ ذکر ہوتا ہے، موضوع بنا ہوا ہے۔

چھبیلی

چھبیلی سوں لگیا ہے من ہمارا
کہ اس بن نیں ہمن یک تل قرارا
صبوری کوں نیں ہے ٹھارا دل میں
صبوری کیوں کرے سو کر نہارا
الک پھانسی سوں پنکھی جیو پکڑنے
دِکھائی گال او پر تل کا چارا
بسے من میں سو اُس کے خیال نِس دن
نیں اس خیال بن مُنج من میں ٹھارا
نین بہری چھوڑی، سو گکے دوڑی سوں
کرے چنچل پنکھی دل کوں شکارا
منیا کرنا کرے معشوق اُپے ہو
کہونا، کیا کرے عاشق بچارا
نبی صدقے قطب عاشق ہے تیرا
سدا بل اچھ، نہ ہو یک تل بی نیارا

---

۱ سے ۲ لگا ۳ دل ۴ بغیر ۵ نہیں ۶ ہم کو ۷ ایک لمحہ ۸ کو ۹ نہیں ۱۰ جگہ ۱۱ تلفظ "کرا" ے بمعنی کرے ۱۲ کرنے والا ۱۳ زلف ۱۴ سے ۱۵ دل کا پرندہ ۱۶ رخسار ۱۷ پرندوں کو پھنسانے کے لیے جال کے نیچے رکھے جانے والے دانے، دانہ ۱۸ فیدہ ۱۹ رات ۲۰ نہیں ۲۱ بغیر ۲۲ میرے ۲۳ جگر ۲۴ بحری، باز کی نسل کا ایک پرندہ جسے دوسرے پرندوں کا شکار کرنے کیلئے چھوڑا جاتا ہے ۲۵ کاجل مراد سرمہ کی تیر سے مشابہ دھار ۲۶ پنچھی، پرندہ ۲۷ کو ۲۸ مہربانی، محبت ۲۹ اپنے ۳۰ بیچارہ ۳۱ بھی ۳۲ جدا۔

غزلیات

یاد مج[1] اُس[2]، رات دیوانہ کیتا[3]
وو[4] نھنا[5]، مج خواب میں افسانہ[6] کرتا

رات میرے نین[7] مج[8] سونے نہ دیویں
اُو[9]، ہمن[10] گھر میں نپٹ[11] ویرانہ کیتا

شمع جہاں جیوں[12] کرے پروانہ کوں[13]، اب
مرغِ بسمل بھون کر پروانہ کیتا

جیو[14] میرا، اُس پری کے نیہہ[15] سوں[16] مل
عقل و ہوش شُدھ[17] مرا بیگانہ کیتا

اب پچھے[18] گا قطب معانی حال کیوں
قبلہ کوں[19] اس کام میں مے خانہ کیتا۔

---

[1] مجھے [2] اس کی [3] کیا [4] وہ [5] کم سن [6] گفتگو [7] آنکھیں [8] مجھے [9] وہ [10] ہمارے [11] بالکل، ہمیشہ [12] جوں [13] کو [14] دل [15] عشق [16] سے [17] سدھ، حواس [18] پوچھے گا۔ [19] کو۔

۲

سب اختیار میرا، تج ہات[1] ہے پیارا
جس حال سوں رکھے گا، ہے او[2] خوشی ہمارا

نیناں خوشی سوں دھوؤں، پگ[3] اپ[4] پلک سوں جھاڑوں
بیجے[5] کوئی خبر سو کیا وئے[6]، نکھ پھول کا تمارا

تج عاشقاں میں ہوتا جنگ وجدل، سو سب دن
ہے شرح احمدی، تج انصاف کر خدارا

اُس پتلیاں کی صورت کئی[7] خواب میں جو دیکھے
رشک آئے مج، کرے مت کوئی سجدہ اس دوارا[9]

جب توں لکھیا قطب شہ، مہر[10] محمد اپنے[11] دل
ہے شش جہت میں تج کوں حیدر رکہ تو ادھارا[12]

---

[1] ہاتھ [2] وہی [3] پاؤں [4] اپنی [5] جو، اگر [6] لائے [7] گل رو [8] کوئی [9] در دروازہ [10] محبت [11] اپنے [12] آدھار، سہارا

۳

یک چمک[1] ناز کا دیکھیا[2] ہوں رات
جن[3] سنے[4] دین کا گنوائے بات

قدِ رعنا، وُہ ہور[5] لٹکتا چال
پایا دُو وضع تھے دو[6] جگ لمعات

نین دریا[7] میں اُبلے ہیں موتی[8]
عشق گدڑی[9] بکاوے ہاتے ہات[10]

حُسن کے دعوے ہور[11] کی[12] کرتے
اس[13] دیے ہیں ازل تھے[14] حسن برات

شعر تیرا معانی صدقے ہنج
لکھ لیے ہاتے ہات، گاتے پلات[16]

---

۱ شعلۂ ناز ۲ دیکھا ۳ جس کو ۴ سن کر ۵ 'و' اور ہور دونوں کے معنی 'اور' ہیں یعنی مزید براں۔ ۶ دو جہاں ۷ دریائے چشم ۸ (مراد) اشک ۹ محاورہ گدڑی کا لعل ہے۔ شاعر نے اسے "گدڑی کا موتی" میں تبدیل کر دیا ہے ۱۰ ہاتھوں ہاتھ ۱۱ اور ۱۲ کیا؟ ۱۳ کیوں ۱۴ اس کو ۱۵ سے ۱۶ زبان کا عمل (مراد) زبان زباں

۴

اَندھارے[1] شہر پر خورشیدِ تاباں ٹک[2] منوّر کر
اُبھالاں[3] آہ کے ڈالے ہیں، مُنج[4] سینے مَنے[5] در کر

کہیا[6] عرضہ[7] سُنو میں، ناز سُوں[8] کہی[9] کام ہے مُنج کوں[10]
غروری، آہ کرتے ہیں کِتا[11]، اب حسن کے زرگر

ہماری آہ کے شُعلیاں[12] تھے، پایا ہے شُفَق لالی
اُساساں[13] دُود میرے تھے[14] ابر چھایا ہے مَنظر کر

تُمارے عکس تھے[15]، روشن ہُوا ہے چاند سب جُگ[16] میں
وگرنہ رنگ کا ٹھکرا[17] ہے تج بِن[18] خاک بر سر کر

رقیباں کہنیاں[19] سُن کر ہماری، ہوتے ہیں حیراں
معانی اَپنے[20] دل میں علی کا مُہر[21] مظہر کر

---

[1] اندھیرے [2] ذرا [3] بادل [4] میرے [5] میں قیام کرکے (محاورہ) در آنا۔
[6] (میں نے) کہا [7] عرض [8] سے [9] (اس نے) کہا [10] مجھ کو [11] کتنا [12] شعلہ کی جمع
[13] اُساس (آہ) کی جمع [14] سے [15] سے [16] دنیا [17] ٹوٹے ہوئے گھڑے کا پیندہ جو
چاند سے مشابہ ہوتا ہے [18] تیرے بغیر [19] کہانیاں [20] اپنے [21] محبت

۵

نموں[1] نظر سامنے نہیں ہے یار
نین پانی[2] میں تیرتا دِلدار

قبلہ پنتھ[3] نہ کوئی دِکھاوے ساج[4]
منج[5] کوں[6] چونڈھیر[7] نماز ٹیک[8] قرار

داڑو[9] کرتے ہزار وضع طبیب
توں[10] دِکھا غمزہ ناز سوں[11] یک بار

بار دہ میرے جھاڑ[12] کوں[13] یا رب
پھول و پھل[14] ہوئے[15] تا[16] سبھی گلزار

ہے معانی گناہ گار بندا
رکھ محبت نظر سوں تج دربار

---

۱ میری نظر ۲ آبِ چشم ۳ راہِ قبلہ ۴ سہج، آسانی سے ۵ مجھ ۶ کو ۷ چاروں طرف تاریکی ۸ ایک ۹ علاج ۱۰ تو ۱۱ سے ۱۲ پیڑ (مراد) خاندان ۱۳ کو ۱۴ تلفظ و پھل یعنی اور پھل ۱۵ ہو جائے ۱۶ تاکہ

٦

مَیں متوالا ہُوں تیری نیہہ[1] کا پیاری
لگی ہے مُنج[2] تری جِیہہ کی خُماری

نہ سکوں، تج[3] سُوں کھیلن داو[4] نیہہ کا
کہ تُوں[5] ہے شوخ، فتنا، کھیل[6] کاری

صُراحی ہَت[7] پکڑ الماس رنگ کی
سُو[8] ہے پیالا اُو سے رنگ لعل بھاری

مُنجے کنٹھ[9] لاگ جیوَن[10] دیو[11] ساقی
کہ تج بن کوئی نہیں چوسار[12] ناری

نبیؐ صدقے قطب سرمست ہو کر
پیاریاں سُوں[13] گمائی[14] رات ساری

---

۱ پیار ۲ مجھے ۳ تجھ سے ۴ پیار کا کھیل ۵ تو ۶ زبردست کھلاڑی ۷ ہاتھ ۸ سہاوے، اچھا لگے ۹ گلے لگا کر ۱۰ زندگی ۱۱ دیجیے ۱۲ چہار جانب ۱۳ سے ۱۴ گنوائی، گزاری۔

۷

ترا حسن حسناں[1] میں بھایا دِسے[2]
مدن[3] پیالہ رنگ انگ سہایا[4] دِسے

جیوں[5] پیاری چھنداں[6] سوں چھند ناچتی
پلک[7] تال[8] سیتی رِجھایا دِسے

ہندو زلف کے میانے[9] الجیا[10] نموں میں
نین[11] پینگ میانے پینگایا[12] دِسے

عشق نیند تج نین[13] میانے سُبھے[14]
صراحی پیالا بھرایا دِسے

نبی صدقے قطبا کے سر پر سدا
گگن[15] رنگ کا چتر[16] چھایا دِسے

---

[1] حسن کی جمع [2] نظر آئے [3] عشق کا دیوتا [4] خوش گوار، سہانا [5] جوں [6] چھند کی جمع، ناز و ادا [7] پلکوں کی تال [8] سے [9] درمیان [10] پھنسنا، الجھنا [11] آنکھوں کی پینگ بہنڈولا [12] ہلارا، جھولا جھلانا [13] تیری آنکھوں میں [14] بھلی لگے، سہاؤنا لگے [15] آسمانی رنگ، قطب شاہوں کا مخصوص رنگ [16] چھتر

۸

جاسوس کہہ منج[1] یار کوں[2] مو[3] چھوڑ کر کسی سات[4] ہے
اُس شہر کا دے نشاں، او[5] بات[6] کہہ کسی دھات[7] ہے

تج کوں دعا کر نہ سکوں، ہر مو اگر صد حبیب[8] ہوئے[9]
یک چھن[10] نظر میں نا آسکوں، اس نور کا لمعات ہے

میں پیو[11] کا دیوانہ ہوں، مکھ[12] مصحف آیت منج[13] دیکھا
کس[14] تھے پڑیا[15] نہ جائے او[16] اس میں بہت صیغات ہے

وقتِ صبوحی ہے کروں یاراں[17] صبوحی سب تمیں
میری صبوحی جیو[18] کی، اس وصف کا ابیات ہے

ڈر نئیں[19] معانی کے تئیں، بادِ سموم دوتیاں[20]
او[21] نام سب دن ورد کر، اس نام میں درجات ہے

---

1 میرا 2 کو 3 مجھے 4 ساتھ 5 وہ 6 راستہ 7 طرح کی 8 دل و جان سے قربان ہونا۔
9 ہو جائے 10 لمحہ 11 پیارے 12 چہرہ 13 مجھے 14 کسی سے 15 پڑھا 16 وہ
17 یار کی جمع 18 زندگی 19 نہیں 20 دوتی (دشمنی) کی جمع 21 وہ

رباعیات

(۱)

ہے پھول کا ہنگام، مد[1] سوں[2] باراں حاضر
پھولاں[3] کے رمن[4] سارے ہیں یاراں[5] حاضر
اس وقت میں کیوں توبہ کیا جائے منجے[6]
توبہ شکناں[7] ہور نگاراں حاضر

(۲)

مستی کے ملک میں ہے جہاں بانی منجے[8]
خوباں کوں[9] دیکھن[10] میں ہے مسلمانی منجے
خمار کا خمخانہ اَہے[11] ٹھاون[12] مرا
ہر مد[13] کا سو بند[14] نگیں سلیمانی منجے

(۳)

تج[15] مکھ اَنگے[16] عافیت افسانہ رہیا
تج نین[17] اَنگے عقل سو دیوانہ رہیا
تج فتنے تھے روزگار کنج[18] میں بیٹھا
ہور[19] سور[20] ترے چھانو تج فسانہ رہیا

---

۱ شراب ۲ مانند ۳ پھول کی جمع ۴ مانند ۵ یار کی جمع ۶ میرے لیے ۷ توبہ توڑنے والے ۸ مجھے ۹ کو ۱۰ دیکھنے ۱۱ ہے ۱۲ ٹھکانا ۱۳ شراب ۱۴ بوند ۱۵ تیرے ۱۶ آگے ۱۷ آنکھ ۱۸ گوشے ۱۹ اور ۲۰ سورج

(۴)

تج رُوپ بنا میری نظر میں سُو نہ آوے
تج کوچے میں بن مُج کوں گذر کرنے نہ آوے
تج دُور میں نیند سب کوں خوش آوے وَلے
مُج نَین منے نیند سو یک پل نہ سماوے

(۵)

تج سات وصال مُج کوں دیتا ہے زر
زر رمنے نیئں ہے اس جہاں میں خوش تر
زر دُور کرے ہجر ملاوے دلبر
رحمت ہے خدا کی سدا زر کے اُوپر

(۶)

تج حُسن تھے تازا ہے سدا حسن و جمال
تج یاد کی مستی اَچھے عشق کوں حال
توں ایک ہے تج بہا نیئں دُوجا کہیں
کیوں پاوے جگت منجھے میں کوئی تیرا مثال

لہ تیرے ۲ خواب ۳ میں ۴ تیرے ۵ ساتھ ۶ مانند ۷ نہیں ۸ ہے
۹ تجھ ۱۰ لوحِ جہاں

قصیدہ

(تشبیب کے چند اشعار)

نس[1] کے سمند[2] سیام[3] میں سونے[4] کے زورق[5] ڈبیا
ڈبنے[6] میں ترنے[7] لگے بڑبڑے[8] کے[9] لکھ[10] ہزار
غزب کے چہ[11] میں پڑیا یوسف، انبر[12] کا سور[13]
جگ[14] سبھیں[15] یعقوب کے نین[16] ہمن[17] اندکار[18]
آگ براہیم[19] کا بج[20] کے ہوا پھول بن
رین[21] سو تس[22] آگ کا ہے دھنوئے[23] کا دھندکار[24]
چند[25]، ہو سکندر چلیا[26]، رین[27] کے ظلمات میں
شمع، دیپک[28]، مشعلاں روشن ہوئے ہیں اپار[29]
چرخ کے خم خانے سور[30] پیا جانو مد[31]
مست ہو، جاکر پڑیا، غزب کے چشمے منجھار[32]
گگن[33] کے لگن[34] شمع، چاند، تارے پتنگ کے ہمن[35]
اڑتے ہیں اس اس پاس عشق[36] تھے بے اختیار
گگن کے سو[37] حوض خانے میں رین[38] بھرا، نیر[39] جوں
چاند پھوارا[40] ہمن، تارے بنداں[41] نیر سار[42]
گگن کے مدرسے کنے[43]، چاند مدرس کیے
بحث کرن[44] تارے آئے، طالب علماں کے سار[45]

---

[1] رات [2] سمندر [3] سیاہ [4] سونے [5] سنہری ورق کی [6] ڈوبنے [7] تیرنے [8] بلبلے [9] کئی [10] لاکھ
[11] چاہ [12] آسمان [13] سورج [14] دنیا [15] سبھی [16] آنکھ [17] مانند [18] اندھ کار [19] ابراہیم [20] بجھ
[21] رات [22] اس [23] دھوئیں [24] سیاہی [25] چاند [26] چلا [27] رات [28] چراغ [29] بے شمار
[30] سورج [31] شراب [32] منجھدار بھنور [33] آسمان [34] محبت [35] مانند [36] سے
[37] اس [38] رات [39] پانی [40] فوارہ [41] بوندیں [42] پانی جیسی [43] قریب [44] کرنے
[45] طرح

احمد

شیخ احمد شریف گجراتی کی دکنی مثنوی "یوسف زلیخا" دبستان گولکنڈہ کی ایک اہم مثنوی ہے۔ یوسف زلیخا کا یہ قصہ جسے "احسن القصص" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں بار بار نظم ہوتا رہا ہے۔ دکنی شاعروں نے بھی اس معروف قصے سے دلچسپی لی اور اسے اپنی مثنویوں کا موضوع بنایا۔ اگرچہ دکنی شعراء میں ہاشمی، امین، معتبر خاں، عمر اور فگار وغیرہم نے بھی اس داستان کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا تھا۔ لیکن شیخ احمد شریف گجراتی کو ان سب پر تقدم حاصل ہے جنھوں نے دکنی میں سب سے پہلے اس قصے کو مثنوی میں پیش کیا۔ لسانی نقطۂ نظر سے بھی اس کی اہمیت مسلمہ ہے۔ تاحال اس مثنوی کا ایک ہی قلمی نسخہ دریافت ہوا ہے جس کو ڈاکٹر سیدہ جعفر نے مرتب کر کے ایک مبسوط مقدمے کے ساتھ جولائی ۱۹۸۳ء میں شائع کیا ہے۔

یوسف زلیخا جسے احمد نے ۱۵۸۰ء اور ۱۵۸۵ء کے درمیان تصنیف کیا تھا تین ہزار نو سو سات اشعار پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ خود شاعر نے بتایا ہے اس مثنوی کا ماخذ جامی کی فارسی مثنوی "یوسف زلیخا" ہے۔ اصل قصے کے شروع میں اپنے زمانے کے دستور کے مطابق احمد نے حمد، نعت، منقبت اور شاہِ وقت محمد قلی شاہ کی تعریف وغیرہ درج کی ہے۔ ان اشعار کی مجموعی تعداد چھ سو بیالیس ہے۔ اس طرح قصے کے اشعار کی تعداد ۳۲۶۵ ٹھہرتی ہے جن کی اکاون عنوانات کے تحت تقسیم کی گئی ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی نے اشعار کی تعداد ۳۴۸۴ بتلائی ہے۔

شیخ احمد شریف گجراتی کا تخلص احمد تھا اور وہ گجرات میں پیدا ہوئے تھے۔ ایک قیاس کے مطابق احمد کا تاریخی نام فضل اللہ تھا۔ جس سے ان کا سنِ ولادت ۹۴۶ھ نکلتا ہے۔ احمد پیشہ کے لحاظ سے مدرس تھے اور جیسا کہ انھوں نے خود کہا ہے وہ سلطان محمد قلی قطب شاہ کی دعوت پر دکن گئے تھے اور انھیں علم کلام، صرف و نحو اور معانی و بیان پر قدرت حاصل تھی۔ احمد کی تصانیف دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ واقعی ایک قادر الکلام شاعر تھے۔ "یوسف زلیخا" کے علاوہ ایک دوسری مثنوی

"لیلیٰ مجنوں" بھی احمد کی یادگار ہے۔ اس کے علاوہ احمد کی ایک رباعی اور چند ایک غزلیں بھی دستیاب ہوئی ہیں۔ مثنوی یوسف زلیخا کے قصّے کا آغاز حضرت یوسفؑ کے حسن کی تعریف سے ہوتا ہے اس کے بعد طیموس کی دختر نیک بخت زلیخا کی خوبصورتی بیان کی گئی ہے۔ ازاں بعد اس خواب کا بیان ہے جس میں زلیخا نے حضرت یوسفؑ کو دیکھا تھا (یہی خواب ہمارے انتخاب میں شامل ہے)۔

شیخ احمد شریف گجراتی کی مثنوی یوسف زلیخا انتخاب میں شامل ہے۔

پھول بن کا شاعر ابن نشاطی احمد کی اہمیت اور استادی کا لوہا مانتا تھا اور اسے اپنے عہد کے استادان سخن میں شمار کرتا ہے۔

سبج ہر کس کوں میرا طبع ہونا — سکر میں یک دکھایا ہوں نمونہ
نہیں وو کیا کروں فیروز استاد — کہ دیتا شاعری کا کچھ مرا داد
اہے صد حیف جو نین سید محمد — کتے پانی کون پاتی دود کون دود
نہیں اس وقت پر وو شیخ احمد — سخن کا دیکھتے باندیا سو مین شد
حسن شوقی اگر ہوتا تو الحال — ہزاراں بھیجتا رحمت منج پرال
اچھے تو دیکھتا ملا خیالی — یومین بر تیا ہوں سو صاحب کمالی
اچھے گا جس منے ایمان کا بو — نہ ہوسی داستان سن کر ترش رو

احمد کی ایک اور تصنیف مثنوی مصیبت اہلِ بیت کا ذکر تاریخ ادب اردو میں ملتا ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی کا خیال ہے کہ یوسف زلیخا احمد کی تصانیف میں سب سے عمدہ تصنیف ہے۔

"یوسف زلیخا" کے اسلوب میں ہندی روایت، چھک چھک کر بول رہی ہے، اس لیے یہ اسلوب قطب شاہی دور میں قدیم اسلوب کا نمائندہ ہے۔ "یوسف زلیخا" کو سامنے رکھا ہے۔ قصے کا ڈھانچہ بھی کم و بیش وہی ہے بہت سے اشعار ترجمہ ہو کر آتے ہیں، مثلاً باغ، محل، خواب، قید خانہ، ترنج کاٹنے کے واقعے کے اکثر اشعار مشترک ہیں۔ لیکن اسی کے ساتھ زبان کی قدامت کے باوجود اس مثنوی میں زورِ کلام کا احساس ہوتا ہے جہاں سراپا بیان کیا ہے، منظر کشی کی ہے یا جذبات کا اظہار کیا ہے، وہاں شیخ احمد کے قلم میں زور اور توازن اظہار پیدا ہو گیا ہے۔" (ص - ۴۲۸)

(تاریخ ادب اردو حصّہ اول)

غزلیات

بمدح ملک[1] ور چھوڑ کر، دل میں ہجو کوئی بھائے[2] ہیں
کیا شعر کے مضمون میں ناکارا[3] جت پائے ہیں

نا چال پر اپنی نظر کر، عیب دُسریاں[4] کے گِنوائیں[5]
بی بی[6] کی مسند[7] کے اوپر باندی[8] کوں کوئی بِسلائے[9] ہیں

بیلنے ہزاراں کی متاع ناجان کر اسراف سُوں[10]
در عیش و عشرت میں جتا[11] ڈالیاں سُوں سب ملا کھائے ہیں

نا بولنا تھا شعر یو[12] کوئی دن بھی کیسا آئے گا
ناحق آپس[13] کوں جگ[14] منے[15] بدنام کر دکھلائے ہیں

حق نمک کا حق بڑا حق میں کتا[16] ہوں[17] میں
بڑایاں[19] کا اس نمکی[18] بڑے بار سے نمک تو کھائے ہیں

---

۱ بادشاہ۔ ۲ پسند کرتے۔ ۳ بے کار۔ ۴ دوسروں۔ ۵ شمار کرنا۔ ۶ پاک دامن شریک حیات ۷ مقام و رتبہ ۸ کنیز، ملازمہ۔ ۹ بیٹھلائے۔ ۱۰ سے۔ ۱۱ جتنا۔ ۱۲ یہ، اس طرح ۱۳ اپنے آپ کو۔ ۱۴ دنیا۔ ۱۵ میں۔ ۱۶ کہتا۔ ۱۷ یہاں۔ ۱۸ نمک عطا کرنے والا، محسن۔ ۱۹ بڑے بوڑھے

مِٹھے بچن ترے سُن نابات کر کے سمجھیا
شیریں لباں[1] یو[2] تیرے جُوں سات[3] کر کے سمجھیا
دوالا[4] ہریا جوبن[5] پر ڈالی سو دیکھ کریں
اَمرت پھلاں پہ گویا ہے بات کر کے سمجھیا
بُستاں[6] میں ہے مکلل[7]، سر پر ہے زر[8] کا آنچل
جھلکاٹ دیک[9] مکھ[10] کا شب برات کر کے سمجھیا
احمد دکن کے خوباں[11] ہتیاں[12] ہیں پُر ملاحت
تُوں تَو دکن کو اپنا گجرات کر کے سمجھیا

۲

گھونگھٹ[13] جب زرزری[14] مکھ پر تے[15] موہن[16] ڈار[17] کر نکلے
مقابل ہوئے[18] نا ہرگز اگر سُورِ سَحَر[19] نکلے
عجب کل رات دھن[20] سوں میں نو[21] ایک[22] معجزا دیکھا
کہ سارے[23] چاند دو نرمل[24]، سو یک چولی بھیتر[25] نکلے
چنچل کی جب صِفت لکھنے قلم میں ہاتھ تئیں لیتا
یکایک[26] ہاتھ میں میرے قلم ہو نیشکر نکلے
موہن[27] کے غم سوں[28] گل گل[29] کر نین[30] سوں[31] رات دن میرے
کہ پانی ہو کے مج[32] سارا کلیجہ ہور[33] جگر نکلے

---

۱ لب کی جمع ۲ یہ ۳ ساتھ ۴ دوشالا۔ ۵ شباب دائم بہار۔ ۶ جسم، سینہ ۷ چمک دار پیرہن ۸ زریں۔ ۹ دکھ۔ ۱۰ چہرہ۔ ۱۱ حسینان۔ ۱۲ ہوتی ہیں۔ ۱۳ تلفظ: گھنگھٹ۔ ۱۴ زریں دمک والا ۱۵ سے ۱۶ محبوب۔ ۱۷ ڈال۔ ۱۸ ہوسکے، تاب لاسکے۔ ۱۹ سور: سورج اور سَحَر: دن سورِ سحر: صبح سویرے کا سورج۔ ا ہندی فارسی الفاظ کی ترکیب ہے۔ ۲۰ عورت سے۔ ۲۱ نیا۔ ۲۲ ایک۔ ۲۳ پونم کا مکمل چاند۔ ۲۴ صاف۔ ۲۵ بھیتر، اندر۔ ۲۶ ایکا ایک، یکایک۔ ۲۷ تلفظ: موہن یعنی دلبر۔ ۲۸ سے۔ ۲۹ گھل گھل ۳۰ آنکھ۔ ۳۱ سے۔ ۳۲ میرا۔ ۳۳ اور۔

عبدل بیجاپوری

ابراہیم نامہ کے مصنف عبدؔل کے حالات زندگی دستیاب نہیں ہیں بلکہ اس کا پورا نام بھی ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔ دکنی مثنویات کے مصنفین عام طور پر انہیں تصانیف میں اپنی زندگی کے بارے میں مختصر اشارے کر دیا کرتے تھے۔ لیکن عبدل نے اس عام روایت کی پیروی نہیں کی۔ اس کی مثنوی سے صرف یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ والئ بیجاپور ابراہیم عادل شاہ ثانی (۱۵۸۰ـــــ ۱۶۲۶ء) کا درباری شاعر تھا نیز یہ مثنوی ۱۰۱۲ھ (بمطابق ۱۰-۱۶۰۹ء) میں تصنیف کی گئی تھی۔ یہ وہی زمانہ ہے کہ جب گولکنڈہ میں ملاؔ وجہی کی مشہور و معروف مثنوی "قطب مشتری" (۱۰۱۸ھ) لکھی گئی۔

ابراہیم نامہ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے ابراہیم عادل شاہ ثانی کے بارے میں لکھی جانے والی مثنوی ہے۔ اس مثنوی میں شاہ کے جمال و شکوہ کے ساتھ اس کی علمیت، ذہانت، ذکاوت اور تدبر کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں ابراہیم عادل شاہ کی معروف تصنیف "نورس" کے علاوہ ایک دوسری تصنیف "بدھ پرکاش" کی نشان دہی کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ابراہیم عادل شاہ ثانی کے دارالحکومت بیجاپور، شاہی قلعہ، لشکر، شکار کے شوق اور بزم آرائیوں کا بھی تفصیلی ذکر کیا گیا ہے اس مثنوی کے بارے میں ابراہیم نامہ کے مرتب پروفیسر مسعود حسین خاں نے اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے۔

"دراصل ابراہیم نامہ شاہ استاد" کی شان میں ایک طویل قصیدہ ہے

جو بہ شکل مثنوی لکھا گیا ہے اس کا موضوع خود شاہ دکن، کی ذات گرامی ہے۔ اس کا شہر، اس کا قلعہ، اس کا لشکر، اس کا عدل، اس کی سخاوت، اس کی ادب نوازی اور اس کی بزم آرائی۔ یہ کوئی تاریخی مثنوی نہیں ہے۔ لیکن اس میں ابراہیم کی شخصیت کا نقش ابھرتا ہے اس میں تاریخی صداقتیں جلوہ گر ہیں
(ص۔ ۱۵)

عبدل محسوس کرتا ہے کہ اس نے اپنے شاہ کی صفت بیان کرنے کی کوشش تو کی ہے مگر اس کا شاہ ایک ایسا بلند مرتبہ پہاڑ ہے کہ اس کی چوٹی تک پہنچنا اس کے بس کی بات نہیں ہے۔[1] (ص۔ ۱۱۵)۔

عبدل کی یہ مثنوی ۲۶ فصلوں پر مشتمل ہے۔ پہلی پانچ فصلیں حمد، نعت، رسول اللہؐ کے یاران کی مدح، خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کی ستائش اور شاہ ابراہیم کی ستائش پر مشتمل ہیں۔ چھٹی اور ساتویں فصلیں شعر اور قلم و کاغذ کی تعریف میں ہیں۔ آٹھویں فصل میں کتاب لکھنے کی وجہ اور نویں فصل میں شاہ کے اوصاف حمیدہ قلمبند کئے گئے ہیں۔

دسویں، گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں فصلیں بالترتیب شہر بیجاپور، حصار، محلات، بازار اور دربار کی تعریف پر مشتمل ہیں دیگر شب مجلس، رزرویشن، شکار، ہاتھی شاہی گھوڑے، درخت، ہنگام بہار، خلعت و انعام و اکرام کی تقسیم شاہ اور رانیوں کے پڑاؤ، شاہ کے جشن سال گرہ وغیرہ پر مشتمل ہیں۔

آخری فصل میں مثنوی کے ختم ہونے کا اعلان اور اس کے سن تصنیف کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثنوی کے جملہ شعروں کی تعداد ۱۳۰۷ ہے اور اسے ڈاکٹر مسعود حسین صاحب نے ۱۹۶۹ء میں مرتب کر کے شائع کیا ہے۔ یہ مثنوی قدیم اردو شاعری کی تدوین متن کا ایک اچھا نمونہ ہے۔ اسی سے چند اشعار پیش کئے جا رہے ہیں۔

مثنوی ابراہیم نامہ

نعت

گسیائیں ایک[1] تھا نہ ہور[2] کچھ موجود[3]
نیایا[4] محمد سوں لک[5] جگ وجود
جو تھا گنج مخفی سو پرگٹ[6] دکھائے
عشق آرسی میں مصقل[7] پھرلائے
احد دور کر میم احمد کیا
حرف چار[8] مل بھید چارو[9] دیا
شریعت ، طریقت ، حقیقت ، بیان
کیا معرفت عین اس پر عیان
سپھرے فلک نوبت[10] ہو اس بار[11] پر
کمر باندہ[12] کہکش سو اس تھار[13] پر 10
کھڑا دیس[14] ، بوڑھا ہو پہرہ دار[15] بار[16]

---

[1] ایک [2] اور [3] "مجود" بروزن فعول تلفظ کیجیے۔ اس لفظ کا عوامی تلفظ "میجود" یا "مہجود" اب تک رائج ہے۔ [4] نیانا: پیدا کرنا [5] لاکھ [6] ظاہر [7] دونوں نسخوں میں املا: مسقل [8] احمد کے چار حرف [9] چاروں (غیر انفی تلفظ) [10] نوبت: باری سے پہرہ دینا [11] دروازہ۔ چوکھٹ [12] کمربستہ۔ حاضر خدمت [13] جگہ۔ مقام [14] دن [15] پہرہ دار [16] دروازہ ، باہر۔

نکٹڑ رات کی سیاہ لکڑی کنار
ہوا صدق کا دیس جگ دل اُپر
رہیا سورج ایمان کا روپ دھر
کیا جگت ظاہر سو اس ذات لگ
سنایا ندا کر سو. لولاک جگ
ہوا آپیں عاشق و معشوق کر
دیکھا روپ اپنا سو آپیں نظر
عِشق بھید بوجھا انہی بے تمام
ہوا خاتم الانبیاء نوسؔ[1] نام
نہ تجھ صفت دفتر ورق کو بھرائے
کوتے[2] ساتو دریئے[3] جو انگلبیا[4] کو لائے
اگر جیبھ ہر بال ہویں ہزار
نہ «عبدل» صفت کر سکے اک بچار
آپس آل و اصحاب گئے[5] ساتھ لے
اہل پنج تن دوڑ مجھ ہاتھ دے

در مدح یاران رسول اللہ صلعم

بنی پریت کے تھے، سنو چار یار
بلک[6] و رتن چار، چار[7] کنار

20 —

[1] (نمرج۔ تاس) اس کا۔
[2] کوتاہ. حقیر [3] ساتوں دریا۔ پرانوں کے مطابق سات دریا (سمندر) ہیں جن کے نام کشار، جل، کشمیر، ودمی، دھرت، سرا اور مدھو ہیں۔ [4] پھلانگ کر لائے [5] کو۔
[6] بلکہ [7] چاروں

پدک[1] دین مجلس جڑے وُر تن
کندن صدق سوں لگ رہے وُ جتن　　30
ہوئے مدہ سونا یک[2] بنی درمیان
[3] سریا ہر دو عالم میں جس جوت آن[4]
اول رتن ملیا ابوبکرؓ جان
کہ جس صدق کا کچھ نہ آوے بیان
دوجا[5] رتن سانچا سبھی عمرؓ خطاب
کہ جس عدل سوں دین سپڑیا[6] شتاب
تجا[7] رتن جانوں سبھی عثمانؓ عفان
حیا کا کیا حد، سنجیا[8] قرآن
چوتھا رتن جانوں سو مل کر علیؓ
شجاعت، سخاوت، ولایت، ولی　　40
محمدؐ سو جڑ ہے، علی پیٹر جان
ہوے خانوادے چودہ شاخ آن
خلافت جگت کی سو ؤ پان[10] سب
لگے پھول بیعت، صدق پھل سو تب
جکو[11] پیر اپنے سوں منکر جو ہوئے
کہو مل سو تحقیق مشرک ہو سوئے　　3

---

[1] قیمتی دھات کا ٹکڑا جس پر جڑاؤ کا کام ہوتا ہے۔ [2] گلے کا ایک زیور [3] مدحیہ [4] س نایک سردار [5] سرنا۔ ختم ہونا [6] اگر [7] دوسرا [8] سپڑنا۔ گرفتار ہونا۔ مشتمل ہونا۔ [9] تیسرا [10] سنجونا۔ جمع کرنا۔ مرتب کرنا۔ [9] جو کوئی۔ [10] پانے۔ [11] جو کوئی۔

در تعریف حضرت استاد عالم پناہ ابراہیم عادل شاہ خلد اللہ ملکہ و سلطانہ

عقل ہاتھ سوں چت دھر یا فکر کاں[1]
سمر[2] شاہ استاد کا بچن گیان

نہ مجھ شاہ استاد سا ہور کو[3]
دیؤ جس میں[4]، نہیں جوڑ[5] کو

وہی جہاں ہے سانچا تو سبحان ہے
وہی جگت گرو[6] شاہ سلطان ہے

اتھا روپ مخفی جو سبحان کا
ہو پرکٹ[7] جگت شکل سلطان کا

لقب شاہ عادل براہیم ملا ئے
کیا حرف نو روپ[8] مل کر خدا ئے

رجتا کچھ سریا[9] جگت نو بھید رس
سو سب خدا نے کیے شاہ بس

سوا اس تہیں ہوا روپ نورس[10] او تار
نوا[11] روپ پرکٹ ہو نو بدھ بچار

چتر شاہ نورس برتہا[12] رنگ بھر
دیکھا چاشنی[13]، لازمیں گگن پر

---

[1] "دل نے عقل کے ہاتھ سے فکر کے کان پکڑے" [2] سمرنا، یاد کرنا۔ [3] کوئی۔ [4] تشبیہ۔ [5] جوڑ، مثل۔ [6] جگت گرو: براہیم عادل شاہ ثانی کا لقب۔ [7] ظاہر۔ [8] حرف نو روپ: "شاہ براہیم" کے نو حرف ہوتے ہیں۔ [9] مکمل ہونا، پیدا ہونا، پھولنا۔ [10] براہیم کو لفظ "نورس" سے بے حد دلچسپی تھی۔ نہ صرف اس کی تصنیف کا نام "کتاب نورس" ہے بلکہ خود اس نے اور اس کے عہد کے مصنفین اور مؤرخین نے یہ ترکیب بے شمار چیزوں کے لیے استعمال کی ہے نورس پور، نورس محل، نورس نامہ (تاریخ فرشتہ کا نام)، وغیرہ جدل اسی لیے براہیم کو "شاہ نورس" کے نام سے یاد کرتا ہے۔ [11] نیا۔ [12] جدائی۔ [13] امتحان۔ نمونہ۔

گگن نو اوپر نو گرہ[1] لائے کر
زمین کنڈ نو[2] پر رتن نو سو جڑ
دھر یا سیس[3] روزن[4] میں نوروز، جان   10
پکڑ رات میں روپ نورات[5] آن
دھریا بھید سنگت[6] میں نوشتر[7] پکڑ
لگا روپ ساعت[8] میں نورس جو دھر
اول تھے خدا یوں کیا آشکار
ہوا جگت گرو، شاہ نورس نگار
سو اس شاہ گن پھول کیوں آن کر
زبان مالنی[9] گند[10] بچن تار لڑ[11]
سو بدھ[12] ٹوکری میں نہ جا دیں بھرے
فکر[13] ہاتھ دھرتیں[14] دو پھول جھڑ پڑے
اگرچہ طرا[15] شاہ لائق نہ ہوئے
بہر حال مجلس میں راکھو پروے
نہ ایسا سنا کو سو دیکھا یہاں
بدیا[16]، لچھمیں[17] جوڑ دیوے دو دان[18]
تمہن پاس رہ شاہ دونہو[19] تو آئے
نظر دیکھ جس بھر ہو ردھ سدھ[20] پائے

---

[1] نوسیارے [2] نوکھنڈ: زمین کے نو حصے [3] سر [4] بڑا دن- روز کا انفی تلفظ: دنوں۔ [5] نوراتری: آسون مہینے کی پہلی نو تاریخیں جب درگا کی پوجا کی جاتی ہے۔ [6] سنگیت۔ [7] عام طور پر سات سُر مانے جاتے [8] ساعت: نیک گھڑی۔ [9] زبان کی مالن۔ [10] گوندھنا: موتیوں یا پھولوں کی لڑیاں بنانا [11] یہاں املا "ڑ" سے کیا گیا ہے باوجود اس کے کہ قافیہ "کر" کے ساتھ کیا گیا ہے۔ [12] بدھی: عقل۔ [13] فکر کا غلط العوام تلفظ برسٹی میں "فکیر" ہے۔ [14] دھرتے (انفی تلفظ)۔ [15] طرہ: پھولوں کی لڑیوں کا بنا ہوا گچھا [16] ودیا: علم [17] لکشمی: دولت۔ خوش قسمتی (دان کی دیوی) [18] عطیہ، بخشش۔ [19] دونوں۔ [20] ردھ سدھ: خوشحالی اور کامرانی

ایسا شہ گرو دیکھ آجگ شرن[1]
سنگھاسن[2] بچھا بیٹھ دکھن دھرن[3]

گنی[4] لوگ، لقمان بدھ[5] بے شمار
سُرج شاہ استاد کا ایک بچار[6]

20 جتے علم عالم اپس بدھ[7] علام[8]
نہ بدھ[9] شاہ استاد کا رج[10] ہوفام[11]

نظر شاہ استاد جس پر جو ہوئے
ہر ایک روپ بدیا میں اس سر[12] نہ کوئے

سو شہ جگت گرو ہے پرس[13] جیوں نشان
لے لوہ[14] [illegible] گرد چو[15] طرف جان

ولیکن پرس مل کنچن[16] مول[17] ہوئے
نظر شاہ پڑتیں کندن تول[18] ہوتے

اُنہی شاہ استاد کر سو[19] نظر
بلایا جو "عبدل" کوں سر ہاتھ دھر[20]

نوی[21] بات مضمون کر ایک کتاب
نہ کو[22] فکر گند یا ہے تس کا جواب

نہ باقی رہے کچھ تو عالم نشان
اگر کچھ رہے تو بچن شعر، جان

شعر شاہوں[23] کا تو سو[25] تب[24] یادگار
رکھے ناؤں عالم میں جیوتا[26] قرار

---

[1] شرن: جائے پناہ۔ [2] سنگھاسن: تخت۔ [3] زمین، سرزمین۔ [4] اہل فن۔ [5] لقمان کی سی عقل رکھنے والے۔ [6] خیال، ارادہ۔ [7] اہل عقل۔ [8] بڑے عالم۔ [9] بدھی: عقل۔ [10] خاک، دھول، پھولوں کا زیرہ۔ یہاں پر "ذرہ" مراد ہے۔ [11] فہم۔ فہام۔ [12] جیسا، ہمسر۔ [13] پارس۔ [14] لوہا۔ [15] چاروں۔ [16] سونا۔ [17] مول: قیمت۔ [18] کے برابر۔ [19] چارسو۔ [20] شفقت کا ہاتھ سر پر رکھ کر۔ [21] نئی۔ [22] کوئی۔ [23] شاہوں۔ [24] تب۔ [25] سے۔ [26] جیتا، زندہ، باقی۔

کر جو تلکوں[1] دنیاں رہے کر منڈان[2]
بھرے شعر تلکوں[3] ہو عالم نشان

سو یو بچن[4] سن شاہ استاد کا ن[5]
پوچھیا جگت گرو شعر کہ کس زبان

30 زبان ہندوی مجھ سو ہور(ہور) دہلوی
نجانوں عرب[6] ہور عجم[7] مثنوی

---

[1] جب تک [2] کائنات ۔[3] تب تک ۔[4] لفظ، کلام ۔[5] کان (انفی تلفظ) ۔[6] عربی زبان
[7] فارسی زبان ۔

در تعریف شب، حسن مجلس شاہ عالم پناہ

(دیدہ عاشق شدہ، خود را بالائے بام فلک انداختہ)

سو یوں جھانک شہ روپ ٹک رات آئے
گگن[1] کے پچھے تھیں[2] پڑی گھیری[3] کھائے
پڑے پھول سر[4] تھیں بکھر ٹھار[5] ٹھار
اُجل[6] روپ ہو کر سو دِستے[7] ستار[8]
پڑوئے[9] بوند لوہو جو آنکھیوں تھیں ڈھل[10]
وہی جوت[11] دیوے[12] ہو گھر گھر سُوجل[13]
عشق شاہ بگ[14] رات ہو سیاہ رنگ
دِسے[15] روپ پرگٹ[16] سو مکھ[17] چاند ڈھنگ[18]
کہ یا سور[19] شہ کیاں[20] ہو کرناں[21] نشان
چلے روپ دِیوٹیاں[22] ہو دِستیاں[23] عیاں
دِسے رات دِیوٹیاں سوں مل زیب یوں
سٹے[24] لعل بکھرا مشک راس[25] جیوں

---

۱ آسمان ۲ سے ۳ چکرا کر۔ ۴ سر ۵ جگہ جگہ ۶ روشن ۷ نظر آئے ۸ ستارے ۹ ٹپکنا ۱۰ ڈھلک کر ۱۱ روشنی ۱۲ دیتے ہیں ۱۳ تلفظ "سُجل" بہ معنی نورِ خوش آئند ۱۴ وجہ سے ۱۵ نظر آئے ۱۶ ظاہر ۱۷ چہرہ ۱۸ ڈھنگ۔ اردو کی قدیم شاعری میں "گ" اور "ک" کے قوافی باندھنے کا عام دستور تھا۔ ۱۹ سورج ۲۰ 'کی' کی جمع ۲۱ کرنیں ۲۲ دِیوے چراغ کی بتیاں ۲۳ نظر آتی ہیں ۲۴ پھیکنا ۲۵ خوشبو کا انبار، ڈھیر

سُہا[1] دن دِسّے[2] سانجھ[3] دِیوٹیاں[4] سو آئے
زمیں روپ پھر کر اَگن[5] جیوں دکھائے
دُھو[6] رنگ ہو سب زمیں گگن سار[7]
بکھر رات دیوٹیاں لگے جیوں ستار
دَھرے[8] شمع مجلس سو ہر ٹھار ٹھار[9]
محل چاند آگن[10] ستاریوں[11] کے جھاڑ[12]
کہ یا ناگ[13] سب سیس[14] مَن[15] بے سو آؤ
سُسّے رات کے آنگ[16] پر وُ[17] جڑاؤ — 10
اسی جُرڑت درمیان بشہ یوں سُہائے
کہ جیوں لعل بھوتو[18] میں ہیرا دکھائے
اسی جنس تو رات مجلس میں آئے
بہے بھول کر دیکھ سُدھ[19] بُدھ گوائے[20]
کِیتی[21] شاہ مجلس سو یوں عیش رات
سنو اب کہوں کھول کر دیس[22] دھات[23]

---

۱ سہاونا ۲ نظر آئے ۳ شام ۴ چراغوں میں جلنے والی بتیاں ۵ آسمان ۶ دھواں ۷ یکساں ۸ رکھی ہوئی ۹ جگہ جگہ ۱۰ آنگن، صحن ۱۱ ستاروں ۱۲ فانوس ۱۳ سانپ ۱۴ سر ۱۵ سانپ کے سر کی منی جو چمکا کرتی ہے ۱۶ انگ ۱۷ بجائے الف ہمزہ کا استعمال تلفظ اُو بمعنی وہ ۱۸ بہتوں ۱۹ ہوش و حواس ۲۰ گنوائے ۲۱ تلفظ کِیتی بمعنی منعقد کی ۲۲ دن ۲۳ طرز، مانند

در تعریف کہ شب گزشت (وروز خود را آراستہ کردہ بہ مجلس شاہ آمد)

اُڑی رات[1] کوئل گگن[2] بن اوپر
نکل دِیس[3] کا باز سج[4] صبح پر
پکڑ سُرج[5] چنگل سُوں نکھ[6] کرن رات
دِسیا[7] لال لوہو[8] شفق گگن دھات[9]
ڈبی[10] رات میں تھی نکل دن کنور[11]
ڈبا[12] سُرج[13] دِستا[14] ہے کاپور[15] نور
دِیا[16] رُوم شہ نے سو دلہین لال
سُرج روپ کرنا[17] طنا باں جو گھال[18]
سو یو رات جا، ہو صبح آشکار
شہنشہ کیا حکم کھلین[19] شکار

در تعریف کہ برائے میزوانی (میزبانی) جمع شدہ
اندیائے کوباں ہر یک وضع

کوئی بالوں درمیان یوں مانگ چیر
دِسے جیوں کسوٹی میں سونے کی کیر[20]
کہ[21] یا تار زر جیوں سُہاون[22] دِکھائے
پڑیا[23] سیاہ ریشم کے درمیان آئے

---

[1] سیاہ رنگ کی مناسبت سے رات کو کویل سے تشبیہہ دی ہے۔ [2] آسمان کو بن یعنی جنگل کہا ہے۔ [3] دن [4] سج دصبح [5] سورج [6] ناخن، پنجہ۔ [7] نظر آیا [8] لہو خون [9] طرز، مانند [10] ڈبیا [11] کافور [12] ڈبہ [13] سورج [14] نظر آتا [15] کافور [16] چراغ [17] کرن کی جمع کرنیں [18] ڈال کر [19] کھیلنے کے لیے [20] لکیر جو سونا گھساتے ہوئے کسوٹی پر پڑجاتی ہے [21] گویا [22] سہانا۔ [23] پڑا ہوا۔

در تعریف جوڑہ

کوئی باندھ جُوڑہ دِسے یوں نمائے
سُونے کے سَرو پر بیٹھا مور آئے
کر یا بیس کویل جو شمشاد پر
پکڑ پھول گُل لال مُکھ چونچ کر

در تعریف پیشانی و ٹیلہ جبڑت

کوئی جبڑت ٹیلا پشانی میں لائے
کھڑا سورج جیوں صبح میدان آئے
عجب ٹوٹ بجلی پڑی چاند میان
دِسے خوئے بوند مکھ ہو گرمی نشان

---

[1] سر کا جوڑا [2] نظر آئے [3] سادہ، معصوم۔ [4] تلفظ سُنتے [5] دراز قد سرو کا پیڑ [6] بیٹھ [7] رُخسار [8] مُنھ [9] چونچ مار کر [10] دبسا [11] ٹیکا [12] پیشانی [13] لگائے ہوئے [14] تلفظ سُرج۔ [15] نظر آئے۔ [16] چہرہ۔

در تعریف ٹیلا مشک

کوئی مشک[1] ٹیلا[2] پشانی میں دھر[3]
پڑے چاند بچ[4] جیوں سیاہی نظر
کہ یا مشک ٹیلا بھنور[5] روپ جان
رہیا تھرک[6] دو کنول آنکھیوں[7] کے میان

در تعریف مکر بینی

کوئی زیب موتی سو[8] مکرا[9] ہلے[10]
سونے[11] تھال درمیان جیوں پارا ڈھلے[12]
کہ یا نانک[13] دیوا[14] ہے مکھ[15] جوت[16] جان
جھڑے پھول مکرا[17] ہو دستا[18] عیان[19]

در تعریف دودہ[20] چشم

کوئی آنکھ کاجل جو گھوگیاں[21] سوں کر
سپرٹک[22] بال میں جیوں گھوے دو پر
کہ یا آنکھ تیزی دو پتلیاں ہو سوار
پھر ادیں چنچل آنکھ سوگیاں سو مار[23]

1۔ خوشبو۔ 2۔ ٹیکا۔ 3۔ لگاکر۔ 4۔ بیچ۔ 5۔ بھنورے کی مانند۔ 6۔ منڈلانا۔ 7۔ تلفظ "آکھیوں" آنکھ کی جمع۔ 8۔ درمیان۔ 9۔ اس طرح۔ 10۔ مکھڑا، چہرہ۔ 11۔ لہرائے۔ 12۔ تلفظ "سُنے"۔ 13۔ ڈھلکے 14۔ ناک (انفی)۔ 15۔ روشن چراغ۔ 16۔ مکھ۔ 17۔ جوت (سنسکرت جیوتی کی اپ بھرنش)۔ 18۔ مکھڑا، چہرہ 19۔ نظر آتا ہے۔ 20۔ عیاں بہ اعلانِ نون۔ 21۔ دھواں یعنی کاجل۔ 22۔ کاجل کی لکیر۔ 23۔ پہنا ہوا۔

24۔ تازیانہ۔

در تعریف لب و لعلی برگ

کوئی مکھ[1] ادھر[2] پر سو لعلی[3] دھری[4]
رکھے آرسی بیچ[5] کنول پنکھڑی
کہ یا ادکھلیا[6] پھول جاسون[7] لیائے
کھیا خرشش[8] کافور پر آن لائے

در تعریف رنگ سیاہ دنداں

کوئی دانت کا[9] مے دسیں[10] یوں نگار
کنول[11] پھول میں جیوں پھچے[12] بھنور[13] ہار
کہ یا دانت نیلم[14] جھمک رنگ جڑے
سرنگو[15] رتن کے پیالے بھرے

1۔ چہرہ۔ 2۔ ہونٹ۔ 3۔ لالی، سرخی۔ 4۔ لگاکر۔ 5۔ بیچ۔ 6۔ ادھ کھلا۔ 7۔ یاسمن۔ 8۔ سُرخ رنگ کا ذرہ۔ 9۔ مِسی آلود۔ 10۔ نظر آئیں۔ 11۔ چوں کہ نون اور واؤ مل کر میم کی آواز دیتے ہیں لہٰذا کنول، کا تلفظ "کمل" ہوگیا ہے۔ 12۔ پھنسنا۔ 13۔ بھنوروں کی قطار۔ 14۔ نیلم۔ 15۔ خوش رنگ

نوری

نوری نام کے ایک شاعر نے بھی مرثیے لکھے ہیں۔ اس کے بارے میں ڈاکٹر رشید موسوی نے لکھا ہے کہ وہ ابراہیم عادل شاہ ثانی کے دور کا شاعر ہے "نوری کے تعلق سے بعض مصنفین کو غلط فہمی ہے اور وہ اسے دکن کا پہلا مرثیہ نگار قرار دیتے ہیں۔ جبکہ نوری ابراہیم عادل شاہ (۱۵۸۰ء تا ۱۶۲۷ء) کے دربار کا شاعر تھا۔ لازمی طور پر وہ جاتم ہی نہیں بلکہ وجہی کے بعد کا شاعر ہے۔ ذیل میں اس کے ایک مرثیہ کے کچھ شعر نقل کئے جاتے ہیں:" (دکن میں مرثیہ اور عزاداری۔ ص ۵۵)

مرثیہ

کوئی نظم اس میں توکرتا نہ تھا
ولے سب تعصب دیا ہم مٹا

نہ کچھ خوف کھایا نہ جھجکا ذرا
اماموں نے مرثیئے سے پہل کر دیا

شروع میں کیا نظم کل واقعات
دہم تک احوال پورا ہم نے لکھا

میں جب اسکوں لوگوں کے آگے پڑھا
عجب حال عاشور خانہ میں تھا

جن و انس کہتے تھے سب واہ واہ
دکھنی میں لکھیا ہے کیا مرثیہ

زباں اپنی میں کس سے ایسا لکھا
کبھی اس سے پہلے سنائے پڑھا

اماماں سے اس کا ملے گا صلہ
کہ نوری ہے موجد اس طرز کا

---

۱ ؎ بھی ۔ ۲ ؎ امام کی جمع ۔

وجہی

اسداللہ وجہی متوفی ۱۰۷۰ھ مطابق ۱۶۵۹ء قطب شاہی عہد کا نامور شاعر و ادیب گزرا ہے ۔ وجہی اس کا تخلص ہے ۔ اس شاعر نے تقریباً پانچ بادشاہوں کا زمانہ دیکھا ۔ ملا وجہی اپنے عہد کا ایک قادرالکلام اور باکمال اور پُرگو شاعر و مصنف ہے ۔ جس نے اُردو اور فارسی دونوں زبانوں میں تصانیف چھوڑی ہیں ۔ مثنوی قطب مشتری اور نثر میں سب رس نے اُردو میں مقبولیت کے آسمان کو چھولیا ۔ مثنوی قطب مشتری کی مدت تصنیف بارہ دن ہے ۔

تمام اس کیا دیس بارا منے   سنہ ایک ہزار ہور اٹھارا میتے

اس کا سنہ تصنیف ۱۰۱۸ھ ۔ اس کے کل ۲۷ سال بعد ۱۰۴۵ھ میں اپنی نثری تصنیف سب رس تحریر کی ۔ جو اُردو کا اہم نثری شاہکار ہے اور اس سے ادبی نثر کی داغ بیل پڑی ۔ سب سے پہلے سب رس کو مولوی عبدالحق نے اپنے بسیط مقدمہ کے ساتھ انجمن ترقی اُردو سے شایع کیا ۔ اس کے کئی مخطوطات مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں ۔ سب رس کی تصنیف تک وجہی کہنہ مشق ادیب بن گیا تھا ۔ اس نے اپنے سارے تجربوں ، مشاہدوں اور فنی و ادبی صلاحیتوں کو اس کتاب کے ذریعہ اجاگر کیا ہے ۔ اپنے نظریات کو بڑی چابکدستی سے تمثیلی انداز میں پیش کیا ہے گویا فصاحت و بلاغت کے دریا بہائے ہیں ۔ اُردو کی ابتدائی عبارتیں مسجع و مقفیٰ ہوا کرتی تھیں ۔ ملا وجہی نے سب رس کی ساری عبارت مسجع مقفیٰ لکھی ہے جس سے اُس کے زور بیان پر غیر معمولی قدرت ظاہر ہوتی ہے ۔

مثنوی قطب مشتری ایک بہت خوب صورت حمد سے شروع ہوتی ہے ۔ مثنوی میں اس نے اپنی غزلوں اور رباعیوں کا بھی خوب استعمال کیا ہے ۔ یہ غزلیں عشقیہ شاعری کی عمدہ مثالیں ہیں ۔

یہ مثنوی ترقی اُردو بیورو سے شایع ہوچکی ہے۔ اس کا شمار اُردو کی ابتدائی تخلیقی مثنویوں میں ہوتا ہے۔ اس کا قصہ محمد قلی قطب شاہ کی زندگی کے واقعات سے ملتا جلتا ہے بعض مورخین کے مطابق قطب مشتری اور محمد قلی قطب شاہ کے عشق کی داستان ہے۔ اسی مناسبت سے مثنوی کی ہیروئن کا نام قطب مشتری ہے اور ہیرو کا قطب شاہ ہے زیب داستان کے لیے شاعر نے کئی غیر فطری واقعات کو جوڑ دیا ہے۔ ادبی اور لسانی اعتبار سے یہ مثنوی ایک بیش بہا مثالی سرمایہ ہے۔ مثنوی سے چند جستہ جستہ اشعار پیش کیے جارہے ہیں۔

۱۹۹۲ء میں ترقی اُردو بیورو سے مثنوی قطب مشتری شایع ہوگئی ہے جسے ڈاکٹر حمیرا جلیلی نے ترتیب دیا ہے۔ بہ قول مرتب:۔

" قطب مشتری شروع سے آخر تک پڑھ ڈالیے کہیں کوئی بوجھل یا ثقیل لفظ نہیں ملتے نادر و اچھوتی تشبیہات و استعارے، جان دار منظر نگاری، انسانی نفسیات اور تمدنی و اخلاقی اقدار کا ایک ایسا گلدستہ ہے جس کی دلکشی اور مہک وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی رہے گی۔

قطب مشتری کی ایک بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس مثنوی کے ابتدائی حصہ میں ہی وجہی نے ایک باب " در شرح شعر گوید " کے عنوان سے قلمبند کر دیا ہے اور یقیناً یہ اُردو شعریات اور فن تنقید پر ہماری پہلی دستاویزی چیز ہے۔"

آگے مقدمہ میں مثنوی کے قصہ کے تعلق سے تحریر کیا ہے:۔

" عام طور پر اس مثنوی کے قصے کے تعلق سے دو باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس میں در پردہ محمد قلی قطب شاہ اور بھاگ متی کا افسانہ پیش کیا گیا ہے لیکن مثنوی کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ دوسرا قیاس یہ ہے کہ یہ مثنوی بھاگ متی اور قلی قطب شاہ کی روداد حسن و عشق کو ذہنوں سے محو کرنے کے لیے قلمبند کی گئی ہے۔ یہ بات کسی حد تک درست ہوسکتی ہے کیونکہ بھاگ متی کا سماجی رتبہ کے لحاظ سے جو مقام بتایا جاتا ہے اسے ملحوظ رکھتے ہوئے قلی قطب شاہ جیسے عظیم المرتبت بادشاہ سے اس کی وابستگی یقیناً بادشاہ وقت کی عظمت و وقار کے منافی تھی۔ غالباً اسی لیے اس مثنوی میں ہیرو کو دکھن دیش کا شہزادہ اور ہیروئن کو بنگلہ نگر کی شہزادی بتایا گیا ہے۔" ص۱۲

مثنوی

حمد

تُوں[1] اوّل توں آخر توں قادر اہے ۔۔۔ تُوں مالک تُوں باطن توں ظاہر اہے

تُوں محصی توں مُبدی توں واحد سچا ۔۔۔ تُوں توّاب تُوں ربّ توں ماجد سچا[2]

تُوں باقی توں مقسِم توں ہادی توں نُور ۔۔۔ تُوں وارث تُوں منعم توں بڑ[3] توں صبور

تُوں ستّار ہور توں سو جبّار ہے ۔۔۔ تُوں وہّاب ہور توں سو قہّار ہے

تُوں رزّاق ہے ہور تو تھیں عظیم ۔۔۔ تُوں فتّاح ہے ہور تو تھیں[4] علیم

تُوں قدوس ہے ہور تو تھیں سمیع ۔۔۔ تُوں قیوّم ہے ہور تو تھیں بدیع

تُوں رافع اہے ہور تو تھیں علی ۔۔۔ تُوں جامع اہے ہور تو تھیں ولی

تھیں ہے مَلک ہور تو تھیں سلام ۔۔۔ تھیں ہے مہیمن تو تھیں نیک نام

تھیں ہے معز ہور تو تھیں بصیر ۔۔۔ تھیں ہے مُذل ہور تو تھیں خبیر

تھیں حافظ ہے ہور تو تھیں حبیب ۔۔۔ تھیں حق اہے ہور تو تھیں منیب

تھیں ہے خلیل ہور تو تھیں کریم ۔۔۔ تھیں ہے عزیز ہور تو تھیں کلیم

تھیں باسط ہے ہور تو تھیں قریب ۔۔۔ تھیں قابض ہے ہور تو تھیں مُجیب

تھیں ہے لطیف ہور تو تھیں غفور ۔۔۔ تھیں ہے حفیظ ہور تو تھیں شکور

تھیں ہے حلیم ہور تو تھیں شدید ۔۔۔ تھیں ہے قوی ہور تو تھیں مجید

تھیں حی ہور تو چ ستّار ہے ۔۔۔ تھیں مُحی ہور تو چ غفّار ہے

تھیں واحد ہے ہور تو تھیں احد ۔۔۔ تھیں مقسط ہے ہور تو تھیں صمد

تھیں ہے وکیل ہور تو تھیں شہید ۔۔۔ تھیں ہے مُعید ہور تو تھیں حمید

رؤف ہور رشید ہور مانع تھیں ۔۔۔ ودود ہور غنی ہور نافع تھیں

---

۱ تو۔ ۲ نیکو کار ۳ تو ہی۔ ۴ تو ہی

کبیر ہور واسع ہے سبحان توں — کریم ہور رحیم ہور رحمان توں

ممیت ہور متین مغنی ہور ضیار توں — مقدم موخر ہے کرتا ر توں

اہے توں اتھا توں اچھے گا تھیں — رچے[1] توں رچیا توں رچیے گا تھیں

ہمیں عین توں اس میں ہے عین نور — توں نزدیک ہمارے ہمیں تجتے دور

گمے[2] رات دن یوں ہمیں سنگ توں — کہ جیوں نیر[3] ملکر اچھے رنگ سوں

توں اچھا[4] اہے[5] جیو جیوں[6] دل بھیتر — ہمیں ڈھونڈتے تج کدھر کا کدھر

یتلے[7] تو ہے نزدیک جانے نہ کوی — قدیم آشنا ہور پچھانے نہ کوئی

تجے فام[8] نے فام کا کام نیں[9] — تیرے کام کچھ فام کوں فام نیں

یہاں عشق دائم پریشان ہے — یہاں خیال ہور وہم حیران ہے

سما سات[10] سُد سٹ[11] پریشان ہو — تجے دو ھنڈتے پھرتے حیران ہو

زمیں سست ہوی یوں جو ہلتی نہیں — ہوے پانو ماندے[12] جو چلتی نہیں

سورج چاند تارے نہ چک[13] ٹھیرتے — توں کاں ہے تجے ڈھنڈتے پھیرتے

دلے کون جانے کے توں کاں اہے — تھیں جانتا ہے اپے جاں اہے

تیری قدرت آنگے ہے زرے تے کم — عرش ہور کرسی و لوح و قلم

اچھے تج سمند[14] بیچ سینپیاں سماں — دھرت سات بلونڈ نو آسماں

بنایا گھر اس میں بے دھات کے — ستاریاں تے آپے اتم ذات کے

اپے ہے غواص ہور اپے جوہری — اپے پار کی ہور اپے مشتری

اپے بیچے آپے خریدار ہے — اپے شہر آ بیچ بازار ہے

---

۱ پیدا کیا ۲ گزارے ۳ پانی ۴ رہتا ۵ ہے ۶ مانند، جوں ۷ تجھے ۸ (فہم) ، سمجھنے ۹ نہیں ۱۰ سات آسمان ۱۱ گنوا، پھینک ۱۲ تھک گئے ۱۳ چکر ، گردش (سے) ۱۴ سمندر

دہی ایک کرتا ہے بھو دھات بھیس — کدھیں رات ھووے کدھیں ھووے دیس

اپے دین ھے ہور آپ یچ رات — اپے جھاڑ ھے ہور آپ یچ پات

اپے پھول اپے پھل اپے بن اہے — اپے چاند اپے سور اپے کھن اہے

غرض ایک آپ یچ سب ٹھار ہے — اسی نور کا سب میں جھلکار ہے

خدایا بڑا توں بڑائی ہے تج — ہمیں سب بندے ہیں خدائی ہے تج

بنایا توں آدم کوں بھو چاد سوں — سو خاک ہور اگن پانی ہور باؤ سوں

ملنہار یک ٹھار میں ہے یو چار — ترے ڈرتے ملکر رہے ایک ٹھار

کرے آگ کوں پانی، پانی کوں آگ — کوے کو سوہنس ہور ہنس کوں سو کاگ

خدا ہے توں، یو کام تج کوں سہاے — کہ جیوتے کوں مارے موے کوں جلاے

کہ بس دیک نیں مارتا ناگ کوں — رکھیا ہے توں پانی منے آگ کوں

بنایا مشک مرگ کی ناف میں — دیا رزق سمرغ کوں قاف میں

بھونک کوں خورش جب توں بارا کیا — سمندر کے تیں آگ چارا کیا

بھلے ہور برے کوں دیا رزق اپار — کہ جیو نیر برسے بدل ٹھار ٹھار

دلے مہینوں بی کیں پڑے ہے تاپڑے — ترا رزق سب کوں سدا آنپڑے

بندیاں کوں کسی بات کا غم نہیں — بھریا ہے خزانا ترا کم نہیں

توں جھاڑاں کوں کپڑے دیا سبزیاں — معلق رکھیا ہے زمیں آسماں

دیوا کر چندر شمع کر بھان کوں — دیایا دو جگ کے شبستان کوں

پتنگ کوں ذیبے کا یہ برت لائیا — کمل پر توں بھونرے کو لبدائیا

رکھے نطفے میں کیوں چھپا ہاڑکوں — چھپا کر رکھیا بیج میں جھاڑکوں

ہر یک بن کے ڈر جگ کے تیں جگ اھار — خزاں قفل کیتا ہے کیلی بہار

توں آدم کے فرزند کوں کھانے مدام — دھرت ہور انبر دیا خوش انام

عجب تیری قدرت کیرے کام ہے — سمجھنے سوں قدرت کسے خام ہے

تیرا شکر واجب ہے ہر دم اپار — کیا نعمتاں جگ پہ نازل ہزار

سکے کوں تیرا شکر سارنے — ہے قدرت کسے یاں جو دم مارنے

جکچ ہے سو تیری چھپی حکمتاں — سکے فام سنے عقل سوں کوئی کہاں

اگر جو کرم ہوے تیرا کس اُپر — چھپی حکمتاں ہوے عیاں اُس اُپر

سکت ہے تجے توں جگت کا دھنی — کیا جائے تجکو دھنی ہور غنی

نجا دل کی انکھیاں سوں دیکھوں جدھر — کہ تج بن نہیں کوچ پڑتا نظر

سجے چیز اپنی قدرت تے پرگٹ کیا — سو رہے ایس ٹھار ہر گھٹ کیا

ترا معرفت جگ میں بھرپور ہے — ہر یک ٹھار روشن ترا نور ہے

کہ توں نیں سو کوی ٹھار دستا نہیں — نہ یک ٹھار ہے توا ہے ہر کہیں

بندیاں پر ہے تیرا کرم ایک دھات — ہے تیری نظر سب پہ ہر ایک سات

کرم سب بندیاں پر کرنہار توں — میا سب پہ یکرنگ دھرنہار توں

کیا ہے تہئیں کر کریما کرم — بقا کوں بقا ہور عدم کوں عدم

دکھایا بقا کوں عدم میں تھے توں — بنایا ہے شادی کوں غم میں تے توں

توں صاحب حکم سب پہ دھرتا اہے — جکچ کرنے سکتا سو کرتا اہے

منجے بے نیازی دے دو جگ منے — منجے سر فرازی دے دو جگ منے —

صفتِ میزبانی

خوشیاں سوں جو شہ میزبانی کنا[1]
سو ترلوک[2] کے لوگ مہمان آئے

عجب تحفے قدرت کے آنے لگے
کہ دیک اس ملک رشک کھانے لگے

چھپا تھا جکچھ[3] غیب میں آج لگ
سو پرگٹ لگیا دیکھنے اب دو جگ

نویاں[4] نعمتاں نو فلک زیچ بھر
لے کر آئے ڈھو کر ملک شہ کے گھر

کہ شہ کوں خوشی یو بڑی آج ہے
انند پر انند کاج پر کاج ہے

مَیا[5] پنچ تن کا مدد لیا سے کر
سو توفیق کرتا ہے تے[6] پائے کر

محل شہ نگارے[7] یوں اس کاج کوں
سنوارے تھے جیوں عرش معراج کوں

محل جیوں ہے کعبہ دھرے جوت صاف
تو اسمان کرتا ہے نس دن طواف

عجائب طرق ہے دھرت بان کا
کہ ڈھانکے ہے سرپوش اسمان کا

تری بزم میں شہ عجب نور ہے
کہ کرناں[8] بتیاں[9] شمع سو سور[10] ہے

جو شہ شمع روشن کیے سور کا
ملک تیل لیا کر سٹے[11] نور کا

سورج شمع ہور تھال گگن[12] تھے تنگ
دِوا[13] چند[14] پونم[15] کا ستارے پتنگ[16]

کلنک چاند میں ہے سو دستا ہے یوں
کہ سنے[17] کی پیالی میں ہے مشک جیوں

دنیا میں دوکن[18] لوگ پھرنے لگے
صفت شہ کی سب جگ میں کرنے لگے

کہ مہمان[19] اس دھات کی آج کوی
نہ کر سکی دنیاں میں شہ باج کوی

---

[1] کرے [2] تین [3] جو کچھ [4] نئی نئی [5] محبت، نظر عنایت [6] اللہ۔ [7] سے
[8] سجائے (کرنے والا) [9] کرن کی جمع [10] بتی کی جمع [11] سورج [12] ڈالے
[13] اسمان [14] چراغ [15] چاند [16] پونم [17] پروانے [18] سونا۔
[19] دو طرف یعنی ہر طرف [20] مہمان نوازی۔

بخشش کردن ابراہیم قطب شاہ

ملائک جو خدمت کرن آئے تھے
تو یاں نعمتاں غیب کیاں لیائے تھے

مدن بھوگی شہ مست متوال ہو
خوشیاں پر خوشیاں دیکہ خوشحال ہو

یتا کچ دئے شہ فرشتیاں کوں دان
کہ باندے ستنے کا کوا آسمان

انبر دان پایا ہے زر بے شمار
تو ڈھنڈتا ہے رکھنے کوں دن رات ٹھار

بھر بدرے شہ جو دئے مال بھر
سو دھرتی اچاتے چلی پیٹ پر

یتا کچ شہنشاہ بخشے ہیں دھن
زمیں ٹھار منگتی ہے اسمان کن

دئے دان سب جگ کوں دے ہان انت
جو اہر سوں کھلے شہنشہ بسنت

کرم کی نظر کر میٹھی بات سوں
ہر یک آدمی کوں ہر یک دھات سوں

کئے کوٹ بخشش ادک لاک تے
تو ارزاں ہوا یوں ستنا خاک تے

جگت اب گھریوں بکھرنے لگیا
کہ خشکی میں ہنس آکے چرنے لگیا

بخشنے لگے شاہ یوں ہم ستی
تو پپلا ہوا سب سُنا غم ستی

خیالاں یو دیک شہ ترے دان کے
ہوے لوگ حیران اسمان کے

گھرے گھر خوشی ہور انند کاج ہوا
کہ فرزند اس راج کوں آج ہوا

یتی داس ہوا دیس ہور رات کا
انند عیش عشرت دیکہ اس دھات

خوشیاں یوں لگے کرنے آکاس پر
کہ پاتال کے لوگ پائے خبر

نکو جانو جھاڑاں کوں ہیں جھاڑ کر
کہ پاتال لوگ آئے ہیں پھاڑ کر

تماشا دکھیں شہ کے گھر آج کا
انند عیش عشرت دیکہ اس دھات کا

---

۱ کرنے ۲ تعمیر کیا ۳ سونے ۴ تاب ۵ اٹھاتے ۶ اتنا ۷ کے پاس ۸ زیادہ، بے حد ۹ لگاؤ، پیار ۱۰ سونا۔

کیے عیش یوں شہ ہر یک بات میں | کہ دیکھیا نہیں کوئی انجوں خواب میں
جو پڑتے مکتب منے شہ کوں سبق | ہنر سیک ہنر وند ہوا سب منے
جو استاد دیوے سبق بے تلک | پڑے ذہن سوں شہ اپے تے تلک
یتا زور تھا ذہن شہزاد کوں | کہ تعلیم پھر دیوے استاد کوں
جو اول لیا شہ الف کا سبق | دھرت سات ہوئے کشف ہوا نو طبق
سو دو جان سبحان اپس گیان تے | ہوا زیادہ حکمت میں لقمان تے
کہ مکتب میں شہ بیٹ سب دیس تیس | ہوا عالم و شاعر و خوش نویس

صفت شباب شہزادہ

جوانی کے دریا کوں آیا ادھاں | محمد قطب شاہ ہوا اب جواں
یتا زور تھا اس کے یک دست سوں | اچا کر پچھاڑے ہتی مست کوں
عجب جان تہمتن ما تاہے وو | کہ یا گانٹ سوں بنجا ملا تاہے وو
چلے زور کر ہم سوں جس نیت ان | زمیں میں گھنسے پانو گڑ گیاں لگن
وو نو خیز اوتار بھیج بل غرور | ٹھکیاں سوں پہاڑاں کرے چور چور
اگر شاہ خنجر لیوے ہات میں | اودھیڑے پکڑ باگ کوں بات میں
کرے زور تعلیم خانے منے | وو تتہاج تھا اس زمانے منے
شہنشاہ کوں زور پر لاف ہے | کہ کھن نعل ہور نیل کھہ قاف ہے

جتے لاف دھرتے اچھے پیل منے
ہوے عاجز اس کی سنپڑ گل منے

۱؎ ابھی ۲؎ مکتب ۳؎ بیں ۴؎ ہنروالا ۵؎ دن ۶؎ بیٹھ ۷؎ اٹھا کر ۸؎ مست ہاتھی ۹؎ باگ کی جمع ۱۰؎ راستہ ۱۱؎ گھٹنوں تک ۱۲؎ زور آور ۱۳؎ مکہ مارنا ۱۴؎ بڑائی ۱۵؎ آسمان ۱۶؎ گلے کے پھندے میں پھنس گئے۔

صفتِ مجلسِ طرب

شہنشہ مجالس کیئے ایک رات
وزیراں کے فرزنداں تے سب سنگات

ہریک خوب صورت ہرایک خوش لقا
سو ہر ایک دلکش ہر یک دلربا

مہابت کے ساماں میں جم جم ہے جیوں
شجاعت کے کاماں میں رستم ہے جیوں

ہریک خوش طبع ہور عاقل اچھے
ہرایک خوش فہم ہور فاضل اچھے

ندیم ہور مطرب سگھر فہم دار
اتھے شہ سوں ملکر یو سب ایکھٹار

صراحی پیالے لے ہاتاں منے
ندیماں تے مشغول باتاں منے

لگے مطرباں گانے یوں ساز سوں
کہ دھرتی ہلے مست آواز سوں

جو مطرب وو صحرا میں اس دھات گائے
تو پھر ان کوں اس شوق تے حال آئے

کنے تال سوں یوں لئی خوش ہوتاں
کہ سُن کر سما دیویں تو آسماں

جو گاویں وو شہ کوں گماتے اتھے
سوراں پہ وو راگاں جماتے اتھے

ندیماں لطافت میں جو چکہ آئیں
تو روتیاں کوں خوش کر گھڑی میں ہنسائیں

شراب ہور صراحی نقل ہور جام
ہوے مست مجلس کے لوگاں تمام

جو ہوی رات آدھی پچھے دو پہر
خبر دار یاراں ہوے بے خبر

بسر[1] گئے ندیماں طرز بات کا
گنوائے خبر مطرباں ذات کا

جو عاقل اتھے وو سوب بیچ ہوئے
دو پیالے چڑا کوچ[2] کا کوچ ہوئے

نہ ملتے نہ خوبی جھگڑتے کہیں
یکسکے اُپر ایک پڑتے کہیں

لگے مست ہو سٹنے مستی سنگات
یکسکے سو پاواں اُپر ایک ہات

سو لوگ دو یاراں ہوئے بے خبر
کہ پانی پیتے تھے شراب ہے کر

یکسکوں بلا ایک اڑتا لوں سوں
گلے لگتے تھے مست ہو چھاؤں سوں

---

۱ بھول گئے ۲ بے ہوش - کچھ کا کچھ

بجا وو جو کین تو انھیں گائے کر ‏ ‏ ‏ مسے مطرباں خوش خوشی پائے کر
صراحی پیالے سوں ہمدست ہو ‏ ‏ ‏ گراں لرتے تھے وو دو نو مست ہو
یتا مست ساقی ہوا سُد گنوائے ‏ ‏ ‏ کہ پیالا منگے تو صراحی کوں لائے
وہ مدپی کے متوال اُب سخت ہوا ‏ ‏ ‏ دیکھے شاہ مجلس ہوی اس وضا
اٹھا کے چلانے کیرا وقت ہوا ‏ ‏ ‏ کسی کوں اچھو گھر کسے دی رضا
کئے شاہ کوں شاد اس وقت پر ‏ ‏ ‏ گئے زیا ستی سب رہے مختصر
دسیں چار بالشت میں شاہ یوں ‏ ‏ ‏ کہ چوتھے برج میں اچھے ماہ جیوں

سو ویسے میں ٹک شاہ کوں نیند آئی ‏ ‏ ‏ وو نیند آ تماشے عجب کچ دکھائی
دکھے خواب میں شاہ کہ ایک بن اچھے ‏ ‏ ‏ وو بن تیں زمیں کے ایر[1] کھن آچھے
پھریں چاندسیاں سندریاں اُس منے ‏ ‏ ‏ ستارے[2] نین کیاں پریاں اُس منے
ہلادیں جو ٹک لٹ کی زنجیر کوں ‏ ‏ ‏ دیوانا کریں تل منے نیر کوں
دوانے ہو کر جھاڑ پھرتے اچھے ‏ ‏ ‏ پٹا پٹ پھلاں[3] مست ہو پڑتے اچھے
اتھا حوض ہور واں اتھیاں سندریاں ‏ ‏ ‏ کہ پانی کنارے کھڑیاں تھیاں پریاں
کہ غنچے سو کھل پھول جھڑتے اچھے ‏ ‏ ‏ پنکھی آکے بے سد ہو کرتے اچھے

چمن در چمن[4] سرو دورست ہو ‏ ‏ ‏ کلیاں سرخوش ہور پھول سرمست تھے
سو جھاڑاں کوں میوا یتا بار تھا ‏ ‏ ‏ کہ ڈالیاں کوں بیڑاں کنے ٹھار تھا
اتھا محل واں ایک ایسا بلند ‏ ‏ ‏ یوں[5] سار نا ہو سکے ست کمند
عجب پانی اس ٹھار کا صاف تھا ‏ ‏ ‏ کہ امرت پر بھی اسے لاف تھا
یکا ٹیک اس محل پر ایک نار ‏ ‏ ‏ کتک چھند سوں آئی اپیں سنگار
جو دکھلائی آمکہ کعبہ سو دھن[6] ‏ ‏ ‏ سرو سر نوائے تھے سجدا کرن
دسے یوں دھن اُس محل کے فرش پر ‏ ‏ ‏ سورج سار ہوا ہے مگر عرش پر
دو کچ مفرح کے کانسے میں جیوں ‏ ‏ ‏ دو زلفاں دو دھر سرک بھاسے مے جیوں

۱؎ آسمان ۲؎ تارے جیسے آنکھ والی ۳؎ پھول کی جمع ۴؎ دونوں طرف۔
دوراستوں پر ۵؎ پہنچ نہ سکے ۶؎ خوب صورت عورت۔

پڑے جی کوں اس سرک پھانسیاں منے
سٹے ہٹ مفرح کے کانسیاں منے

پچنچل کا جو لب لعل یا قوت ہے
سو عاشق کے دو جیو کا قوت ہے

رنگا رنگ چمناں منے پھول تھے
نول شہ تماشے میں مشغول تھے

پری او چپق دشت اس نار پر
اخل گم ہوئی شہ ہوا بے خبر

سو اسس بے سدی ہی بی تی و و چہ حسن
کہ لبدائی تھی بھوت زوراں سوں من

جو دیکھیا اتھا خواب میں ماہ کوں
ہوا خواب میں خواب اس شہ کوں

جو اس نیند میں تے ہوا ٹک ہشیار
نہ تھی اُس صبوری نہ تھا اُس قرار

انہ بھیں پر دسے وو نہ اسمان میں
ادھیا شہ اُسی نار کے دھیان میں

لگیا تلملانے بھوت دھات سوں
کھیا جائے نا بات وو بات سوں

نہ یو بات ہر ایک کوں فام ہوے
دہی جانے جس پر جو یو کام ہوے

کدھیں چکہ ہنسے ہور کدھیں چکہ رہے
کدھیں سُدباوے کدھیں سد کھوے

اسی دھات دن رات رہتا اچھے
اپس میں اپے یوں وو کہتا اچھے

پری تل کھلی بن بیرہ بس ستی
گلا لاگے جھڑنے نرگس ستی

بھلائی چنچل دھن وو یوں شاہ کوں
کہ لبدائے جیوں کُہر باکاہ کوں

اُٹھے ہور پھر سوسے شاہ جاے کر
کہ وو نار بھی خواب میں آئے کر

جو ہر بار یوں خواب میں یار آسے
تو عاشق کوں بن خواب ہی کچھ نہ بھائے

پریشان حیران بے تاب تھا
نہ کچھ اس کوں آرام نا خواب تھا

لے دل بہلاتی تھی۔

مشورہ مادر و پدر شہزادہ

ابراہیم قطب شاہ مجلس سنگار — کئے مستعد موب عشرت اپار

جتیاں خوب خوش شکل تھیاں سندریاں — سو کرناٹک ہور کورز[1] گجرات کیاں

جو چین ہور ماچین کے تھے بتاں — سو خوش طبع خوش فہم خوش صورتاں

ہر یک خوب محبوب بت فارسی — بدن جیوں جلتی اچھے آرسی

جو سہیلیاں وو جھمکائیں نگہ نور کوں — دیوانا کریں چاند ہور سور کوں

اگر دیکھتا جوت اُنن نور کا — فرشتا نہ کرتا صفت حور کا

جو آویں چمن میں سکیاں[2] ساج سوں — پُھلال غنچے ہو جائیں پھر لاج سوں

ملیاں آج ناریاں سو سینار کیاں — انکھیاں لال گھنگچیاں ہر یک نار کیاں

مجالس عجب شاہ عالی کئے — کہ حوراں کوں لیا بہشت خالی کئے

پرایاں سندریاں ہور انچل پراں — چندا مکہ ہے چندنا سو تن گو ہراں

اچھنا کیے کام شہ جگ ادھار — پریاں ہور حوراں ملیاں ایک ٹھار

کہے شاہ کوں لیو بُھلا کر تمیں — ایس میں اپے مل رجھا کر تمیں

قطب شہ کوں جیکوئی رجھا یگی — بڑا مرتبا سب میں وو پائینگی

بڑی نار وو ہے جو بھاوے اُسے
کسے بخت ہیں جو رجھاوے اسے

---

[1] کورگ [2] سج کر ۔

غواصی

عہد وسطیٰ کے بعض دوسرے نامور شاعروں کی طرح غواصی کی زندگی کے تفصیلی حالات بھی ابھی تک پردۂ تاریکی میں ہیں۔ اس کا نام، سن ولادت، تعلیم و تربیت، خانگی زندگی، سنِ وفات وغیرہ کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ قطب شاہی تاریخوں میں کچھ اشاروں اور خود شاعر کے کلام کی داخلی شہادتوں کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ غواصی ملا وجہی اور محمد قلی قطب شاہ کے مقابلہ میں کم عمر تھا۔ قیاس ہے کہ عہد محمد قلی (۱۵۸۰ء تا ۱۶۲۵ء) کے نصف آخر میں اس نے شعر گوئی میں مہارت حاصل کر لی تھی۔ محمد قطب شاہ کے عہد حکومت میں اس نے مثنوی سیف الملوک بدیع الجمال تصنیف کی۔ ۱۶۲۵ء میں جب عبداللہ قطب شاہ تخت نشین ہوا تو غواصی نے اس کی مدح میں اشعار کہہ کر اس مثنوی کو سلطان کی خدمت میں پیش کیا۔ عبداللہ قطب شاہ نے اس کی سرپرستی کی اور وہ دربار شاہی سے متعلق ہو گیا۔ قیاس ہے کہ اسے "فصاحت آثار" کا خطاب بھی دیا گیا تھا۔

شاہی دربار سے متعلق ہونے کے بعد غواصی کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھا۔ سلطان نے اسے جاگیر و مناصب سے بھی سرفراز کیا تھا۔ اس کے بعد سلطان عبداللہ قطب شاہ نے غواصی کو اپنا سفیر مقرر کر کے بیجاپور کے دربار میں بھیجا تھا جہاں اس کو بڑے اعزاز و احترام کے ساتھ رکھا گیا۔ اس زمانے کے بیجاپوری شعرا نصرتی اور مقیمی نے بھی اپنی تصانیف میں اس کا ذکر عزت و احترام کے ساتھ کیا ہے۔

غواصی کی دو مثنویاں "سیف الملوک و بدیع الجمال" اور "طوطی نامہ" مولوی سعادت علی رضوی نے مرتب کر کے ۱۹۳۸ء میں شائع کی تھیں۔ اس کے بعد غواصی کی دو مزید تصانیف دریافت ہوئی ہیں۔ ایک تو اس کا ضخیم کلیات ہے اور دوسری اس کی مثنوی "مینا ستونتی" ہے جسے ڈاکٹر غلام عمر خاں نے مرتب کر کے شائع کیا ہے۔ ڈاکٹر

غلام عمر خاں نے خیال ظاہر کیا ہے کہ "میناستونتی" کا سن تصنیف "سیف الملوک و بدیع الجمال" سے پانچ سے دس برس پہلے کا ہے۔

"میناستونتی" کے قصّے کے ماخذ پر خود غواصی نے ان الفاظ میں روشنی ڈالی ہے۔

رسالۂ اتھا فارسی یواول   کیا نظم دکنی ستی بے بدل

میناستونتی کا قصہ ہندوستانی اصل کی ایک قدیم پریم کتھا پر مبنی ہے جس کے دو حصّے ہیں۔ پہلا حصّہ چودھویں صدی میں مولانا داؤد نے "چنداین" کے نام سے اور دوسرا حصّہ سولھویں صدی کے میاں سادھن نے "میناست" کے نام سے تصنیف کیا تھا۔ ان دونوں مثنویوں کے ہندوستان کی کئی بولیوں اور زبانوں میں ترجمے کیے گئے تھے۔ ان دونوں مثنویوں کو بنیاد بنا کر وہ فارسی تصنیف وجود میں آئی جس کو غواصی "رسالۂ اتھا فارسی" کہتا ہے اور دکنی میں نظم کرنے کا دعوا کرتا ہے۔

سیف الملوک و بدیع الجمال غواصی کی مشہور مثنوی ہے جو ۱۰۳۵ھ میں تصنیف کی گئی تھی۔ اس مثنوی کو میر سعادت علی رضوی نے دستیاب شدہ چار نسخوں کی مدد سے مرتب کر کے ۱۳۵۷ھ میں اپنے مبسوط مقدمے کے ساتھ شائع کیا تھا۔

سیف الملوک و بدیع الجمال میں 2285 شعر ہیں جن میں سے ۲۲۸ شعر حمد، دعا، نعت، منقبت، مدح سلطان اور تعریف سخن وغیرہ سے متعلق ہیں۔

سیف الملوک و بدیع الجمال ایک عشقیہ داستان ہے جس کی بنیاد قدیم مثنویوں کی اس طرز پر قایم ہے کہ جس میں ایک شہزادہ کسی دوسرے ملک کی شہزادی پر عاشق ہو جاتا ہے اور پھر اس کو حاصل کرنے کے لیے گھر سے نکل پڑتا ہے۔ برسوں تک اسے مشکلات اور مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے لیکن آخر کار وہ گوہر مراد کو پانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

سیف الملوک و بدیع الجمال کے عشقیہ قصّے کی ابتدا یوں ہوتی ہے:

شہر مصر کے بادشاہ عاصم نول کے ہاں اولاد نہیں ہوئی تھی۔ اس نے اہل نجوم کے کہنے پر شاہ یمن کی بیٹی سے شادی کر لی جس سے اس کو ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام سیف الملوک رکھا گیا۔ جس دن سیف الملوک کا جنم ہوا عین اسی روز بادشاہ کے

معتبر وزیر کے ہاں بھی ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام ساعد رکھا گیا۔ ان دونوں بچوں کی
یکساں طور پر تعلیم و تربیت کی گئی اور وہ آپس میں جگری دوست بھی بن گئے۔
جب یہ بڑے ہو گئے تو بادشاہ نے ان کو دربار میں بلایا اور ایک انگشتری اور ایک
زرّیں کپڑا سیف الملوک کو دیتے ہوئے کہا کہ اسے یہ تحفے حضرت سلیمان نے دیے تھے۔
جب شہزادہ سیف الملوک اس زرّیں کپڑے کو اپنے محل میں آکر کھولتا ہے تو
اس میں سے ایک عورت کی تصویر نکلتی ہے جسے دیکھ کر وہ اس پر عاشق ہو جاتا
ہے۔ یہ عورت گلستانِ اِرم کے بادشاہ شہپال کی بیٹی بدیع الجمال تھی۔ لطف یہ کہ
کسی بھی آدمی کو معلوم نہیں کہ گلستانِ اِرم کہاں واقع ہے۔ لہٰذا شہزادہ سیف الملوک
اپنے جگری دوست ساعد کو ہمراہ لے کر گلستانِ اِرم کی تلاش اور بدیع الجمال کو
حاصل کرنے کے لیے رختِ سفر باندھتا ہے۔ سب سے پہلے یہ لوگ چین میں
پہنچتے ہیں۔ وہاں جا کر ان کو معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی کسی کو گلستانِ اِرم کے
بارے میں معلوم نہیں ہے۔ اس کے بعد یہ دونوں ایک جہاز پر سوار ہو کر چلتے ہیں۔
راستے میں زبردست طوفان کی وجہ سے جہاز ٹوٹ جاتا ہے اور دونوں دوست
بچھڑ جاتے ہیں۔ ساعد اور سیف الملوک پندرہ برسوں تک مارے مارے پھرتے
رہتے ہیں اور بے شمار مصیبتوں کا سامنا کرتے ہیں۔

سیف الملوک انگشتری سلیمان کی مدد سے سراندیل پہنچنے میں کامیاب ہو جاتا ہے
۔ یہیں اس کی ملاقات بازار میں ساعد سے ہوتی ہے، اتفاقاً بدیع الجمال سے سیف الملوک
کی ملاقات بھی سراندیل میں ہوتی ہے اور وہاں سے یہ لوگ گلستانِ ارم لوٹتے ہیں۔
بدیع الجمال کا باپ شہپال دریائے قلزم کی فتح کے بعد گلستان ارم واپس آتا ہے اور
بڑی دھوم دھام سے سیف الملوک کی بدیع الجمال کے ساتھ اور ساعد کی شہزادی
سراندیپ سے شادی کر دیتا ہے، دونوں جوڑے خوش و خرم مصر واپس آتے ہیں۔
عاصم نول شاہ اپنے بیٹے کو تخت و تاج کا مالک بنا کر خود باقی زندگی عبادت میں
گزارنے لگتا ہے۔

انتخاب

سیف الملوک و بدیع الجمال

داستانِ ساعد

کہانی کہن ہار اس دھات کی
چلاتا ہے خوش بات ہر بات کی

کہ یک دیس سیف الملک شہسوار
نکل آیا بھار کھیلنیں شکار

یکایک بازار میں یک جواں
نظر تل پڑیا بازار ہور ناتواں

مسلم ہے دلگیر ہور بے قرار
وجاہت منے عین ساعد کے سار

کیا یاد ساعد کوں اُس دیکھ کر
انجھو لایا دُکھ کے نینن بھر

آپس میں آپے بھایا سرد اساس
کیا اپنے من میں غم بے قیاس

کہیا اپنے لوگاں کوں جا اس کوں لاؤ
اپے آتے لگ گھر لیجا بیٹھلاؤ

اسی دھات جا اُس بُلا لیائے
لیجا اک جاگے یہ بیٹھلایئے

کہ جیوں اس مبارک سواری سوں پھر
جیوں آیا شتابی سوں اپنے مندر

---

۱ کہنے والا ۲ طرز ۳ اک ۴ دن ۵ قصے کا ہیرو ۶ باہر ۷ کھیلنے ۸ یکایک ۹ پیچھے ۱۰ تلفظ۔ پڑے ا۔ بمعنی پڑا ۱۱-۱۲ اور ۱۳ میں ۱۴ جیسا ۱۵ کوں ۱۶ اُس ۱۷ آنسو ۱۸ بھرلایا ۱۹ دکھ ۲۰ آنکھ ۲۱ اپنے آپ ہیں۔ ۲۲ خود ہی ۲۳ بھری ۲۴ آہ ۲۵ اپنے ۲۶ دل ۲۷ بے اندازہ۔ ۲۸ تلفظ۔ کہے ا۔ بمعنی کہا ۲۹ لوگ کی جمع ۳۰ تک ۳۱ لے جا۔ ۳۲ بٹھلاؤ۔ ۳۳ طرز ۳۴ لے جا ۳۵ جگہ ۳۶ بٹھلائیے۔ ۳۷ سے ۳۸ جلدی ۳۹ گھر۔

کیا یاد آتیچ اُوس جان کوں — بُلایا نزیک اُس پریشان کوں
شفقت جو اس کی غریبی پہ آئی — کہیا کوں ہے توں سوج بول بھائی
سُووَیں ووْ پریشاں جل آہ نار — اُو ٹھیا بول کریوں کہ اے کامگار
کہوں گا اگر ہیں مرے درد کوں — تو طاقت نہ رہسے کسی مرد کوں
بھرہا ہے سینا پور اس دکھ سنگات — کہوں میں تجے کھول کس مکھ سنگات
میرا یار اک شاہزادا اتھا — ووْ ملتا تو منج دوْکھ ہوتا اِتا
ہیں اس کی جدائی تے لیتے ہوں ہلاک — جل اس کے بدل میں ہوں تِل تِل کو راک
نہ جانوں کہ ووْ سُور کس ٹھار ہے — مج اُس باج عالم سب اندکار ہے
ووْ یا دوک سوں ہے یا کہ اقبال سوں — نہ جانوں وہ اَچھتا ہے کس حال سوں
ہے فرزند ووْ مصر سلطان کا — ہوں فرزند میں اس کے پردھان کا
نیکا ناوں اس کا ہے سیف الملوک — ہوں میں بے خبر اس کے تئیں چھوڑ بھوک
میرا ناوں ساعد ولے بخت نئیں — کروں کیا وو یار اِس وقت نئیں
میں اپنا ملک سٹ ہوتے تیرا سال — نہ کس کوں مرے اوس سے کا ملال
یکیلا ہوں اس شہر میں، ہیں غریب — نہ کوئی مج اقارب نہ کوئی یاں حبیب

---

[1] آتے ہی [2] اس [3] تلفظ۔ بُلایا [4] نزدیک [5] ضرورتِ وزن کے لیے تلفظ میں تبدیلی کی گئی ہے [6] کہا [7] ضرورت وزن کے لیے کون کی تخفیف کی گئی ہے [8] تو [9] وہیں [10] وہ کی جمع یعنی وہ دونوں [11] آہ [12] آتشیں [13] تلفظ۔ اُٹھا [14] رہے گی [15] تلفظ۔ بھرانا۔ بمعنی بھرا ہوا [16] سینہ [17] معمور [18] دُکھ [19] ساتھ [20] تجھے [21] منہ [22] تھا [23] وہ [24] مجھے [25] دکھ [26] تلفظ۔ اِتا بمعنی اتنا۔ [27] ہلاک لینا (محاورہ)، مرا جا رہا ہوں [28] سُلگ سُلگ کرنا [29] ذرہ ذرہ [30] راکھ [31] وہ [32] سورج [33] جگہ [34] بغیر [35] اندھیرا [36] وہ [37] دُکھ [38] رہ رہا۔ [39] وہ [40] وزیر اعلا [41] تلفظ۔ نکا بمعنی نیک [42] نام [43] سلطان مصر کا بیٹا، قصے کا ہیرو۔ [44] خاطر [45] (محاورہ)، مارا مارا پھرنا [46] تلفظ۔ ہر [47] چھوڑے ہوئے [48] اداسی

که پھرتا ہوں نت یاں دوکانے دوکان
نہ پیونے کوں پانی نہ کھانے کوں کھان

جو اپنی غریبی وو بولیا تمام
سو وو شاہزادا او تم نیک نام

گلایا درد نا سونا تاب لیا
گلے لا اُسے آنکھ ہیں آب لیا

کہیا یوں کہ اے یار اب چھوڑ دوک
نیر آیا رستو ہیں ہُوں سیف الملوک

ہمارے نصیباں منے جیوں خدا
لکھا تھا انپڑایا وُوں خدا

ہمیں نِت جفا دے پھنکایا سو وو
سلامت سوں پھر لا مِلایا سو وو

پھنکانے کے کام ہور ملانے کے کام
خدا ہاج بھی نیں کسے اور فام

تو جیو اس کی قدرت پہ قربان ہے
کہ صاحب بڑا وہ مہربان ہے

ملے دیک یک جیو کے دوئی یار
ہوا خوش سراندیل کا شہریار

جو ساعد آوارا ہو دوک درد میں
ڈوبیا تھا جو غربت کے گردیں

سو حمام ہیں گرم لے جا اُسے
کئے خوش ڈھلا انگ ہلکا اُسے

نھل خوب کسوت شہانی پنائے
رنگا رنگ مجلس نورانی بھر آئے

منگا نقل مَد مست آرام سوں
دنو یار بیٹھ آپنے فام سوں

پیالے لگے جھیلنے ذوق سوں
قصے کیا کہ میانے سٹے شوق سوں

نول جان سیف الملوک جگ اجال
بجذ ہو کہ ساعد کوں لاگیا دنبال

---

[1] ہمیشہ
[2] ایک دوکان سے دوسری دوکان [3] پینے [4] کھانا [5] مسافرت [6] تم، اعلا [7] کھل جانا
[8] جذب درد [9] لانا [10] لگا [11] تلفظ۔ کہے آ [12] دکھ [13] تلفظ۔ تیرا [14] وہی [15]
نصیب کی جمع [16] میں [17] پہنچایا [18] وہیں [19] تر [20] پھینکایا، دور کیا [21] وہ [22] سے [23]
دور کرنے [24] اور [25] بغیر [26] نہیں [27] فہم [28] یہ [29] جان [30] دیکھ [31] ایک جان۔
[32] دو [33] آوارہ پریشان [34] دکھ [35] تلفظ۔ ڈبیا۔ ڈوبا [36] مسافرت [37] کے [38] نہلا دھلا
[39] (مراد) جسم [40] صاف [41] شاہانہ لباس [42] پنہائی [43] منگا کر [44] کھانا [45] مست کر دینے والی شراب
[46] تلفظ۔ دنو بمعنی دونوں [47] بیٹھ [48] فہم [49] اینٹھلنے [50] (مراد) گزشتہ واقعات [51] لاکر۔
[52] درمیان [53] ڈالے (مراد) بیان کیئے [54] سلطان مصر کا نام۔ نول کی جان [55] اجالا [56] بعد
[57] وزیر کا بیٹا، سیف الملوک کا دوست [58] اصرار۔

کہ مج تے بچھڑ توں پھر باکس وضا — کھڑیا تیرے سِر اوپر کیوں قضا

چھپا توں نکو مج تے تقدیر کوں — بکچ ہے سو کہہ کھول مج دِھیر توں

گنی یار سا عد دیک اس کا خیال — لگیا بھار بھانے کوں دِل کا اوبال

غریبی کے باتاں لگیا بولنے — کتھا اوداسی کا لگیا کھولنے

کہ اے شاہزادے جدھاں تے جو میں — چلیا چھانک کر تیری صحبت سوں میں

بھوٹیا جہاز حکم خدائی ہوا — تداں تے تجے مج جدائی ہوا

سو بے سُد ہو طوفان کے باؤ سوں — پڑیا یک جزیرے میں جا باؤ سوں

کتیک بار کوں دیکھتا ہوں جو، واں — سو چوندھیر چھایا ہے زوروں دھواں

ہوایاں ہو اُٹرتے ہیں واں سا نپ سب — لئے ہیں جزیرے کوں واں ڈھانپ سب

نہ آسمان دستا کہیں دھر تری — چھٹی سیس تے پانو لگ تھر تھری

گگن سار اُونچے کتیک ڈونگراں — پڑے اُس پہ بھنکارتے اجگراں

---

۱ مجھ سے ۲ وضع ۳ تلفظ۔ کھڑے۔ ۴ تیر ۵ تلفظ۔ اُپر ۶ ہرگز نہ ۷ سے ۸ جو کچھ۔ ۹ بے جھجک ۱۰ برادصاف ۱۱ دیکھ ۱۲ تلفظ۔ لگے۔ ۱۳ باہر ۱۴ نکالنے ۱۵ مسافرت ۱۶ بات کی جمع ۱۷ کتھا، داستان ۱۸ اُداسی ۱۹ تلفظ۔ لگے ۲۰ جہاں سے ۲۱ تلفظ۔ چلے۔ ۲۲ تب سے ۲۳ تلفظ۔ پھٹے۔ ۲۴ بمعنی چھوٹا ۲۵ تلفظ جاز ۲۶ تب سے ۲۷ بیہوش ۲۸ ہوا ۲۹ تلفظ۔ پڑے۔ ۳۰ کاغذ ۳۱ کتنی ہی ۳۲ چاروں طرف ۳۳ زور سے ۳۴ دُھواں ۳۵ ہوائیں ۳۶ لیے ہیں ۳۷ آسمان ۳۸ نظر آتا ۳۹ کہیں ۴۰ زمین ۴۱ سر ۴۲ تک ۴۳ کانپتا ۴۴ آسمان جیسا ۴۵ کتنے ہی ۴۶ پہاڑ ۴۷ پھنکارتے ۴۸ سانپ۔ اژدہے۔

ہتا کچ وہاں دیکھیا ہیں عذاب — جو نئیں اس عذاباں کوں حد ہور حساب

پڑیا جا بلایاں کے بھنور یے منے — پڑیا جا کے نئے جزیرے منے

بہت دن بہت ٹھار فاقے دیکھیا — کہیا جائے نا ایسے واقعے دیکھیا

برس دن ہوا آکہ اس شہر میں — ملے شکر بارے ہمیں ہور تمیں

ولے کچ غنیمت ہے مجے آج ہے — گدا میں ترا توں مرا راج ہے

ولے اُس پری زاد کا کھوج کئیں — تو اس حد تلک اچھوں پایا کہ نئیں

کہیں بی گلستاں ارم کا نشاں — گنا نج کو سنپڑیا کہ نتیں اے جواں

بڑاں دو اُتم جان سمرت گنبھیر — کہیا کھول اس دھات ساعد کی دھیر

کہ مج تج نبایا، سو پروردگار — مج امید کا رُکھ سو لیا ہے بار

نوی کچ خوشی پائی یاں جائے گی — وو دو دن کوں اس شہر میں آئے گی

لہ تلفظ۔ اِتا بمعنی اتنا ۲ہ نہیں ۳ہ عذاب کی جمع ۴ہ اور ۵ہ تلفظ۔ پڑے۔ آ۔ ۶ہ بلا کی جمع ۷ہ گرداب ۸ہ جنبش مراد سیاہ ۹ہ تلفظ کہے۔ آ ۱۰ہ مصیبت ۱۱ہ تمہیں ۱۲ہ کچھ ۱۳ہ راجا ۱۴ہ بدیع الجمال۔ سیف الملوک کی محبوبہ ۱۵ہ کہیں ۱۶ہ اس کو ۱۷ہ نہیں ۱۸ہ بھی ۱۹ہ کیا وہ ۲۰ہ پہنچا۔ ۲۱ہ بعدازاں ۲۲ہ وہ ۲۳ہ اعلا ۲۴ہ سمندر ۲۵ہ کہا ۲۶ہ وہی ۲۷ہ درخت ۲۸ہ ثمر ۲۹ہ نئی۔ ۳۰ہ کچھ ۳۱ہ بدیع الجمال ۳۲ہ سراندیل۔

انتخاب

مثنوی مینا ستونتی

کہ یک شہر کا تھا بڑا پادشاہ
جہاں گیر عالم میں تھا شہنشاہ

سچا عادل و مہرباں شہریار
اُتھا ناؤں اُس کا بالا کنوار

اُسے گڑھ[1] ولایت بہت شہار[2] تھے
سبھی[3] خلق واں کے دُنیا دار تھے

تھا عالم خلق سب اَمن میں تمام
رہتے[4] تھے ٹھنڈی[5] چھاتوں میں خاص و عام

تھی بیٹی اُسے ایک صاحب جمال
اُتھا ناؤں اس کا سو چند الکمال

جھلک چاند کا جوں اُجالا دِسے
سُگڑ[6]، چلبلی نار دل میں بسے

سَرو کے زمن[7] نار، نازک، نچھل
یو[8] پانی اُپر[9] جیوں کھلا ہے کنول

تھا اِس بادشاہی میں گوال[10] ایک
اِسم اس کا لورک، اُتھا ناؤں نیک

گوو[11] ہانک اک دن او، آتا اُتھا
شہر کی گلی میں سوں[12] جاتا اُتھا

۱۵ شہنشاہ کی بیٹی چھجے کے اُپر
کھڑی تھی، سو دیکھی اُسے سر بہ سر

کہی من میں، کیا خوب البیلا[13] ہے جان
گوو راکھتا[14] کر، ہُوئی[15] پشیمان

کھڑی ہو اشارت سو گئی اس سنگات
کہتی[16] ہوں تجھے سرفرازی کی بات

مرا دل لگیا[17] تج سوں، تو راج ہے
تجھے سرفرازی کا یو ساج ہے

یو سن بات گوال تسلیم کر،
کہیا تج پو[18] کرنا کرم کی نظر

میں چاکر ہوں تیرا نظر تج اُپر
ترا تج پو سایا ہے، سر لو چھتر

کہی سن کر گوال! اے جان یار
اکی[19] ہوتا ہے اگورو[20] تنے خوار زار

---

[1] گڑھ [2] شہر [3] سبھی [4] رہتے [5] ٹھنڈی [6] سگڑ یعنی اوصاف حمیدہ [7] مانند [8] یہ [9] اوپر [10] گوالا [11] گائے ہانکتے [12] سے [13] البیلا [14] رکھتا [15] ہوئی [16] کہتی [17] لگا ہے [18] پر [19] کیوں [20] جانوروں کے درمیان

میرے پاس دھن مال ہے کئی متا / تجے دیوگی میں، جتا ہے وتا

کتی ہوں، سدا سکھ سوں مل کر رہنا / میں عاروس پیاری، توں نوشہ بنا

یو سن کر کہیا میرے گھر نار ہے / او ستونت ناریاں میں اوتار ہے

خدا نے اسے نوز ایسا دیا / چتر سار خاصیاں میں اس کوں کیا [20]

اسم پاک اس کا کہوں میں ٹک ایک / پتی ورتا مینا سو ہے ناؤں نیک

اسے چھوڑ جانا تو واجب نیں / میں کس دھات سیتی لے جاؤں تیرے تیں

یو سن بات، چندا کہی استوار / ابی ہور خدا تج کو کرنا ہے خوار

جو کھا نیدے پچوالا، چندوئی ہے سیر / لگے پاؤں ہور یک لنگوٹی ہے پھیر

تجے کائی کوں کسوت بچھانا صدر / ارے گاودی، کیا توں جانے قدر

یو سن بات لورک کہیا شہ پری / پکڑ ہات میرا، کرم توں کری

توں چندا، میں لورک ہوں چاکر ترا / بلا دور، کروں تج اپر جیو مرا

کئے دونوں بل اختیاری یو گھٹ / لئے مال، ہور واں تے نکلے اوپٹ

لے چندا کوں لورک جو باہر ہوا / سو یو غلغلا جگ میں ظاہر ہوا

گئی رات، ہور بھی اجالا بھیا / خبردار لوگاں کوں معلم ہوا [30]

سو راجا وہاں کا بیٹھیا تخت پر / خبردار اس کوں دیے یو خبر

تری پاک دامن کوں لورک گوال / بڑا دھیٹ ہولے گیا بد شگال

سنا بات راجا، ہنسا کھل کھلا / کہیا میرے دل کا بٹیا وسوسا

کہیا اپنے لوگاں کوں، موں کھول بات / گیا چوری کر، چور گوال ذات

سو گھر اس کے مقبول یک نار ہے / بہت دن سوں اس پر مرا پیار ہے

پچھوے بات میرے جو او ماہ تاب / نہ نس کوں غروب ہوئے او آفتاب

---

[1] زیادہ [2] متاع [3] جتنا [4] اتنا [5] عروس [6] نوشہ، دلہا [7] کہا [8] بیوی۔
[9] وہ [10] اہل صدق [11] ناری کی جمع [12] چھتر رکھنے والی ملکہ [13] خواص [14] شوہر کی وفادار [15] نہیں۔
[16] طرح [17] سے [18] ابھی [19] مزید [20] کندھے [21] سر پر باندھنے کا معمولی کپڑا [22] کمر کے اردگرد [23] کس
لیے [24] بستر [25] کیا ہے [26] پر [27] جان [28] پختہ ارادہ [29] جھٹ پٹ [30] دنیا [31] ہوا [32] باخبر
[33] معلوم [34] ڈھیٹ، بے حیا [35] ٹوٹا، جاتا رہا [36] منہ [37] پڑے۔

کہیا[1] خبرداراں کوں کٹنی کوں لیاؤ[2] ۔۔۔ دھنڈ دو جا کے یک خوب کٹنی کوں پاؤ[3]

چتے خبرداراں روانا ہوئے ۔۔۔ چلے دھونڈ لینے کوں زمیں کے چوئے[3]

لے کر آئے ہزاروں میں سوں یک چٹنی ۔۔۔ او تجربہ بڑی یک بُڈی کٹنی[4]

اکھیا[5] یَا کے میناکوں توں دے مُنجے[6] ۔۔۔ 40 ۔۔۔ بہت مال بخشش کروں گا تجے

او محبوب اُچپل[7] عجب نار ہے ۔۔۔ اسی پر مرا لو بڑا پیار ہے

جلی[8]، ہور بولی یو کٹنی جواب ۔۔۔ بڑے ٹھگ پھندا[9] ہیں سو میرا ہے داب[10]

پری دیو، شیطاں میرے نفر[11] ۔۔۔ بنگالے میں ہوتا ہے میرا سحر

مکر، سحر جادو مرے ہات میں ۔۔۔ پھرے سب موکّل مری بات میں

ننھا[12] کام یو نا کروں تو، چُونڈا[13] ۔۔۔ سٹوں[14] گی تُرت[15] اپنے ہتے مُونڈا[16]

یو سُن کر اپیں شاہ تشریف دیا ۔۔۔ کُنک[17] بے بہا بست[18] بخشش کیا

کیا[19] سن توں یو بات مُنج پاس کا ۔۔۔ دیا تج کوں فرصت میں چھے ماس[20] کا

تلک[21] آ کے کٹنی نے کیتی[22] سلام ۔۔۔ دی تعظیم اس کوں بلا نیک نام

کہی کٹنی میناکوں، ماں ہوں تری ۔۔۔ چچی[23] دو برس توں پیی ہے مری

نہ تھا دُود[24] کچ بی تری مائی[25] کوں ۔۔۔ 50 ۔۔۔ پلائی تھی میں دود مج جائی[26] کوں

میں ہوں دائی تیری مُنجے پیار کر ۔۔۔ تجے جانتی ہوں میں دلدار کر

یو سن بات مینا نے پاؤں پڑی[27] ۔۔۔ دلی[28]، بیٹھنے اپنی بیسک[29] پڑی

کہی، تج تے اپے مائی محبت ہوا ۔۔۔ تجے دیکھنے دل کو راحت ہوا

گیا چھوڑ ہمنا[30] ہمارا پیا ۔۔۔ گماؤں[31] کیوں گتی تھی یکیلا[32] جیا

نہ ماں بھائی بَی[33] کوئی مُنج سات ہے ۔۔۔ نہ باندی[34] نہ بردا نہ کٹنی ذات[35] ہے

---

۱ کہا ۲ لے آؤ ۳ چاروں طرف ۴ بوڑھی کٹنی (تجربہ کار عورت) ۵ کہا ۶ مجھے ۷ شوخ
۸ (چھوٹا کام ملنے پر) جل کر بولی ۹ پھندے باز ۱۰ رعب داب ۱۱ نوکر ۱۲ چھوٹا ۱۳ سر کے بال ۱۴ پھینک دوں گی۔
۱۵ فوراً ۱۶ منڈوا ۱۷ کتناری ۱۸ اشیا ۱۹ کہا ۲۰ ماہ ۲۱ پاس ۲۲ کی ۲۳ دودھ ۲۴ دودھ
۲۵ ماں ۲۶ تولد ۲۷ پاؤں پڑی ۲۸ دی ۲۹ نواڑی جوکی ۳۰ ہم کو ۳۱ وقت گزاروں
۳۲ اکیلی جان ۳۳ بہن ۳۴ خادمہ ۳۵ رشتہ دار۔

یکیلی ہوں میں اس وطن میں غریب — کرم توں کری تو رہے منج نصیب

بزائی دو تی بولی، اے بیٹی مری — مرا جیو قربان تج پر کری

میں آتے وقت یو سُنی بات میں — کہیا یک جنا شہر کے ہاٹ میں

مرا آشنا تھا، کہیا یو خبر — لے چنداکوں لورک گیا ٹھاٹ کر

60 سُنی سو گیا سب سینا پھوٹ کر — فکر سوں کلیجا پڑیا توٹ کر

کہوں کیا میں لورک دیا تج کو دوکھ — اپیں مل کے چنداسوں پاتا ہے سُوکھ

کیسے بھاگ تیرے ہوئے واہ وا — پڑیا بخت تیرے او سانڈی گوا

کہی ہوز رونے لگی زار زار — نصیبوں کوں مینا کے جل آہ مار

دیکھی حال مینا سو ناتاب کیا — اَپیں بی ذرا آنک میں آب لیا

کہی، مائی غم چھوڑ دے اب تمام — اِتا پند دے کچ، توں سکلا فہام

دُنیا میں بڑی توں جو ہمنا جنی — دُو جا بیو لورک ہے سر بر دھنی

نکو یوں لورک کوں ہر گز اِنال — دُرو نا مرا جل ہوا پائمال

جدھاں تے گیا چھوڑ او خوش کلام — تدھاں تے کیا گھر میں برہا مقام

خدا نے کیا ہم کوں عورت مرد — تو ہوتا ہمیں اس کے پگ کی گرد

70 جو کچھ ان کیا سو اسے معاف ہے — الٰہی کے نزدیک انصاف ہے

میں عورت ہوں اس کی وو میرا سجن — سلامت رہے مرد گلشن چمن

سُنی بات دُوتی، کہی اے تھنی — کنول روپ کی توں چھبیلی بنی

تری عمر پندرا برس دیس کے — کہوں کیا، ترے دیس کم سین کے

جوانی تری دیک کر بارے بار — تڑپتا مرا جیو رنت بے قرار

یو ہنگام تیرا ہے آنند کا — جو کھانے پینے ذوق کی چھند کا

---

۱ اکیلی ۲ بعد ازاں ۳ راہ ۴ ایک آدمی ۵ بھگا کر ۶ ٹوٹ ۷ دکھ ۸ آپ ۹ سکھ ۱۰ گوالا ۱۱ بھی ۱۲ آنکھ ۱۳ آنسو ۱۴ سکھلا ۱۵ فہم دار ۱۶ پیدا کیا ۱۷ دوسرا ۱۸ مت ۱۹ اس طرح ۲۰ دل ۲۱ جب ۲۲ تب سے ۲۳ فراق ۲۴ پاؤں ۲۵ کچھ ۲۶ معاف ۲۷ وہ ۲۸ کم سِن ۲۹ دلھن ۳۰ دن ۳۱ دن ۳۲ کم سن ۳۳ دیکھ ۳۴ لگاتار ۳۵ خوشی ۳۶ پینے

تجے میں کہتی ہوں نصیحت کی بات — تج ہنگام ملتا ہے دن ہور رات

سدا توں آنند میں اچھے گی سُھنی — ترے گود میں ہے چندر جیوں ابنی

اِتا میں رتن پار کھی لیاوں گی — ترا جوہری روپ دکھلاوں گی

بِلا دیئو گی تج کوں جانی چتور — پچھانے گی نہ توں دیک اپنے حضور

سُنی او سُلکھن جو ایسے بچن — لگے تیوں. ہوا آگ سب اس کے تن 80

کہی میں بڑی کر کے سمجی تجے — جو پردیس کی ہے سنگاتی مجے

سو ایسے توں دینے لگی پند یو — اُٹھے دو جہاں میں یڑی گب بد بوَ

بڈھی سُن کتی ہوں تجے میں بچن — ستی اپنے ست کوں جو رکھنا جتن

مِٹھا جیب میں ہے تلک بے مثال — گیا حلق میں تو ہوا پائمال

حرص آدمی کا سبچ اس وضا — یو جینا ہے دو دن نہ جو کی قضا

حرص کوں جلانا اپن ہات ہے — حیا کا کفن جیو کے سات ہے

کہتی دیک ورک کوں توں گاودی — ہوئے بال اُجلے نکو کر بدی

نہ ہوئے گاودی، او چتر راج ہے — مرا پیو میرا او سرتاج ہے

بڈھی سُن کر بولی نکو کر یہ بات — ستم ہو کے کرتی توں اپنے پہ گھات

کہی توں سُنی نیں اچھے کی بیاں — سُکی آپنا جیو تو سارا جہاں 90

پِتا کیوں توں گوال پر من دھری — پِتا کیوں ترا جان اُس پر کری

تو آخر ہے گندی جنم کھوئے گی — لڑا کھا، بُرے گود میں سوئے گی

جو سو ویں گی نزدیک اس شاہ کے — دِسے سُور جیوں گود میں ماہ کے

تجے کاں زری کسوتاں کی جھلک — تجے کاں او صدراں او زربفت لک

تجے کاں او صدراں سُنہری محل — جو تختاں مرصع کے ہیں بے بدل

کہاں تج کوں او مملکت مال زر — نہ سمجی ہے اجنوں توں اس کا قدر

---

[1] اتنا [2] پرکھنے والا [3] دل والا [4] نیک سیرت [5] سمجھی [6] رغبت [7] دلانا [8] بدبو [9] اے بڑھیا [10] صدق [11] حفاظت سے [12] میٹھا [13] زبان [14] وضع [15] اپنے [16] زندگی [17] سفید [18] چھتر دھری کا اجالا [20] ظلم [21] سکھی [22] اتنا [23] نظر آئے [24] سورج [25] کہاں [26] صدر کی جمع [27] سنہری [28] آج تک۔

تجے بولتے منج پکیا[1] ہے سینا[2] — تو اپس[3] بھاوتی ہے تجے کیا کتا[4]

سنگت نیک کا جاہلاں کو بڈھاوے[5] — برے کی سنگت تے برا بول آوے

سنی ہوں کہ یک شہر کا شہر یار — ملایا تھا درویش کی ایک نار

100 ہمیشہ منگے بھیک او در بدر — چڑایا[6] اسے پادشاہی صدر

ولے بھیک کی اس کوں عادت اچھے — لے کر آکے روٹیاں پور روٹیاں رچے[7]

رکھے لاکے محراب میں یک سدا — منگے اس کنے[8] ہو ہمیشہ گدا

او کھاتی تھی الوان نعمت جتا — منگے باج اس بھیک راحت نہ تھا

وہی خصلتاں تج منے[9] آج ہیں — یو ست[10] عادتاں، تج جنم[11] راج ہے

سنی بات اس کی جو مینا سندر — دیا جوش لو ہو کوں اٹھی بول کر

اتا سن یو، نا چینر گھٹنی جھوٹی[12] — کتی ہوں اتا سن تو بختاں پھٹی[13]

عجب کو چ گھٹنی توں ہے بے دھرم — نہ رکھتی بھرم ہور لیتی شرم

دغا دینے منگتی ہے گھٹنی چھناں — ستی اپنے ست[14] کوں جو رکھا سنبھال

اپس دائی ہو کر سو کرتی مکر — شکر میں زہر، ہور زہر میں شکر

110 منجے مال ہور بخت سوں کام کیا — منجے شاہ کے تخت سوں کام کیا

نہ بھاوے منجے مال، کسوت ہیمن — نہ بھاوے منجے وو جلو راج دھن

توکل رکھی ہوں میں رحمان پر — وہی دینہارا[15] ہے ست[16] کا اجر[17]

کسے قرب ہے مال ہور جان کا — منجے قرب ہے پاک رحمان کا

مرے سر پہ سایہ ہے سبحان کا — منجے پشت[18] ہے اپنے ایمان کا

---

۱ پک گیا ۲ سینہ ۳ خود سمجھ دار ۴ کہنا ۵ سرفراز کرے ۶ چڑھایا ۷ روٹیوں پر روٹیاں رکھے ۸ کے پاس ۹ میں ۱۰ ترک کر ۱۱ زندگی بھر راج کر ۱۲ جھوٹی ۱۳ بدبخت ۱۴ سچائی ۱۵ دینے والا ۱۶ صدق ۱۷ صلہ ۱۸ پشت پناہی۔

رباعیاں

عاشق کو اہانت نہ کر اندیش کوں دیکھ
باطن میں ہے جیون شیر، نہ اس میش کوں دیکھ
جس ہات پکڑ عشق سرافراز کیا
سلطاں تو اس جان، نہ درویش کوں دیکھ

اے یار اگر سانچ توں میرا ہے شریک
ادسن لے تج دل بڈے اد سبلے سیک
توں دور نہ ہو اہل صفا کے در سے
جن دور نیئں اس در سے خدا سوں ہے نزدیک

ہے عشق اگر توں تو نکو میلی ہو
گر عشق ہوئے پاک تو توں چھیلی ہو
بھر نین کی بدلیاں منے انجواں کا تیل
جا یار کے بازار میں توں تیلی ہو

حسن شوقی

اس شاعر کا نام شیخ حسن اور شوقی تخلص ہے۔ وہ بیک وقت کئی درباروں سے وابستہ رہا۔ مثنوی پھول بن کے شاعر ابن نشاطی نے حسن شوقی کا ذکر اپنی مثنوی میں بڑی عقیدت سے کیا ہے۔ اپنے کلام کی داد حسن شوقی سے حاصل نہ کرنے پر دکھی ہے۔

حسن شوقی اگر ہوتا تو فی الحال
ہزاروں بھیجتا رحمت منج ابرال

پھول بن کا سنہ تصنیف ۱۰۶۶ھ ہے۔ جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اس تاریخ سے پہلے حسن شوقی کا انتقال ہو گیا تھا۔ حسن شوقی کی دربار بیجاپور، احمد نگر اور گولکنڈہ میں رسائی کی شہادتیں ملتی ہیں۔ اس نے مثنوی میزبانی نامہ سلطان محمد عادل شاہ بیجاپور لکھی تو دوسری طرف فتح نامہ نظام شاہ احمد نگر بھی قلمبند کی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے محمد عادل شاہ اور سلطان ابراہیم عادل شاہ دونوں کے عہد دیکھے ہیں۔

دیوان حسن شوقی شائع ہو چکا ہے۔ جسے جمیل جالبی نے مرتب کیا اور پاکستان سے شائع کروایا۔ حسن شوقی کی کچھ غزلیں پیش کی جا رہی ہیں۔

غزلیات

لُئیؔ دن ہوے سرجنؔ لکھ کر پتر نہ بھیجا
کچ راز کی نشانی مجھ یاد کر نہ بھیجا

رو رو صبح کیا میں تیری خبر کے آوے
باد صبا کے حاتوں کچھ کہہ خبر نہ بھیجا

لہ بہت۔ سہ محبوب

برہا زہر پیا میں مرنا ہوا ہے میرا — دلبر طبیب آپسیں امرت ادھر[1] نہ بھیجا

خوباں کی انجمن میں لالن[2] ہوا ہے ساقی — نرمئی[3] شراب ہم کوں یک جام بھر نہ بھیجا

"شوقی" شکر شعر کی کھنڈیاں سوں بانٹتا ہے — طوطیِ طبع کوں میرے یک من شکر نہ بھیجا

(۲)

تجہ گال کی سرخی انگیں یاقوت رومانی کدھر — تجہ اشک کے لالے انگیں لعل بدخشانی کدھر

تجہ زلف کے زنجیر تل ہے زرہِ داؤدی زلوں — ہور تجہ رتن حلقہ کنے مہر سلیمانی کدھر

میں یوسف ثانی تجھے سہوا آگیا معذور رکھ — اس ماہِ نورانی کنے دو ماہِ کنعانی کدھر

تیری گلی کی خاک اس ترکیب شمس ہے اے قمر — اکسیر اعظم سامنے نوشادرِ کانی کدھر

"شوقی" ہمارے عشق میں کئی زاہداں مشرک ہوئے — اس مذہب کفار میں تیری مسلمانی کدھر

(۳)

جوبن سو قد سہادے لٹکے جو دھن[4] انگن میں — دو پھول ریاں سوں ڈالے[5] ڈلتے[6] ہیں جوں چمن میں

جب مانگ لا سوارے[7] موتی دمیں منارے — یا چاند سوں ستارے جھانکے ہیں شام کہن[8] میں

---

۱ ہونٹ۔ ۲ محبوب۔ ۳ مصفا۔ خالص۔
۴ عورت، محبوب۔ ۵ ڈالیاں ۶ جھومتے ۷ سنوارے ۸ آسماں

راتے[1] نین سورنگ[2] ہیں دو مست جوں مدن ہیں
کرتے اپس میں جنگ ہیں مکھ نور کے صحن میں

سوہنا[3] الک[4] سو کالا ڈستا سو ناگ[5] یسا[6]
بستا ہے کوڑ بنگالا تج نین کے انجن[7] میں

عشاق آنجوں[8] جھوویں[9] سد کھو دیوانے ہوویں
فرہاد مجنوں رووویں یہ ناز حسن کن میں

دیتا ہے تج الٰہی ناریاں کی بادشاہی
حوراں پریاں میں شاہی تیری ہے تربھون[10] میں

"شوقی" کی ہے پیاری ہنس ہنس کہے سوناری
مشہور غزل تماری جوں شور ہے[11] گگن میں

(۳)

جاناں تجے جو دیک کر بھو[12] چند بھری[13] کہتے ہیں
کوئی حور، کوئی پدمن، کوئی شہ پری کہتے ہیں

تج زلف شب قدر میں جھمکیں سورنگ عزارا
کوئی چاند، کوئی زہرا، کوئی مشتری کہتے ہیں

تج نین کے انجن کوں ہو زاہداں دیوانے
کوئی گوڑ، کوئی بنگالا، کوئی سامری کہتے ہیں

من از فراق رویت رو رو سمند بھر آیا
کوئی گنگ، کوئی جمنا، کوئی ساہ نوری کہتے ہیں

جب عارفاں کی صف میں "شوقی" شعر پڑیا ہے
کوئی خسرو علائی، کوئی انوری کہتے ہیں

---

[1] ڈورے دار مست۔ [2] خوش رنگ، سرخ، خوبصورت [3] زیب دینا۔ [4] زلف [5] بھجنگ۔ سانپ [6] زہریلا۔ [7] کاجل۔ [8] آنسو۔ [9] بہائیں۔ [10] سورگ (بہشت) مرتبہ (دنیا) پاتال (دوزخ) مراد کائنات [11] سورج [12] آسمان [13] بہت [14] عشوہ طراز

ابن نشاطی

مثنوی پھول بن ابن نشاطی کا کارنامہ ہے۔ جسے اس نے تقریباً ۳ ماہ کی مسلسل محنت سے ماہ رمضان میں مکمل کیا جس کا ذکر اس نے مثنوی میں کیا ہے۔ یہ مثنوی ہندستان اور پاکستان دونوں ممالک سے شائع ہوتی ہے۔ بہ قول اکبرالدین صدیقی :—

"مجلس اشاعت دکنی مخطوطات نے پہلی دفعہ ۱۹۳۷ء میں پھول بن شائع کی۔ اس کی ترتیب و تدوین پروفیسر عبدالقادر سروری مرحوم نے کی تھی۔ اس وقت مصنف کے حالات بالکل تاریکی میں تھے حتیٰ کہ اس کے نام سے بھی ادبی دنیا لاعلم تھی۔ اس لیے پروفیسر موصوف نے اپنے بسیط مقدمہ میں اس کے دور کے حالات اور اس کی شاعری کے تعلق سے اظہار خیال کیا اور مثنوی میں جو مواد اس کے متعلق ملا اس کو پیش کر دیا۔"

بابائے اردو مولوی عبدالحق کی فرمائش پر شیخ چاند ابن حسین نے انڈیا آفس کے نسخہ کو بنیاد بنا کر کتب خانہ انجمن ترقی اردو کراچی کے نسخوں سے مقابلہ کر کے اپنا نسخہ مدون کیا۔ جس کی اشاعت ۱۹۵۵ء میں پاکستان سے ہوئی اس نسخہ کی اشاعت سے ابن نشاطی اور ان کے والد کا پورا نام سامنے آگیا ہے۔ ابن نشاطی کا پورا نام شیخ المشائخ محمد مظہر ہے اور والد کا شیخ فخرالدین ہے۔ پھول بن ۱۰۷۷ھ میں لکھی گئی۔ تاریخ تصنیف کے تعین کی بنیاد مثنوی کا مندرجہ شعر ہے۔

انتھا تاریخ تو لایا یہ گلزار اگیارہ سو کوں کم تھے بیس پر چار

بعض نسخوں میں بیس کی جگہ تیس لکھا ہے۔ اگر تیس کو صحیح مان لیا جائے تو تاریخ تصنیف ۱۰۶۶ھ ہوگی۔

تیسری بار یہ مثنوی ترقی اردو بیورو، سے ۱۹۷۸ء میں شائع ہوئی۔ اس میں کل ۲۰۲۲، اشعار موجود ہیں۔ یہ انتخاب اسی نسخہ سے لیا گیا ہے۔

ابن نشاطی گولکنڈہ کا شاعر ہے۔ اس کی مثنوی میں گولکنڈہ کی تہذیب و تمدن کی عکاسی ملتی ہے۔

انتخاب

مثنوی پھول بن

صفا دار اُس کے دیکھ[۱] شہر یک چمن میں
رکھیا ہوں ناؤں[۲] اس کا "پھول بن" میں

اتھا تاریخ تو لایا یہ گلک ار
اگیارہ سو کوں کم تھے بیس[۱۰۶۴] پر چار

خدا کے پاس منگ ہمد، بلندی
نزاکت سُوں کیا میں نقش بندی

لے استاداں کنے[۴] تے معذرت منگ
کریا دیس[۵] بولنے کا نظم آہنگ

کہاں کرنے سکت[۶] مشکل کشائی
کروں بارے طبیعت آزمائی

صفت کنچن[۷] پٹن کی ہے دھری جو گرد[۸] بستی وو
سگل[۹] روئے زمیں میں کیں نہ تھا اس شہر کا ثانی

جو کُئی[۹] ہے باغباں اس "پھول بن" کا
چمن لایا ہے یوں تازہ سخن کا

کنے[۱۰] یک شہر مشرق کے کدِن[۱۱] تھا
کہ اس کا ناؤں سوں کنچن پٹن تھا

حصار اس کا تھا دریا کے کنارے
دِسے[۱۲] خندق ہو دریا تس[۱۳] بند بارے[۱۴]

کنچن[۱۵] کا خوب اسے چوگرد تھا کوٹ
کنچن پورہ کو اس کنچن کی تھی گوٹ[۱۶] 10

کنچن کے تس اوپر تو پاں[۱۷] زنبورے
کنچن برجاں[۱۸] یو کنچن کے کنگورے

کنچن کے تے کنگر، کنچن کی تھی پچ گچ[۱۹]
کنچن کوں گال باندے تھے کنچن برج

کنچن کے تے محل، کنچن کی دیوار
کنچن پر پھر کنچن لیپے تھے ہر ٹھار

کنچن کے تس اوپر توپ ضرب زن
کنچن کے مغربیاں تھے ہور فلاخن

کنچن کی تھی زمین کنچن کے جھاڑاں
گھراں کنچن کے کنچن کے کواڑاں

جدھر دیکھے بی کنچن تھا کنچن تھا
اُسی تے ناؤ اُس "کنچن پٹن" تھا

یتے اونچے تھے اس گھر کے دیواراں
النگ[۲۰] نا سک رہے تھے واں اچھالاں[۲۱]

کدھیں بارا[۲۲] جو چڑھتے اس یو جاوے
ہو ماندا[۲۳] ادم میں آ چڑنے نہ پاوے

---

۱ دیکھ ۲ نام ۳ کے پاس ۴ وہیں ۵ طاقت ۶ سونے کا شہر ۷ چاروں طرف ۸ پورے ۹ کوئی ۱۰ کہتے ۱۱ طرف ۱۲ نظر آئے ۱۳ اس ۱۴ کنارے باڑا ۱۵ سونا ۱۶ کنارے ۱۷ توپ کی جمع ۱۸ برج کی جمع ۱۹ کانچ یا چونے کا فرش ۲۰ پھلانگ ۲۱ آہ و نالے ۲۲ ہوا ۲۳ تھک جاوے۔

گگن کے تل کیتی ایسا شہر نادر — نہیں دیکھے تھے انکھاں کے مسافر
زمیں پر شہر بھی ایسا ہے گر کیں 20 — کسی کاناں کے جاسوساں سنے نیں
عجب تاثیر تھا واں کی ہوا کا — سدا ہنگام تھا نشو و نما کا
سکی لکڑی اگر کوئی لا کو گاڑے — وو لکڑی سبز ہو شاخاں کو کاڑے
بکھیرے تو زمیں پر واں کے کانٹے — وو پھٹتے تھے ہو کر پھولاں کے پھاٹے
محلاں میں چتر اگر کئی لکھاوے — چتر حرکت میں وو درحال آوے
وہاں چشمے بجز نکلے تھے زمین تے — مٹھائی میں مٹھے تھے انگیں تے
اگر یک قطرہ کئی اس نیر کا لے — جو آزمانے کے تیں دریا میں ڈالے
تو اس تاثیر نے سمدور کھارا — عجب نیں تھا میٹھا ہوے تو سارا
سدا خوش حال تھے سب لوگ واں کے — تھے خاطر جمع، واں کے ساکناں کے
ولاں کے آہواں سب کے سدا کال — جفا کے تیر سوں تھے فارغ البال
جتا لیوے بی عشرت کم نہ تھا واں 30 — اتھا سب کچھ ولے یک دک نہ تھا واں
عجب کچھ فیض تھا واں آسمانی — بڈھے پاتے تھے پھر تازہ جوانی
خوشی کا میگ اچھے جم واں برستا — اتھا اس دھات سوں وو شہر بستا

دیکھو اس شہر کے شہ میں اتھے نس دن دو خاصیت
یکے آداب اسکندر دگر ادراک لقمانی

اتھا اس شہر کا اک نامور شاہ — سلکھن سلطنت کے برج کا ماہ
شہاں میں جگ کے اس کوں سروری تھی — جگت کے سروراں میں برتری تھی
نہ تھا ثانی او سے روے زمین پر — تھے اس کے حکم میں سب بحر ہور بر
جو کوئی آوے زمانے کے ستم سوں — سینے سوں لاوے دل کے تاداس کوں
جو کئی ہو خار آوے شاہ کے گھر — تو گل کے ناد دامن ہوئے پر زر

---

۱ نیچے ۲ کہیں ۳ آنکھیں ۴ کان کی جمع ۵ جاسوس کی جمع ۶ سوکھی ۷ زمین میں لگائے ۸ شاخ کی جمع ۹ نکالے ۱۰ نئی شاخیں ۱۱ تصویر ۱۲ کوئی ۱۳ پانی ۱۴ آزمانے ۱۵ نمکین ۱۶ ہر موسم میں ۱۷ دکھ ۱۸ بوڑھے ۱۹ رات ۲۰ اچھے گن والا مبارک ۲۱ لگائے ۲۲ مانند

ستیا تھا ظلم کا شہ کھود بنیاد | دیوے نت داد خواہاں کا اپے داد
جو کٹی ہاتاں کی بیپیاں کوں پسارے | کرے مطلب کے پُر موتیاں دو سارے 40
لیا سو عدل کا نور آپنے ہات | نہ تھی اس دیس میں کیں ظلم کی بات
چرا لیوے کد ھیں جو دھرت میں نیر | دھرت کوں کھود کھاڑے نیر کوں پھیر
جگت تھا باغ، شہ جوں باغباں تھا | ہمیشہ تازہ اس سوں سب جہاں تھا
جو کچھ دھرنا سو سب دھرتا اعتقاد | شہی اس دھات سوں کرتا اعتقاد

بیاں اوس ابر روشن کے ہر اوس درویش عارف کے
دیکھیا سپنے میں شہ اوس کوں محبت دل منے آنی

دیوتن ہارا خبر اس نو ابشر کا | کتا ہے بات سورج ہور چندر کا
بلندی ستے، سُرج پکڑیا جو پستی | کیا مغرب کے جا معبد میں بستی
مشعل لے چاند کا دیں بجار آیا | مصلا جگ پو چندتی کا بچھایا
جو مغرب کی نشانیاں مکھ دکھائے | سو عالم نیند کے سجدے میں آئے
گویاں کے کنج پکڑے سب درندے | ہوے گوشہ نشیں سارے پرندے 50
ہوا حاصل جو راحت کا فراغت | بچھانے پر کیا شہ استراحت
لگی سو نیند سوں دو نین کھلنے | لگیاں پلکھاں سوں پلکھاں کھلنے ملنے
نین کے دو کنول مکھ مونڈ لیتے | بھنور تپلیاں کے تس میں گونڈ لیتے
سو دیکھا خواب میں درویش کوں ایک | دنیا کے عاقبت اندیش کوں ایک
ہے تن پر پیرہن اجلے جھیلے، | کمر باندیا ہے یک باریک سیلے
بندیا ہے چھوڑ شملا، سر پہ دستار | عصا پکڑیا ہے یک رنگیں طرح دار
لیا ہے ہات میں اپنا مصلا | ریاضت سوں کیا ہے دل مصفا
اگرچہ لہو سوں تھا سب آنگ خالی | وے مسجدے کی تھی اس مکھ پہ لالی
کھڑا ہے آگے یوں دربار انگے وو | شہنشہ کے مبارک دار انگے وو

---

[1] خود [2] پھیلاوے [3] کہیں [4] دھرتی، زمین [5] پان [6] نکالے [7] میں [8] دینے والا [9] آسمان [10] کہنا [11] پھینک [12] گوی کی جمع [13] بستر [14] لگ کی جمع۔ [15] پلک کی جمع [16] بند کر لیتے [17] اندر بند کر لینا، قید کر لینا۔ [18] تہ بند۔

کھڑے اُٹھتے ہیں جوں ہریک کئی آ 60 رضا کی انتظاری سات گویا

بیان کردن بلبل پیشِ پادشاہ

بھلا ہے دکھ مرا کئی تا سنے تو
اگن کے پھول میرے تاپنے تو

کسے کوں درد دیو دل میں جو ہے پیڑ
زمین ہے سخت ہور اسماں ہے دور

وہی جانے یو دکھ جس پر گھڑیا ہووے
جو کئی برشہے کے پھاندے میں پڑیا ہووے

پچھاڑیاں غم سوں کیوں کھاتا ہے دل
وہی بوجھے گھڑیا ہے جس پو مشکل

نہ کئے جاتا نہ آتا ہے کئے میں
نہ کئے میں فائدا نا چپ رہنے میں

ہریک تلتل ہو کر جیاتا ہوں پیلا
پرت میں نیں مرا چلتا ہے حیلا

کہوں یوں بات کیا میں جیب پر لیا
کہے تو بات کس سوں فائدا کیا

نین بلبل کے غم سوں شاہ کہ نم
ایس کے دو کنول تے کار شبنم

کیا اے غم کے بن کے درد کے جھاڑ
اورنگ پر کام اپنا توں نکو پاڑ

تسکر بن کھائے نیں ہوتا سٹا کام
نہیں پڑتا ہے سچ بے مشورت کام 70

مرے دھر بول اپنے جیو کی بات
کہ شاید کام تیرا ہوے منج بات

سنایا شہ اگے بلبل جو کچھ مطلب اتھا اپنا

دیکھیا سو عشق کی شدت ہوا سو روپ طرانی

دلاسا شاہ تے بلبل جو پایا
زبان مطلب کے باتاں سوں اُچایا

لگیا کہنے اول گذرے سو باتاں
برا اس نین سوں کیتا سو گھاتاں

مرا تھا باپ سوداگر ختن کا
نہ تھا پروا اسے کچھ مال و دھن کا

---

۱ سہتے ۲ کوئی ۳ کوئی ۴ آگ ۵ کیوں ۶ یہ ۷ جدائی ۸ کہا ۹ کہنے ۱۰ کہنے ۱۱ پل پل ۱۲ پیہ ۱۳ زبان ۱۴ نکال ۱۵ آنسو ۱۶ کیا ۱۷ دیر ۱۸ تاخیر ۱۹ مت ۲۰ ڈال ۲۱ نہیں۔ ۲۲ پاس ۲۳ کھولا (اٹھایا) ۲۴ کرتا

بڑا تھا بھوت سب سوداگراں میں ۔ اتھا مشہور سالم بندراں میں

مناں سوں تھا روپا کھنڈیاں سو سنا ۔ تھے لاکھاں اشرفیاں کرڑاں سوں ہنا

قماشاں کے جدھر دیکھے بی بستے ۔ رچے تھے دو کاناں پر دو رستے

ہریک کا لک کے ہریک کے اوپر نمول ۔ رکھے تھے سب نمونے کے بدل کھول

80 حریر دیا فت سالو شری صاف ۔ مشجر، تاختہ، دارائے زربافت

ملمبق، نیلک دسقلات و مخمل ۔ قلم کاریاں و چھینٹاں ہور ململ

پیمبر وار چھینٹاں ہور سوسیاں ۔ تھے شالاں خوب کشمیری دلوسیاں

یو نا ہو کر بی سودے تھے دریائی ۔ ہے جس میں فایدا دیوڑی سوائی

تے چلتے تھے کشتیاں ہور کھڑے تھے ۔ دریا گرمی سوں سک کے گد گڑے تھے

یتے اس قافلاں کے تھے سکیناں ۔ نڈھو سک تنگ آئے تھے زمیناں

ستم دو دن جو گاڑیا تھا گڑا دا ۔ پڑے تھے بندراں سالم پڑا دا

کدھیں سودا لے کر جاوے عرب کا ۔ کدھیں شیشے لے کر جاوے حلب کا

کدھیں سودا لجاوے روم سوں شام ۔ کدھیں جاتا بنگالے پرتے آسام

کدھیں واسط سوں جاوے سفرائن ۔ کدھیں جاوے صفاہاں تے مداین

90 کدھیں تبریز تے شروان جاوے ۔ کدھیں ہمدان سوں کاشان جاوے

کدھیں ارمن سوں جا منزل کرے طوس ۔ کدھیں اترے جو یک منزل اچھے اودس

کدھیں اچھتا مقام اس کا سرا ندیل ۔ کدھیں شیراز اچھتا ہور اردبیل

---

١ بہت ٢ سبھی ٣ بندرگاہوں ٤ من کی جمع ٥ پیمانہ۔ ٢٠ من کی ایک کھنڈی۔
٦ سونا ٧ من کی جمع ٨ سجائے ٩ دوکان کی جمع ١٠ راستے ١١ لکھکر ١٢ قیمت
١٣ ۔ ١٤-١٥-١٦-١٧-١٨-١٩-٢٠-٢١ قیمتی کپڑوں کے نام ٢٢ بیل بوٹے والے کپڑے ٢٣ ایک قسم کا دھاریوں والا کپڑا جس سے عورتیں بہت زیادہ گھیرے والا لہنگا بنا کر پہنتی ہیں ٢٤ شال کی جمع ٢٥ یہ ٢٦ علاوہ ٢٧ سامان خرید و فروخت ٢٨ دریا کے ٢٩ دیڑھ گنا ٣٠ سواگنا ٣١ اتنے (زیادہ) ٣٢ سوکھ۔ خشک ٣٣ نیم پانی۔ نیم مٹی ٣٤ سکونت اختیار کرتے والے ٣٥ بوجھ اٹھا نہ سکنے ٣٦ بندرگاہ کی جمع ٣٧ پڑاؤ ٣٨ کبھی ٣٩ ستے (?) ۔

وطن کر چند روز اچھتا ختن میں — کدھیں دُکان لکھوے جا یمن میں
کدھیں شیراز سوں جاتا دما وند — کدھیں جاتا بخارے سوں سمر قند
کدھیں کابل[1] تے یہ لاہور جاتا — کدھیں مانڈو کدھیں ماہور جاتا
تجارت کے بہت سودات[2] سوں وو — گیا یک مرتبہ گجرات کوں وو
انتھا یں اس سفر میں اس کے سنگات — انند ہور ذوق عشرت دن رات
مری اس وقت تھی اوّل جوانی — لوہی[3] اپنڑی[4] تھی[5] تجہ کوں شادمانی
جوانی کے برس سو بیس لگ[6] ہے — بندھے ہیں حد بڑے تا تیس لگ ہے
کہے ہیں با ضرورت تا چہل سال — ۱۰۴ بڑیاں کوں ہے سچ پیلاڑ کا حال
اتھی اس ٹھار پر زاہد کوں بیٹی — بڑی یک خوب گئی عابد کوں بیٹی
چتر ، چنچل ، سرگ ، کنتل ، سہانی — نہ اس کوں کوئی تھا صورت میں ثانی
بھواں[7] کوں کیوں کہوں محراب تھے کر — دو کاں[8] ہے نورِ محراباں[9] کے اوپر
چندر آدھا کہوں میں پیشانی — چندر آدھا نہیں ویسا نورانی
کہوں کیوں اس کے میں پلکھاں کوں تیراں[10] — ہوئے نین[11] کوئی تیراں کے اسیراں[12]
نین[13] کوں نرگساں کہتا ہے ناساز — چمن کے نرگساں میں کاں ہے وو ناز
نین نرگس گنے کا سو ہے زوری — کہاں ہے نرگساں میں لال ڈوری
کلی چنپے کی کر ناسک[14] کوں بولیا — دے تشبیہ میں ناسک کوں . لو لیا
کہوں رخسار کوں کیوں اس کے لالا — ہر یک لالے کے در میانی ہے کالا
ادھر کوں لعل تھے کر کیوں کہوں میں — ۱۱۰ وو نرمی تاز کی کس لال میں نیں
دشن[15] کوں کیوں کہوں اتار دانے — اسے اس پر دیوانے موکو دانے[16]
تھڈی[17] کے سار[18] جگ میں سیب کاں[19] ہے — یو اس میں عشق کا آسیب کاں ہے
کہوں جو بن کوں کیوں میں قبۂ نور — ہے قبے نور کے ، اس پر ، بلا دُور

---

[1] سے [2] سامان [3] نی۔ [4] حاصل ہوئی [5] تھی [6] تنگ [7] بھوں کی جمع [8] وہ کہاں [9] محراب کی جمع [10] تیر کی جمع [11] نہیں [12] قیدی۔ اسیر کی جمع [13] آنکھ [14] ناک [15] دانت [16] عقل مند۔ داناگوں [17] تھوڑی [18] آنکھ [19] کہاں۔

ہنسے[1] پھل گیند[2] تج[3] آتا ہے اگمان[4] — کروں گا پھول کے گیند اس پو قربان
کہاں ہے کروڑاں[5] میں اس کے آثار — سٹوں میں کروڑاں کوں اس پہ تے وار
کمر کوں[6] یوں کہوں میں اس کی شرزا — کمر کے سامنے شرزا ہے، ہرزا
سرو تھا یوں کہوں میں اس کے قد کوں — انپڑنے کاں سکت اس قد کی حد کوں
میں سرتے پاؤں لگ اس موہنی کا — کہ تھا یوں[7]، کیا صفت کر سکوں گا
جو کوئی اس چال کو ہنس کر گیا[8] ہے — ہنسو گر تس[9] پہ ہنس ہنس کر گیا ہے
120 ہوس[10] اس دیکھنے کا ج کوں آیا — تماشے کوں مرا دل سر اُچایا[11]
جو یاد آتی اتھی وہ چلبلی[12] منج — تو ہوتی تھی سینے میں گدگلی منج
پیاری کا پرت پیارا لگیا سو — پرت کا ٹھنڈ ہور بارا[13] لگیا سو
اوّل تھا حال کچ آخر ہوا ہور — پرت کی چٹ پی مج کوں لگی زور
لگے چشمے ہو کر نیناں[14] ابلنے — لگیا جیوں شمع ہو کر جیو جلنے
کلی تمنے[15] ہوا دل تنگ ناشاد — ہوا ٹکڑے گریباں پھول کے ناد[16]
دھوئیں[17] آہاں کے ہو سر پر بدل[18] چھائے — گرم بھاپاں[19] سوں ہونٹاں[20] پوچھلے[21] آئے
ضعیف ایسا ہوا اس درد سوں میں — اجل منج پیرہن میں ڈھنڈ سکے نیں
جو اس کوں، دیکھنے کا منج ہوا ذوق — جو آیا دل منے میرے اَبل شوق
ہر یک نس[22] جاؤں اس دھن[23] کی گلی کوں — ہلو چھپ کر دیکھوں اس اچپلی کوں
130 سینے میں دم کوں اپنے سانڈ[25] لے کر — کمر کوں اپنی دامن باندھ[26] لے کر
نہ دیکھے کوی تیوں آہستہ ڈگ ڈگ — چلوں اس کاند[27] تھے اس کاند کوں لگ
بکیلا اوس گلی میں گئی نہ دوجا — چلوں ہیں چندنی کی دھوپ میں جا
کر اوس چندر بدن کے گھر طرف موں — ہر یک نس نین کے تارے بکھیر دوں
ہر یک شب غم سوں وہ مرجو اچھے جاں — دھوئیں سوں آہ کے باندوں کھلا دال[28]

---

[1] کہنے [2] گیند کا پھول [3] قیاس، گمان [4] جو [5] کروڑوں [6] کو [7] جس طرح تھا [8] کہاں [9] اس
[10] آرزو و خواہش [11] اٹھایا [12] چنچل [13] ہوا [14] آنکھیں [15] مانند [16] طرح مانند [17] آہ
کا دھواں [18] بادل [19] بھاپ [20] ہونٹ [21] ابلے [22] دن [23] محبوب [24] آہستہ [25] روک کر
[26] باندھ [27] دیوار [28] وا ترے۔

کروں ہر شب نیں سوں آب پاشی ۔ اسشکں سوں کروں ہر دم فراشی
کیتک دن کے پچھے امید کا سور ۔ مرے بختاں کے ننیاں کوں دیا نور
نفیساں منجہ سوں جو آخر ہوے یار ۔ مرے طالع کرایا، سورگ بار
یکایک جھانک کر دیکھی مجھے نار ۔ مرے ہور اس کے دو دیدے ہوے چار
نظر کا باز اڑیا سواب نہ رک سک ۔ ہوا میں حسن کی اس کے رہا تھک
140 گیا سو دشت کا آہو نکل کر ۔ پڑیا اس مکھ کے گلشن میں پھسل کر
اسے دیکھ عشق سوں میرا اجھلیا دل ۔ ہمن دونو کے دل رہے یک ہو مل
ہوی سو مہرباں آخر پری زاد ۔ کروں جیوں یاد میں دو بی کرے یاد
کدھیں میں سر سوں چلتا جاوں اس لک ۔ کدھیں دو بی رکھے مجھ نین پر پگ
کدھیں میں اس کے جاتا تھا قدم گن ۔ کدھیں میرا کرے گھر دو بی روشن
کدھیں انپڑاوں میں اس گھر لجا کر ۔ کدھیں انپڑادے دو بی منجہ گھر آ کر
کدھیں اس دھات سوں نس سب گذرتے ۔ کدھیں جا پر رہتے لوگاں کے ڈرتے
کدھیں کئی نا سے تیوں بات کرتے ۔ ہلو باتاں اشارت سات کرتے
کدھیں دیکھ مسکیاں میں دونوں آتے ۔ یکس کوں ایک نظراں میں چراتے
کدھیں دیکھیں یکس کا ایک دیدار ۔ پسار آنکھاں پلک کوں نا پلک مار
150 بہر حال اس سند سوں مل ہمیں دو ۔ محبت سوں رہے تھے ایک دل ہو
یکایک یو خبر زاہد کوں انپڑا سے ۔ یوں اس کے ڈھیر جا چاڑی کوئی کھائے
نہیں کچ خوب چاڑی کا ہے چالا ۔ ہے چاڑی خور کا موں جگ میں کالا
نہیں آتی ہے چاڑی خوش خدا کوں ۔ نہیں بھاتی ہے چاڑی مصطفیٰ کوں
نہیں چاڑی علی رکس تے قبوے ۔ بزرگاں کوئی نیں چاڑی پو چھوے
لگیا زاہد خبر سن تلملانے ۔ الیس میں آپ پچھاڑیاں غم سوں کھانے

---

1 آہ 2 بعد 3 سورج 4 بخت قسمت 5 آنکھ 6 بہل گیا 7 ہم 8 کبھی 9 تک 10 پاؤں 11 پاس 12 پہنچاؤں 13 دن 14 لوگ کی جمع 15 کوئی 16 آہستہ 17 بات کی جمع 18 مسکراتے 19 نظر کی جمع 20 پھاڑ 21 آنکھیں 22 پہنچانے 23 ادھر 24 چغلی

حیا پر کا اُٹھیا کر حسن کو سرپوشش ‏ ‏ ہوے اس ہوش کے طبقاں فراموش

ملکیا ہے سو انپڑتا ہے ولیکن ‏ ‏ مہتانیں جیو رووے ہور نپے من

بڑیا سو شرم کا گوہر نکل کر ‏ ‏ دریا غیرت بکرا آیا اُبل کر

پیہ دیکھو آبرو جگ میں نفیباں ‏ ‏ اُچاٹے آبرو کی آگ جیباں

کہیں جیو تے پیارا اہے شرم ‏ ‏ 160 ‏ ‏ خدا سب کا رکھن ہارا اہے شرم

ہو کر سب خلق کی کثرت سوں پنہا ‏ ‏ وو جا حجرے میں خلوت سوں تنہا

کھڑیا یک پاؤں پر ہو سرو کے دھات ‏ ‏ پسارا اپنے دو ہت جیوں ڈاگ کے پات

لنگیا صورت ہماری ہونے تبدیل ‏ ‏ منگیا صورت ہماری ہونے تبدیل

تھے رحمت کے کھلے اس دن کواڑاں ‏ ‏ کھلے تھے فیض کے اس پھن کو اڑاں

دعا جیوں تیر ہو، اس کی ، سحر کی ‏ ‏ پسر نیئی ساتوں انبر کے گذر گئی

اجابت کے نشانے پر لگی سو ‏ ‏ قبولیت کے شانے پر لگی سو

ہوا ہیں ملیتی کسوت سوں بلبل ‏ ‏ ہوئی زاہد کی بیٹی صورتِ گل

رہی تھے توتے منج میں درد ناکی ‏ ‏ گئی نیں توتے اس کی سینہ چاکی

ہے منج میں توتے سنبل کے نمن تاب ‏ ‏ دو نرگس کے نمن ہے توتے بے خواب

دعا سوں ختم بلبل بات کوں کر ‏ ‏ 170 ‏ ‏ کہیا یوں مختصر اس دھات کوں کر

کہوں کیا میں تجے معلوم ہے سب
مرے سو بخت ہور تیری نظر اب

(توتے = tau-te *)

لہ طبق کی جمع لہ من روئے اور جا بغیر نہیں رہ سکتا لہ اٹھائے لہ بڑھائے لہ رکھنے والا لہ چھپ گیا لہ مانند۔
لہ پھیلایا لہ-لہ کنول لہ پتے لہ گھڑی لہ اسمان لہ ( ) لہ تب سے ۔

رستمی

کمال خاں رستمی بیجاپوری نے دکنی زبان میں ایک رزمیہ مثنوی تصنیف کی تھی جو حقیقت میں فارسی شاعر ابن حسام کی فارسی مثنوی "خاورنامہ" ۸۳۰ھ کا منظوم ترجمہ ہے جسے رستمی نے بیجاپور کے سلطان علی عادل شاہ کی والدہ خدیجہ سلطان شہربانو کی فرمائش پر دکنی زبان میں تصنیف کیا تھا۔ رستمی کے لفظوں میں دکنی "خاورنامہ" کی تکمیل ۱۰۵۹ھ میں ہوئی تھی جسے شیخ چاند حسین نے مرتب کر کے ۱۹۶۸ء میں ترقی اردو بورڈ، کراچی سے شائع کیا۔

سہ نبیؐ کی جو ہجرت تے کیتا خیال ہزار یو پچاس ہور نو کے تھے سال

رستمی کا "خاورنامہ" جو چوبیس ہزار اشعار پر مشتمل رزمیہ مثنوی ہے یہ اردو کی سب سے ضخیم مثنوی کہی جاسکتی ہے بلا حسین کے ہیرو حضرت علیؓ ہیں۔ یہ مثنوی قصۂ امیر حمزہ کی داستان سے مماثل ہے۔ رستمی کے متعلق اسی کے کلام اور بیان کے سوا جو "خاورنامہ" میں موجود ہے کسی دوسرے بیرونی ماخذ سے کوئی معلومات نہیں ملتیں۔ رستمی کے بیان کے مطابق اس کے والد اسمٰعیل خاں دبیر عادل شاہی دربار میں دبیری کے عہدے پر فائز تھے اور ان کو شاہی دربار سے خلاط خان کا خطاب حاصل ہوا تھا اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ رستمی کی تعلیم و تربیت سلیقہ سے ہوئی ہوگی۔ چونکہ چھوٹی عمر ہی میں اس کو عربی و فارسی علوم پر کافی عبور حاصل ہوگیا تھا لہٰذا اس نے فارسی میں بھی شعر کہے ہیں۔ فارسی مثنوی "خاورنامہ" کا دکنی زبان میں منظوم ترجمہ کر دینا اس کی قادر الکلامی کا بیّن ثبوت ہے۔ اس مثنوی کے علاوہ رستمی کے قصائد غزلیات و مرثیے لکھنے کی روایت ملتی ہے۔

"خاور نامہ" کی ابتدا حمد سے ہوتی ہے اس کے بعد خدا کی قدرت کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا گیا۔ بعد ازاں نعت و منقبت ہے۔
"صفت مدینہ" کے تحت جو اشعار ہیں وہ بھی نعت ہی کا حصّہ ہے۔
خاور نامہ کا مخطوطہ صحیح حالت میں ملتا ہے۔ جو انڈیا آفس لندن میں موجود ہے۔
اس مثنوی کا مرکزی خیال بہ قول ممتاز حسین :۔

"خاور نامہ حضرت علی کے جنگی کارناموں کی خیالی داستانیں ہیں جن میں دیوؤں، جادوگروں، آدم خوروں اور مختلف بادشاہوں کا تذکرہ ہے، یہ داستانیں داستان امیر حمزہ کے نمونے پر تصنیف کی گئی ہیں۔ رستمی کا ترجمہ بہت اچھا اور صحیح ہے اس کی زبان سادہ، سلیس اور زود فہم ہے۔ اشعار میں روانی ہے۔ مترجم نے ترجمے کو مشکل الفاظ سے بچایا ہے" (خاور نامہ صہ ا)

اُردو کے رزمیہ سرمایہ ادب میں خاور نامہ کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں، ویسے اس مثنوی میں جو واقعات بیان کیے گئے ہیں وہ بڑی حد تک فرضی ہیں مگر اس مثنوی کے ذریعہ اس دور کی زبان اور ادبی کا تحفظ ہوگیا ہے اور یہ ترجمہ کا ایک بہترین نمونہ ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی اس مثنوی کے بارے میں متوازن رائے رکھتے ہیں:۔

"۔۔۔۔ یہ تخلیقی اور شاعرانہ عمل مثنوی میں جگہ جگہ ملتا ہے اور رستمی کے ترجمے کو اُردو ادب کی تاریخ میں ایک اہم مقام دیتا ہے، ترجمہ اتنا اچھا اور زوردار ہے کہ قدیم زبان و بیان کے معیار سے دیکھا جائے تو اصل معلوم ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے رستمی اس دور کا ایک بڑا نام ہے"
(تاریخ ادب اُردو صہ ۲۷۱)

مثنوی خاور نامہ

صفتِ مدینہ

جو مکے ضرب روضہ اُس[1] محترم
او مکّی[2] ہور[3] اس کوں[4] ہے یثرب[5] حرم
صفا مروہ دائم ہے اس سعی تھی
یو حج عمرہ ہے رسم اس کا سبھی
دھرے[6] شرح، سرتاج شاہاں تہیں[7]
سزاوار یٰسین[8] و طٰہٰ تہیں
فلک ہے سو منڈپ[9] تری قدر کا
زمیں تخت، ہور فرش ہے صدر کا
ترے گھر کا پردار[10] روح الامیں
کیا اُس اسی کام جانِ آفریں
تُو[11] لولاک کے تاج کا تاجدار
تری باس ستے[12] خوش نسیمِ بہار
ترے شملے[13] ستے باس[14] پاکر شمال
نسیمِ صبا[15] کوں دیوے گوشمال[16]

---

[1] اس کا [2] مکے میں نازل ہونے والی آیتیں۔ [3] اور [4] کو [5] مدینہ کا قدیم نام [6] قایم کرنا [7] تمھیں کو [8] قرآن مجید کی دو سورتوں کے نام جو مکہ میں نازل ہوئی تھیں [9] سرپر کا سایہ [10] پروردہ [11] تو [12] خوشبو سے [13] طرّہ، عمامہ [14] خوشبو [15] صبح [16] کان کھینچنا۔

جو سنبل کوں تج باو[1] برہم کرے
سنبل باو کوں مشک کا دم بھرے
علم نو ترا فتح عجم پر کیا
تجھ اِتنا فتحنا جداں[2] سے[3] دِیا
تجھے فتح دشمن پو[4] ہے دِین کا
دعا کر عطا ہے تجھ آمین کا
توں ہے سرو، قامت ترا مستقیم[5]
ہمن[6] ہات[7] دامن پونہ[8] تجھ معتصِم
ترے مکھ[9] تھے عالم کوں ہے بھی بہار
ترا قد ہے جوں سرو در لالہ زار
جو گیسو[10] تھے[11] تجھ باس[12] ہے مشک ناب
ترا مکھ تو ہے مطلع آفتاب
ترا لب سو چشمہ ہے آبِ حیات
خضر ہے سو[13] رکھوال[14] اس آب[15] سات[16]
جو او[17] بد گہر نے ہوا بد لگام
کیا لب تھے تجھ سنگ[18] کوں لعل فام
پتھر کیوں گہر کے برابر ہووے
پتھر بھی گہر کوں اگرچہ سیوے[19]
اوّل آفرینش میں توں مقتدا
پس انبیا ہے و لے پیشوا

---

[1] ہوا۔ [2] بزرگوں: جد کی جمع۔ [3] سے۔ [4] پر۔ [5] مستقیم۔ [6] ہمارے۔ [7] ہاتھ [8] پر۔ [9] چہرہ [10] بال [11] سے۔ [12] خوشبو۔ [13] اس لیے۔ [14] نگہبان۔ رکھوالا [15] آب حیات [16] ساتھ۔ [17] وہ۔ [18] قیمتی پتھر۔ [19] جسم کی حدت دے کر تولید کا عمل پورا کرنا۔ جیسے پرندے اپنے انڈوں کو سینکنے کے بعد چوزے پیدا کرتے ہیں۔

توں موجود تھا جو[1] کہ آدم نہ تھا
توں پیدا ہوا جو[1] کہ عالم نہ تھا
توں پیدا اتھا[2] جو کہ کونین[3] نیں[4]
سرا[5] پردۂ قاب و قوسین نیں
یو[6] سب آفرینش ہے تیرا طفیل
توں سرخیل، یو سب ہیں تیرا اچ[7] خیل 20
توں آپی[8] حیاتی سو[9] میں خاک ہوں
تجے[10] بندہ بی[11]، جیو[12] منتوں[13] چالاک ہوں
مری ماٹی[14] پو[15] پاتی ہو کر گزر
منجے[16] رکھ اپس[17] پانو[18] کی ماٹی[19] کر
جو نعلین[20] تجھ، تاج کر سر رکھوں
فلک تھے اپس[21] سیس اونچا کروں
اگر لطف کی توں کرے مجھ نظر
تو خورشید تھے بہوت[22] ہوئے مجھ قدر
جو دولت تری باٹ[23] دکھلائے مجھ
گدا ہوں، وَلے شاہی بی[24] آئے مجھ
توں ہے پادشاہ، مجھ گدا کوں نواز
قبول کر توں مجھ بے نوا کا نیاز
عجب نیں[25] ترے لطف تھے، اے کرام
جو عالم اُپر[26] لطف تیرا ہے عام

---

۱ جب ۲ تھا ۳ دنیا ۴ نہیں ۵ شاید دوسرا ۶ یہ ۷ تیرے ہی ۸ آپ ہی ۹ اور ۱۰ تیرا ۱۱ بھی ۱۲ دل ۱۳ سے ۱۴ ماٹی، خاک ۱۵ پر ۱۶ مجھے ۱۷ اپنے ۱۸ پاؤں ۱۹ خاک ۲۰ قدم ۲۱ اپنا سر ۲۲ بہت ۲۳ راستہ شریعت ۲۴ بھی ۲۵ نہیں ۲۶ اوپر۔

عقل کوں[1] تو اِس بات زہرہ نیں
نہیں بولتا ہوں جو مجھ بہترہ[2] نیں
ترے لطف سوں[3]، اے نبیِ خدا
نظر لطف کی کر کر[4] رحمت دِکھا
مُطیعاں[5] کوں تیرے[6] عمل خوب دے
عمل خوب عالم کوں مطلوب دے 30
بغیر از گنہ[7] مجُ کوں تو پیشہ[8] نیں
توں بخشا[9] نہار اہے، اندیشہ نیں
توں درگاہ میں اپنی، مجھ باٹ[10] دے
نظر لطف کی مجھ اُپر[11] توں رکھے
اگر توں قبول[12] لے، غلامی کروں
ترے ناؤں[13] سے نامہ[14] نامی کروں
مرا نامہ نامی ہو[15] تجھ ناؤں سوں
بُلند ناؤں ہونے سزاوار ہوں
ترے لطف تھے[16] میں اُچھوں[17] نام دار
جو دولت ہے تجھ ناؤں کا مجھ مدار
ترے ناؤں کا یاد بس ہے مُنجے[18]
ترا ناؤں سو ہم[19] نفس ہے منجے 36

---

[1] کو [2] علم [3] سے [4] کر کے [5] مطیع کی جمع [6] اپنے [7] گناہ [8] کام [9] معاف کروانے والا [10] راستہ، جگہ [11] اوپر [12] قبول کرے [13] نام [14] ناموری [15] یہ [16] سے [17] ہو جاؤں [18] مجھے [19] ہر وقت کا ساتھی۔

آغازِ داستان

جوں خاور زمیں سب مسخر کیا
منگے[1] دل تیوں[2] اس کوں[3] تمام جا لیا

اتھا[4] ایک او[5] ماہ لشکر سنگات[6]
آسودہ[7] کیا لشکر اور اپنی ذات

دکھیا[8] رات روشن[9] دلی سوں[10] بہ خواب
جو روشن ہوا مشعلِ آفتاب

پیمبر آئے آشکارا وہاں
تبسم کیے آکر دیکھے عیاں

انو[11] بولے: "اے دیدیاں[12] کی روشنی
دِوا[13] دل کا، ہور[14] نورِ چشمِ منی[15]

جو جاتا ہے تو قہر ماں کوں بہ جنگ
توں جا بیگ[16] ہور نا کر اس میں درنگ

گزر جاگا[17] لشکر جوں از آب شور
وہاں تھے گزر کر بہ کوہِ بلور

سلیماں مرے تائیں[18] کچھ یادگار
رکھے ہیں لجا[19] کر دراں[20] کوہسار

توں اس تحفہ کوں لیا[21] کر دینا بہمن[22]
چو خوش ہوگا دِل میرا اور انجمن"

۱۵ ہوا جوں کہ ہشیار حیدر ز خواب
اُنے[23] چھڑکیا[24] دیدیاں[25] تھے مکھ[26] پر بی[27] آب

دُوجے[28] دن اجِت[29] جوں کہ دکھلایا چہر[31]
دُنیا کیتا[32] روشن اُسی سوں سپہر

دیا پاچ[33] تھے جوں کہ یاقوت زرد
دِیا زر کا پانی[34] آ بنے لاجورد

---

۱ مانگے ۲ ویسے ہی ۳ کو ۴ تھا ۵ وہ ۶ ہمراہ ۷ آسودہ ۸ دیکھا ۹ دلِ روشن ۱۰ سے ۱۱ وہ ۱۲ دیدہ بمعنی آنکھ کی جمع ۱۳ دِیا، چراغ ۱۴ اور ۱۵ آنکھ کی پتلی ۱۶ جلدی ۱۷ جائے گا ۱۸ لیے ۱۹ لے جاکر ۲۰ اندر ۲۱ لا ۲۲ مَن سے ۲۳ اُس نے ۲۴ چھڑکا ۲۵ سے ۲۶ چہرہ منھ ۲۷ بھی ۲۸ تلفظ = دُجے بمعنی دوسرے ۲۹ جو جیتا نہ جا سکے، ناقابلِ تسخیر ۳۰ سورج ۳۱ چہرہ ۳۲ کیا ۳۳ قیمتی پتھر ۳۴ آبِ زر

سنواریا اسی وقت حیدر سپاہ
او آہن کی بیت قبا اور کلاہ

اد گرداں سوں بولیا کہ ہے آج کارا
اگریں دیکھیں کرتا ہے کیا روزگار

لجاتا ہوں میں قہرماں کوں سپاہ
اسی جاگے کرتا ہوں دنبال شاہ

تمام قہرماں کوں بی ہت لیاؤں گا
بد اندیش کوں جھگڑا دکھلاؤں گا

اسی وقت او سعدیل کوں کہیا
بد اندیش اِس ٹھار توں ئیں رہیا

توں آسودہ اچھ اندریں بوم و بر
زمانہ کیا لیاتا ہے دیکھوں بسر

اگر آگا دشمن بی کچھ جنگ سوں
تو کھولوں گا اس کے اُپر جنگ کوں

جگہ راکھ توں شیر از بدگماں 20
جو میں جا کر آتا ہوں از قہرماں

سپہ کوں جو لیایا تھا او از عرب
دیا ان کوں سالار عالی نصب

ولایت اُنے سعد کوں سب دیا
وہاں تھے سپہ لے کر اپی چلیا

سنواریا او کشتی چوں چشم خروس
او کشتی کے اُپرال باندیا بی کوس

وہاں تھے جندا کا لیا ناؤں اُن
چلیا پانی میں چھوڑ کر ٹھاؤں اُن

چلایا جوں کشتی او آب اندروں
گیا کشتی میں جوں کہ او از بروں

نگہبان کشتی کا دیکھ کر گزندا
کھینچیا بادباں ایک اوپر بلند

دمامے کے ڈر تھے و آواز زنگ
ڈرے پانی میں نالہ کیتے اہنگ

چلی رات دن یو پنج کشتی بی تیزا
او دس دن کوں اُپنچی بر رستخیز

جو دسویں کو بادِ مخالف اُٹھیا
واں کشتی کوں ڈبنے کا ڈر آگیا

---

۱ اپنے ملس سے ۲ پہننا ۳ بولا ۴ سے ۵ جاتا ۶ جگہ ۷ بھی ۸ ہاتھ ۸ کہا ۹ جگہ

۱۰ نہیں ۱۱ رہا ۱۲ رہ ۱۳ الٹا ہے، دکھلاتا ہے ۱۴ آئے گا ۱۵ بھی ۱۶ جنگ کی نیت سے

۱۷ اوپر ۱۸ رکھ ۱۹ لایا ۲۰ نسب ۲۱ اس نے ۲۲ اوپر ۲۳ باندھا ۲۴ نام ۲۵ چلا

۲۶ مقام ۲۷ تلفظ، کھینچیا ۲۸ کیے ۲۹ یوں ہی ۳۰ پہنچی ۳۱ دسویں دن ۳۲ ڈوبنے۔

اٹھیا یونچ واں موج بر رُوئے آب — 30 — جو ڈوبنے کوں کشتی ہوئی واں شتاب
واں بلٹ چھوڑ کشتی چلی ہے کدر — کئے غم تھے خوں نامداراں جگر
تمام دریا کے موں پر سب موج تھا — ہر یک موج دریا کا بر اوج تھا
واں پانی کا نعرہ، ہور آواز باد — تزلزل تمام دریا میانے نہاد
نگہبان لنگر کوں چھوڑیا در آب — جو ہونے منگی غرق کشتی در آب
طناب اس لنگر کی بی تکڑے ہوئی — پانی میانے کشتی تو چھکڑے کئی
ہوا کشتی میں اُس وقت یک خروش — نہ دل نامداراں کوں انپڑیا نہ ہوش
نگہبان کشتی کا رویا بی زار — اُنے کھایا اپنے اُپر زینہار
قضا جوں تلیں آیا از چرخ پیر — نئیں ہے بغیر از رضا دست گیر
نئیں آرام تھا کشتی کوں، باد تھی — اسی وضع سوں او ڈونگر کوں لگی
ماری باد کشتی کوں ڈونگر پر سخت — 40 — ہوئی کشتی اُس ٹھار پر لخت لخت
ڈُبیا درمیانی اُو سارا سپاہ — خبر کشتی کی ہوئی زماہی تا ماہ
ڈُبی کشتی او جا کر در ر و د بار — اُپر آئے نئیں دس تھے یک بو کنار
دِلاور ہوا دیکھ دریا بیتاب — کر ہوئی عمر کی کشتی تو غرقِ آب
کھینچیا بادباں کوں اُنے تا بہ اوج — ڈریا نئیں او از جنبش باد و موج
کی کرتا ہے دریا کے میانے درنگ — ہو غرقاب تھے کشتی بی آئی تنگ
کھیئے رہنا اس ٹھار کارِ بدست — جو یو تنگ کشتی نہ جائے نشست
ابو المحجن ہور حیدرِ نامور — سُٹے دریا کے موں اُپر، او سپر

---

۱ اٹھا ۲ یوں ہی ۳ ڈوبنے ۴ راستہ ۵ کدھر ۶ ۔ ۷ منہ، سطح
۸ مانگی، لگی ۹ ؛ ۱۰ بھی ۱۱ درمیان میں ۱۲ پہنچا ۱۳ اس نے
۱۴ اوپر ۱۵ نیچے ۱۶ نہیں ۱۷ پہاڑ، چٹان ۱۸ مقام ۱۹ ڈوبا ۲۰ وہ ۲۱ فرش تا عرش ۲۲ ڈوبی
۲۳ بے تاب ۲۴ کھینچا ۲۵ تلفظ = ڈرے + آ ۲۶ کیوں ۲۷ درمیان ۲۸ کیا ۲۹ اور ۳۰ پھینکے
۳۱ منہ، سطح ۳۲ اوپر، پر

سپر کوں[۱] اُنو[۲] کشتی کر کر کیے ‌‌ اَپَس[۳] جیو[۴] تھے؛ سپر دل کوں کیے
سپہ پر جو حیدر دیکھیا ایسا کار ‌‌ اَنجو[۵] رویا پلکھاں[۶] تھے[۷] اُنو[۸] برکنار
او ارڑایا[۹] اس ٹھار[۱۰] با داغ و درد ‌‌ 50 رواں کیتا[۱۱] او پھول پر آبِ زرد
اُنے کھایا یاراں کے جیو پر دریغ ‌‌ دیدیاں[۱۲] تھے لہو برسیا جانو کہ میغ[۱۳]
سپر ہر طرف جوں لجاتی[۱۴] تھی یاد ‌‌ سپہ دار لشکر کوں کرتا تھا یاد
اُسی وقت خضر نبی آئے واں ‌‌ دریا میں اَپَس موں[۱۵] کو دکھلائے واں
سپر کوں لیے ہات[۱۶] میں او دڑوں ‌‌ اُنے کاڑے[۱۷] دریا تھے[۱۸] آکر بڑوں
دریا تھے اُنو آئے جوں برکنار ‌‌ او پچھے[۱۹] خضر تھے حیدرِ نامدار
کہ یو[۲۰] کون ہے ملک سو مجھ[۲۱] کہو ‌‌ مرے سات[۲۲] آئے[۲۳] بات کہہ کر چلو
اِنے[۲۴] کون اس شہر میں شہریار ‌‌ سپہ اس کا دھرتا[۲۵] اہے کیا شمار
بولے: "اے علی شیر ہے قہرمان ‌‌ اِتاں[۲۶] وقت جھگڑے[۲۷] کا ہے بے گماں
جاپاں[۲۸] یاں تے ہے پنج فرسنگ دشت ‌‌ جو دریا تھے اس ٹھار کرتا گذشت
دکھے[۲۹] گا واں یک شہر خرم بہار ‌‌ 60 تمام پانی، ہور[۳۰] سبزہ، ہور مرغزار
جو اس شہر کوں شمنہ کہتے ہیں نام ‌‌ بہت جاگے دھرتا پڑ آب و کُنام[۳۱]
ہوا ہے وہاں خوش بہت دل پذیر ‌‌ جوان ہوتا اُس جاگے[۳۲] جاتا جو پیر
دلیر ہے، ہنرمند، با آب و جاہ ‌‌ لقب دھرتا او شاہ، ناہید شاہ
سپہ دھرتا ہے او بی[۳۳] دو سو ہزار ‌‌ او کرتا ہے فیلاں[۳۴] ستی[۳۵] کار زار
جزیرے اہیں تین سو بوم و بر ‌‌ تمام[۳۶] حکم میں دھرتا ہے تاج ور
خدا تج[۳۷] کوں اس ٹھار بی یار اچھو ‌‌ 66 بُری آنکھ تھے تجھ نگہ دار اچھو

---

۱ کو ۲ وہ ۳ اپنے ۴ جی ۵ آنسو ۶ پلک کی جمع ۷ سے ۸ وہ ۹ تلفظ: اَرڑایا یعنی بہ آواز بلند آہ و زاری کرنا ۱۰ جگہ ۱۱ کیا ۱۲ تلفظ: دِدیاں، دیدہ کی جمع، آنکھیں ۱۳ میگھ، ابر ۱۴ لے جاتی ۱۵ منہ، شکل ۱۶ ہاتھ ۱۷ نکالے ۱۸ سے ۱۹ تلفظ: پُچھے ۲۰ یہ ۲۱ مجھے ۲۲ ساتھ ۲۳ یہہ ۲۴ سے ۲۵ رکھتا ۲۶ اب ۲۷ لڑائی ۲۸ جانا، تلفظ جانا ۲۹ نظر آئے ۳۰ اور ۳۱ گم نام ۳۲ جگہ ۳۳ بھی ۳۴ فیل کی جمع ۳۵ سے ۳۶ تلفظ: تم ۳۷ تجھ

سُلطان علی عادل شاہ ثانی شاھی

سلطان علی عادل شاہ ثانی متخلص بہ شاہیؔ سلطان محمد عادل شاہ کا بیٹا تھا۔ اس کی ولادت ۱۶ ربیع الثانی ۱۰۴۸ھ بہ مطابق ۲۷ اگست ۱۶۳۸ء جمعہ کے روز ہوئی تھی۔

علی عادل شاہ ثانی اپنے باپ کی وفات کے بعد ۲۶ محرم ۱۰۶۷ھ بہ مطابق ۱۶۵۷ء کو بیجاپور کے تخت پر بیٹھا تھا۔ اس وقت بیجاپور ایک وسیع اور خوشحال مملکت تھی۔ اس ریاست کے مشرق میں خلیج بنگال، مغرب میں بحیرہ عرب شمال میں ریاست حیدرآباد اور جنوب میں بدنور کی ریاست واقع تھی اور ریاست کا سالانہ محاصل سات کروڑ پچاسی لاکھ روپے تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک تاریخی واقعہ ہے کہ اس زمانے میں بیجاپور پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے تھے۔ بقول نصرتیؔ:

ننھے ہور بڑے تھے سو سب بدنہاد
اُچائے اَد چاروں طرف سے فساد
مخالف تے اکثر منافق ہوتے
موافق بی کئی ناموافق ہوتے۔ (علی نامہ)

تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ مرہٹے اور مغل ریاست بیجاپور کو لگاتار پریشان کرتے رہے اور سلطان علی عادل شاہ کو دس سال تک ان سے برسرِ پیکار رہنا پڑا۔ لیکن اس کے باوجود سلطان نے تعمیر و تخلیق کے

حیرت افزا کارنامے انجام دیے۔ اگر ایک طرف اس نے عالی شان
عمارتیں تعمیر کروائیں تو دوسری طرف اس نے اپنی شاعری کا ایک
کلیات بھی یادگار کے طور پر چھوڑا ہے۔

شاہی کا کلیات چھ قصیدوں، حضرت بندہ نواز گیسو دراز کی مدح
میں ایک مثمن منقبت اور ایک خالص عشقیہ رنگ کے قصیدے، انیس[19]
متنوع غزلوں، اکیس گیتوں، تین مثنویوں، شبراات کے چار شعروں
اور ایک رباعی پر مشتمل ہے۔ شاہی کا یہ کلیات جسے پروفیسر زینت ساجدہ
نے مرتب کر کے ۱۹۶۲ء میں شائع کیا تھا بظاہر ایک چھوٹا سا شعری مجموعہ
ہے لیکن موضوعاتی اعتبار سے اس میں جو رنگا رنگی پائی جاتی ہے وہ سلطان
محمد قلی قطب شاہ اور نظیر اکبرآبادی کے علاوہ شاید ہی کسی دوسرے اردو
شاعر میں موجود ہو۔ کلیات شاہی کے فاضل مرتب نے یہ بھی خیال ظاہر
کیا ہے کہ ممکن ہے کہ شاہی کے کلام کا بہت بڑا حصہ ضائع ہو گیا ہو۔ تاہم
دستیاب شدہ کلام ہی شاہی کی قادر الکلامی کے ثبوت کے لیے کافی ہے۔ اس
کے قصیدے اگر رفعت خیال، علوئے مضمون، جدت ادا، زور بیان
اور شکوہ لفظی سے مملو ہیں تو اس کی غزلیں اس کی قادر الکلامی، اپج،
جدت اور فنی بصیرت کی غمازی کرتی ہیں۔ شاہی کے گیت اس بات
کے گواہ ہیں کہ وہ ایک ماہر گیت کار کے علاوہ ابواللسان بھی تھا۔
ہندوستان کی مختلف زبانوں اور بولیوں کے الفاظ اس کے رو برو
دست بستہ حاضر رہتے تھے۔

مبارز الدین رفعت نے بھی کلیات شاہی کے نام سے شاہی
کے دکنی، ہندی اور فارسی کلام کو ۱۹۶۲ء میں سود پر نٹنگ پریس دہلی سے
شائع کیا تھا۔ جس میں مقدمہ کے ۹۹ صفحات ہیں اور کلام شاہی
ایک سو سے ۲۱۵ صفحوں پر پھیلا ہوا ہے

برہنی[1]

کوئی جاؤ کہو مج ساجن سات   میں نیہہ بندی توں کیتا گھات

دل مرا اپنے سات کیا
مج برہے بیں دن رات کیا
دلداری کی نا بات کیا
سب بسرا سکھ ہیہات کیا
کی مج سوں ایسے دھات کیا

کوئی جاؤ کہو مج ساجن سات   میں نیہہ بندی توں کیتا گھات

پیو مورت دیکھوں سپنے میں
جب جاگوں تب رہوں تپنے میں
لاد بیک برہا اپنے میں
تن جائے جھک جھک جپنے میں
آرام اچھے مج کھپنے میں

کوئی جاؤ کہو مج ساجن سات   نیں نیہہ بندی توں کیتا گھات

مج نینوں نیند ن آتی نہیں
یو رین کٹھن سرجاتی نہیں
پیو باج مج کوئی ساتی نہیں

---

۱ فراق زدہ (عورت)، ۲ میرے ۳ سات یعنی پاس ۴ گرفتار عشق ۵ تو ۶ کیا ۷ قریب ۸ ساتھ ۹ فرقت ۱۰ فراموش، بھلا کر ۱۱ برباد ۱۲ کیوں ۱۳ طرح ۱۴ شکل ۱۵ خواب نیند ۱۶ تڑپنے ۱۷ لگا ۱۸ چراغ ہجر ۱۹ جلے ۲۰ یاد کرنے، جاپ کرنے ۲۱ کھپانے ۲۲ نین کی جمع، آنکھوں میں ۲۳ نیند ۲۴ نہیں ۲۵ یہ ۲۶ مشکل ۲۷ سرکتی، ختم ہوتی ۲۸ بغیر ۲۹ ساتھی :

اُس بات بِن کچھ بھاتی نہیں
بِن انسوں نے کچھ کھاتی نہیں
کوئی جاؤ کہو مج ساجن سات میں نیہہ بندی توں کیتا گھات

کیا پیو ہمن سوں دشمند کیا
سکھ سارا مج پر بند کیا
میں اس کی تھی وو چھند کیا
آپ دھیان لگا مج پھند کیا
مج دیہہ جلا اسپند کیا
کوئی جاؤ کہو مج ساجن سات میں نیہہ بندی توں کیتا گھات

تج یاد کر تلملتی ہوں
کھو تیل منے دِل تلتی ہوں
تن موم بتی ہتو جلتی ہوں
اس جلنے سوں نا ٹلتی ہوں
سب رَین بِرہ میں گلتی ہوں
کوئی جاؤ کہو مج ساجن سات میں نیہہ بندی توں کیتا گھات

جو بِرہا جالیتا تن کوں آب
یو دُکھ گھنیرا گھیریا تب
جیوں ہنو نت جالیا لنکا سب
اب کیسے سوں سوں میرے رب
میں مکھڑا دیکھوں پیو کا کب
کوئی جاؤ کہو مج ساجن سات میں نیہہ بندی توں کیتا گھات

---

[1] بغیر [2] کچھ [3] اچھا لگنا [4] آنسو [5] سے [6] ہم [7] سے [8] دشمنی [9] وہ [10] پھندے میں پھنسانا [11] میری [12] جسم [13] دل [14] سیاہ [15] تلملاتی [16] یعنی خون کو تیل سے تشبیہ دی ہے [17] میں [18] مانند [19] رات [20] ہجر [21] گھلتی [22] ہجر [23] جلایا [24] یہ [25] دکھ [26] بہت زیادہ [27] ہنومان جی جنہوں نے رام کی محبت میں راون کی لنکا کو جلا دیا تھا [28] برداشت کروں۔

کوئی آؤ سنو رے میرا حال
پیو کیتا مج[1] سوں جو کونا[2] ل
ہیں چکھ[3] تے نِت[4] اٹھا اکھو[5] ڈھال
گل[6] پہنی[7] آنسو موتی لال[8]
مج یک یک پل ہے لکھ لکھ[9] سال
کوئی جاؤ کہو مج ساجن سات   ہیں نیہہ بندی نوں کیتا گھات
سب سکھ کے ہیں اودھان[10] سٹی
اس ویدھن[11] سے گن[12] گیان سٹی
ہیں تن ابھرن[13] ان[14] پان سٹی
سب سو تن[15] ہیں یک مان سٹی
ہور چکھ[16] انجن[17] مکھ[18] پان سٹی
کوئی جاؤ کہو مج ساجن سات   ہیں نیہہ بندی تو کیتا گھات
سن سہیلی یو دکھ بھاری ہے
پیو سات بچھوہا[19] کاری ہے
یو پیر[20] برہ[21] کی نیاری ہے
دکھ سات لاگی یاری ہے
پیو باج[22] جگ اندھیاری[23] ہے
کوئی جاؤ کہو مج بساجن سات   ہیں نیہہ بندی نو گینا گھات
جب دو تن[24] سنگ[25] لگ[26] پیو چلے

---

[1] مجھ [2] خرابی [3] چشم [4] سے [5] ہمیشہ [6] آنسو [7] گلے [8] پہنی [9] اشکِ خونین [10] لاکھ [11] دستور، طور طریقے [12] پھینک دیے [13] تکلیف رد حانی . طریقہ سے [14] علم [15] اوصاف [16] لباس۔ زیور [17] کھانا پینا [18] سوتے ہوئے۔

[19] عزت [19] اور [20] چشم [21] کجرا کاجل [22] منہ [23] بچھوڑا [24] زبردست [25] یہ [26] پیڑ، درد [27] ہجر [28] بغیر [29] اندھیر۔ [30] رقیب [31] ساتھ [32] لگ کر

ہیں سانسوں گھٹ سلگائے نلّے
تَن مجمر ہو، دِل عود جَلے
تب سینے بھر مج آتے چھَلے = زخم
پیو ملنے بِن نا ہو ئیں بھَلے
کوئی جاؤ کہو، مج ساجن سات ہیں نیہہ بندی تو کیتا گھات
جو برہا داتیا تن بس آج
تب چھوڑ دیئی دوگا کی لاج
دن رات کٹھن ہے لالس باج
دو نین رکھے پیو دیکھن کاج
جو بھینٹوں پیو سُوں ہوئے راج
کوئی جاؤ کہو مج ساجن سات ہیں نیہہ بندی توں کیتا گھات
پنتھ پرت میں جے پا گیا ہے
سب رین برہ میں جاگیا ہے
دل اپنا لے داگیا ہے
سکھ چھوڑ دے نِس بھاگیا ہے
اب شاہی برہے لاگیا ہے
کوئی جاؤ کہو مج ساجن سات میں نیہہ بندی توں کیتا گھات۔

---

1 گھٹن 2 ناڑیاں 3 مجمل، عود دان 4 بغیر 5 فراق 6 دکھ کا شدید احساس 7 بندی 8 دونوں جہان 9 محبوب 10 بغیر 11 کام، کے لیے 12 بھینٹ کردوں 13، 14 راہِ عشق 15 جو کوئی 16 فرقت 17 جاگا 18 داغ دیا ہے 19 اس کا 20 بھاگیہ، قسمت۔

غزلیات

تج گال پر نکھ کا نشاں دِستا ہے مج اس دھات کا
روشن شفق میں جگمگے جیوں چاند پہلی رات کا

تج زلف مشکیں دیکھ کر سانپاں تجے آن پان سب
تج لب کیری لالی انگے لالاں سٹے سُد گات کا

ابرو کماناں کھینچ کر مارے پلک کے تیر سوں
زخمی ہوا دل کا ہرن لاگیا نشاں تج ہات کا

مکھڑا سکی کا عید سا دِستا اچھا روپ سوں
تِس کیس پر زر کا انچل جھلکاٹ ہے شبرات کا

تیرے بچن شیریں انگے شکر دیکھو کھاری لگے
مکھ میں اوچا کا ڈلی لیا، ڈر کر رہیا نا بات کا

مد بل پرت کا باندکر شاہی سوں جب بازی کیا
لیتی بھلا من کا ترنگ، رخ لیا رکھے ستہ مات کا

---

۱ تیرے ۲ رخسار ۳ ناخن ۴ نظر آتا ۵ مجھے ۶ ڈھنگ، طرح ۷ جگمگاتے۔
۸ جیسے ۹ تیری ۱۰ سانپ کی جمع ۱۱ تج دیا چھوڑ دیے ۱۲ کھانا پینا ۱۳ کی ۱۴ لگے، آگے
۱۵ لالہ کی جمع ۱۶ ڈال دیے، پھینک دینا، چھوڑ دینا ۱۷ ہوش و حواس ۱۸ کمان کی جمع ۱۹ سے ۲۰ لگا
۲۱ ہاتھ ۲۲ مکھڑا، چہرہ ۲۳ سکھی، سہیلی ۲۴ نظر آتا ۲۵ عجیب ۲۶ سے ۲۷ تیرے ۲۸ گیسو، سر کے بال۔
۲۹ سنہری ۳۰ آنچل ۳۱ جگمگائے ۳۲ بات گفتگو ۳۳ آگے ۳۴ تیزابی، نمکین،
۳۵ منہ ۳۶ ڈال کر ۳۷ تیلی ۳۸ دل ۳۹ ہار جیت کی بازی لگا کر کھیلنا ۴۰ پریت عشق۔
۴۱ سے ۴۲ شطرنج کا کھیل ۴۳ شطرنج کے ایک مہرے کا نام ۴۴ بادشاہ

کنولے کنول تے نرم تر پیارے ہیں تیرے ہات رنگ
تِس کو سُرنگ رنگنے بدل، بندی کے پکڑے پات رنگ

ہیرے، دَشَن کی لاج سُوں جا کر چھپے ہیں کھان میں
دَرپن تو میں کہہ نا سکوں، سُندر رہے تیرا گات رنگ

مدھکر سوا کر نیہہ سُوں، بیٹھا ہے جُوں اَرَبند سُوں مِل
تج مکھ اُوپر، لے من موہن، دِستا ہے تج اس دھات رنگ

ایسی سُو لکھن نار کی، تعریف کر آپر رُوپ میں
دیکھیا نظر بھر یوں کیہا دایم ہے اس کے سات رنگ

دو قافیے دے یک غزل، شاہی بَندھیا نو طرز سُوں
نادر وو ہر یک بول سُن لگتی میٹھی نبات رنگ

شاہی کی یہ غزل ذو معنی ہے۔ اس کے ہر قافیہ کے دو دو معنی ہیں اور ہر شعر ایک پہیلی یا بجھارت ہے۔ پہلا شعر شہرت، دوسرا شعر طلا، تیسرا شعر خال، چوتھا خوش اور مقطع مانند کی پہیلی ہے۔ [1] نیا۔ تازہ [2] ابھی کھلنے والا [3] سے [4] ہاتھ [5] جس کو [6] (مزید) خوش رنگ [7] یے [8] پتے [9] دَرَشن [10] دانت [11] شرم [12] سے [13] معدنیاتی کان۔ آئینہ [14] جسم کی جلد [15] کرشن جی، بھنورا [16] پیار [17] سے [18] گوپی، کنول [19] تیرے [20] چہرے [21] دلبر [22] نظر آتا [23] مجھے [24] طرح، ڈھنگ [25] خوش بخت [26] عورت [27] بالشمال شکل۔ [28] دیکھا [29] کہا [30] ساتھ، قوس قزح کے سات رنگ [31] ذو معنی قوافی [32] باندھا [33] وہ [34] مصری، چینی۔

۲

پہلیں سکھی کے انگ کے ہیں یوں ارت کہوں
تِس کے نین کٹاچھ کوں ساری پرت کہوں

یاقوت کا تلک سو ہے سندر کے مکھ پہ یوں
گویا دِیپک دِپتے ہیں یو چندر کے ہت کہوں

بھاگیرتی سو مانگ ہے سِس پھول پر ہمن
نِت واں جھلک کیا سو دو تیرت کی گت کہوں

جب لال کر ادھر کوں سو درپن میں دیکھتیں
درپن میں لال چھاؤں تے سب بھر جرت کہوں

بیسر کا حلقہ چھب سوں دِسے ماہِ نو نمن
تِس کے لٹکتے موتی کوں میں پرسپت کہوں

چھاتی پہ کنٹ مال کی صورت کوں خوب دیکھ
دو مال مجھ پہ دائم ہو، پھر میں صفت کہوں

شاہی کوں پان کے بِڑے دیتی موہن نے جب
تِس کے کنگن کے گن کوں میں اچرج ادگت کہوں

---

۱ پہلے ۲ دوست ۳ اعضائے جسمانی ۴ ارتھ، شرح ۵ اس ۶ آنکھ ۷ کٹاری ۸ کو ۹ سراپا عشق ۱۰ ٹیکا۔ ۱۱ سہاتے ۱۲ چہرہ ۱۳ چراغ ۱۴ روشن ۱۵ چاند ۱۶ ہاتھ ۱۷ دریائے گنگا ۱۸ سیندور۔ ۱۹ عورت کے سر کا ایک گنبد نما زیور ۲۰ عالم بہ معنی شوجی جن کے سر پر گنگا اتری تھی ۲۱ وہ ۲۲ تیرتھ بمعنی مقدس آبی کنارے ۲۳ کیفیت ۲۴ ہونٹ ۲۵ آئینہ ۲۶ دیکھتی ۲۷ سے ۲۸ جڑاؤ لباس ۲۹ ناک میں پہننے کی نتھنی ۔ ۳۰ نظر آئے ۳۱ مانند ۳۲ مشتری، خوش بختی کا سیارہ ۳۳ گلے میں پہننے کا زیور، ہار ۳۴ وہ ۳۵ مالا، ہار ۳۶ میرے لیے ۳۷ جالی ۳۸ بیڑا، گلوری ۳۹ انوکھا ۴۰ بیان، تشریح ۔

۴

سجن ملنے بلاوے جو، چلوں گی پاؤں کر سِس سُوں
پِرت کا بیٹھو تے رہنے، نہ پوچھوں گی کدھیں کِس سُوں

پیا تے دُور ہونے میں لڑیا ہے ناگ برہے کا
اسی کایا دا امرت ہو، نہ مرنا ہے مجھے بِس سُوں

پڑیا اندکار جگ میں تج پیارے کے بچھڑنے تھیں
عین تِل رُوز لاگے، یوں مقابل ہو رہیا نِس سُوں

سہیلیاں کے منانے تیں، نہ ہووے دھیرچِت میرا
نصیحت اب نہ بھاوے تج، نہ ہووے چین کچ اِس سُوں

جو کچ ہٹ دل سُوں دھوسٹ سب کروں من بھاؤتا پیو کا
رہوں گی سیو کی ہو میں پیا کی، ارتج ہے جِس سُوں

دھنڈورا مار کر شاہی، برہ کے بول بولیا جو
جہاں کے عاشقاں سن تو ہوئے بیہوش سب جِس سُوں

---

۱ اگر دوست ملنے کے لیے بُلائے ۲ سر: سر کے بل جانا ۳ پریت ۴ بُلا ۵ پیارے ۶ کبھی ۷ پیارے ۸ برہ، فراق ۹ آبِ حیات ۱۰ زہر ۱۱ تلفظ - پڑے - آ - ۱۲ اندھکار، ظلمت ۱۳ میرے لیے ۱۴ ہے ۱۵ آنکھ ۱۶ پتلی کی بند ۱۷ دن ۱۸ رات ۱۹ سمجھانے بجھانے ۲۰ دھیرج، قرار ۲۱ طبیعت بہت ۲۲ موافق ۲۳ مجھے ۲۴ کچھ ۲۵ ہٹ، ضد ۲۶ سے ۲۷ دھو ڈالی ۲۸ پسند ۲۹ سیوک کی تانیث خادمہ ۳۰ ریجھ، الفت ۳۱ ڈھنڈورا ۳۲ پیٹ ۳۳ دردِ فراق کا بیان کیا ۳۴ عاشق کی جمع

۵

پیو سات[1] ریجھ[2] رہنا، "لذت" اسے کہتے ہیں
آپ ریجھ[3]، پھر ریجھانا[4]، "صنعت" اسے کہتے ہیں

مج نین کے نگر میں، لالن[5] وطن کیتے[6] جب
تب انجمن کے لوگاں[7]، "خلوت" اسے کہتے ہیں

میں چھاؤں[8] ہو پیا سنگ[9]، لاگی[10] رہی ہوں دایم
یک تل[11] جدا نہ ہونا، "وصلت" اسے کہتے ہیں

گل ہور گلاب میانے[12] نھیں[13] کچھ[14] فرق ازل تے
یوں پیو سوں[15] مل رہی ہوں "الفت" اسے کہتے ہیں

ہرت[16] جوڑ، چت[17] بھلائی، میں آپنے پیا[18] کوں
عاقل جہاں کے بولیں "حکمت" اسے کہتے ہیں

---

[1] ساتھ [2] ریجھ، چاو، پیار [3] خود پیار کرنا [4] پیارے کو اپنی طرف ملتفت کرنا [5] محبوب [6] کیے [7] لوگ کی جمع، اہلِ انجمن - [8] سایہ [9] ساتھ [10] لگی [11] لمحہ [12] درمیان [13] نہیں [14] کچھ [15] سے [16] ہاتھ [17] (من) خود فراموشی [18] پیارے محبوب۔

۶

سارے جہاں کے پارکھی[1] پرکھوں رتن[2] کیوں کر کہو
یاقوت ہور مرجان ہیں، کوݨ[3] ہے رتن برتر کہو

بولے جہاں کے پارکھی، ہمنا[4] نہ آوے بولنا
تمنا[5] سہاتا[6] بولنا، اے شاہِ بحر و بر کہو

بولیا ہوں نت[7] میں فکرتے[8] یو[9] دو رتن کا فرق کر
گر کیچ[10] اچھے[11] انصاف تو اس بول کو خوش تر کہو

مرجان ہیں صافی[12] نہیں، یاقوت ہیں صافی اچھے
جس ذات میں صافی اچھے، اس ذات کوں برتر کہو

یاقوت ہور مرجان کی شاہی لکھیا ساری غزل
سن کر جگت[13] کے شاعراں[14]، اس شعر کوں افسر کہو

---

[1] جوہری [2] ہیرا [3] کون سا ہے [4] ہم کو [5] تم کو [6] اچھا لگتا ہے۔
[7] ہمیشہ [8] سے [9] یوں [10] کچھ [11] ہے۔ [12] صفائی [13] دینا
[14] شاعر کی جمع۔

جوگی ہوا ہے جھاڑ[1]، جو لیتا ہے بھبھوتی[2] چھال[3] کی
بیٹھا ہے آسن مار کر[4]، کیتا مُرٹے[5] ہے پال[6] کی
سِر[7] پر جٹاں[8] سدپار[9] بیاں ہور پھل گئے گل[10] تن پہ سب
غنچے کی لے سنگی[11] بجا، دھوری[12] لگا یا لال[13] کی
پستک[14] بنا پتر کی سب ریکھاں[15] دسے[16] اکھر[17] ہو سُدھ[18]
دِکلا[19] دیا ہے بھبک کر پوری[20] جگت کو تال[21] کی
سارے پھلاں[22] سو کان میں مُدرے[23] کیا ہے آپنے
گاڑیا[24] نکھاں[25] کر سب جڑاں[26] لینے خبر پاتال[27] کی
جب جھاڑ کوں جوگی کیا ثابت سگل[28] مضمون تے[29]
تب ہوئی غزل تازی طرز شاہی مدن بھوپال[30] کی

---

[1] درخت [2] راکھ [3] پیڑ کی چھال [4] مٹی کا مُونڈا [5] پالتی مار کر (بیٹھنا) [6] سَر [7] بڑے بڑے گنجان بال [8] بڑے بڑے ریشے [9] گلے اور جسم [10] طنبورا، اک تارا [11] دُھول [12] پھول (زہرہ) [13] مقدس کتاب [14] پتّوں کی [15] ریکھاں، پتّوں کے اوپر بنی ہوئی لکیریں۔ [16] نظر آئیں [17] حروف [18] شدہ، معتبر [19] دِکھلا [20] جگن ناتھ پوری [21] تالاب، سمندر [22] پھل کی جمع [23] کانوں میں زیب تن کیے جانے والے بڑے بڑے آویزے جن کو ہَٹ جوگی پہنتے ہیں۔ [24] گاڑا [25] نکھ کی جمع بمعنی ناخن مُراد ترشول جس کو جوگی اپنے پہلوں میں گاڑ کر بیٹھتے ہیں۔ [26] جڑ کی جمع [27] قعرِ زمین [28] سارا [29] سے [30] زمین کا پالن ہار

شاعر نے اس غزل میں پیڑ کو جوگی کے روپ میں پیش کیا ہے۔ (ف - ب)

۸

جس زلف وگال[1] کے اگیں[2]، شام وسحر کِدَر[3]
تِس[4] روپ کے پرکھنے کوں[5] حدِ[6] بشر کِدَر

سُندر پھلک[7] پہ چاند کے ٹیکے کی دیکھ جوت[9]
تارے نیوار[10] ڈار[11] دے پھرتا چندر[12] کِدَر

گلزار سے جو گال کو دیکھیا شرف[13] کے روز
سٹ[14] دے شفق کوں، اُٹھ[15] کے چلیا[16] سور ہر[17] کِدَر

مکھڑا[18] بنیو[19] ہے پیک میں رنگ لے پوَل[20] کا سب
امرت[21] بھرے اَدھر[22] اَنگے[23] مصری شکر کِدَر

ہنس[24] چال لے چلی ہے سکھی جب کمان کر
سکھی سکھی کوں سکھی کی نظر کِدَر

---

[1] رخسار۔ زلف وگال کی ترکیب اب متروک ہے [2] آگے [3] کدھر (مجال) [4] تیرسے [5] کو [6] مقدور، انسان، طاقت [7] چاند کی رعایت سے پیشانی کو فلک پھلک کہا ہے [8] سے۔ [9] نور [10] نثار کرنا [11] ڈال [12] چاند [13] جشن نوروز [14] پھینک دے [15] اُٹھ [16] چلا ہے [17] سورج [18] بنا [19] ذہان سُرخی [20] مرجان [21] آب حیات [22] ہونٹ [23] آگے [24] ہنس کی چال۔

(۹)

سوتن میں پیو کوں جب سیج میں اپس کے
بھوماں دے بلاوے "عزت" اسے کہتے ہیں

چار دپہر پیا سنگ، کئی بھانت کرمدن کے
سجوگ ہوری ہوں، "عشرت" اسے کہتے ہیں

لالن کے چاو تھنے میں، پوری پروسے انچھیا
ترلوک میں پٹواتی، "شہرت" اسے کہتے ہیں

روں روں رسن کری ہیں، شاہی کا ناؤں لینے
پھر پھر دو ناؤں لیتا "راحت" اسے کہتے ہیں

مرثیہ

دس دن کروں زاری یو میں تج غم تے رو رویا امام
آتے گن ہوئے انجوان مرے تجہ غم تے رو رویا امام

لکھنا لگیا جب مرثیہ تب موں قلم کا وا کیا
تو خالیا اپنا ہیا تج غم تے رو رویا امام

عاشور کا سن کر ہر شی کرے ماتم سدا
حیران ہوئے شاہ و گدا تج غم تے رو رویا امام

ترلوک مل یو غم کریں سب عیش کوں برہم کریں
شاہی نین پر غم کریں تج غم تے رو رویا امام

عادل علی شاہ راجناں ملک ملک تم ساجناں
تج دیکھ غم جیوں پھاکناں تج غم تے رو رویا امام

---

۱ سوتے وقت۔ ۲ پیارا۔ ۳ مجھ کو۔ ۴ آرام گاہ۔ ۵ بستر۔ ۶ اپنی۔ ۷ (سنسکرت بہو) بہت۔ ۸ عزت ۹ ساتھ۔ ۱۰ طرح طرح۔ ۱۱ عشق کا دیوتا ۱۲ خوش صحبتی ۱۳ تین لوک، تین جہاں ۱۴ ڈھنڈورا پٹواتی ۱۵ رُوم رُوم رویں ۱۶ زبان ۱۷ بار بار ۱۸ وہ ۱۹ نام ۲۰ کہتے ۲۱ تیرے ۲۲ خالی کیا ۲۳ دل۔ ۲۴ تین جہاں۔

غروب

(مثنوی)

پنائی ہے ساری آپس کوں رین — اسی تھے کو آئی رین نے موہن
رین کے انبر پر نمایاں دسے — سنے کی سلایاں ہوایاں دسے
چندر جوت ٹیکا لگائے رین — پھٹاخاں کے تر ترے اتارے موہن
فلیاں کے مصنف انجل سات جوڑ — زمیں کوں فلک سوں لگے آگ ہور
زمیں سوں ہوایاں ہنر سوں چلا — گگن کے ستاریاں کوں لیاتے بلا
چکر بان سس پھول نس کے الک — کھڑے آکے خدمت کوں شہ کے جھلک
دکھائے گگن کا تماشا نگار — تو پائی ہے شاہی کا اَت گت پیار

---

[۱] پنائی [۲] ساڑھی [۳] اپنے آپ کو [۴] رات [۵] کہلوائی [۶] تلفظ موہن بمعنی شام دلبر [۷] آسمان شب [۸] نظر آئے [۹] سونے [۱۰] پھلجھڑی اور آتش بازی کی ہوائی [۱۱] چاند [۱۲] پٹاخے [۱۳] پٹاخے چلنے کی آواز، تڑ تڑ [۱۴] آتشبازی [۱۵] خالق۔ [۱۶] بنات النعش۔ آسمان کی سات سہیلیاں [۱۷] کو [۱۸] سے [۱۹] آگے زیادہ [۲۰] دوڑ، [۲۱] ہوا کی جمع [۲۲] آسمان [۲۳] ستارے کی جمع [۲۴] لے آتے [۲۵] ایک طرح کی آتش بازی۔ [۲۶] سر پر لگانے کا پھول [۲۷] رات [۲۸] زلف [۲۹] بے حد

پہیلی ناریل

رمیا نے ملائی بھیتر رس
آس پاس بھوت دس

---

[۱] درمیان [۲] بالائی [۳] اندر [۴] سخت

دوہے ※

تن تہارو چندنا اور مکھ تہارو چاندہ
نین ہمارے چکور جیوں رہے پریت سوں باندہ

من کپالی تو درس کے نینن کچکول لاے
میا کیجے ساجن دالِد نیوار ہوئے جاے

پیا بچھڑت من لوک پڑے اور نیناں کوں سکھ ناہ
شبھ دن تب ہیں ہوے گو پیا آون مجھ ٹھانہہ

※ دوہا ہندی شاعری کی ایک مقبول صنف ہے۔ غزل کے شعر کی طرح دوہا بھی موضوعاتی اعتبار سے اپنے آپ میں مکمل ہوتا ہے۔ غزل کے مطلع کی طرح اس کے دونوں مصرعوں میں قافیہ ہوتا ہے ہندی عروض (پنگل) کے لحاظ سے دوہے کے ہر ایک مصرعہ کے دو حصے ہوتے ہیں۔ پہلے حصّے میں ۱۳ ماترائیں اور دوسرے حصہ میں ۱۱ ماترائیں ہوتی ہیں۔

[1] بدن [2] تمہارا [3] چاندنی [4] تلفظ۔ اُر [5] چہرہ [6] چاند ایسا [7] آنکھ [8] چاند کا عاشق۔ ایک پرندہ [9] پیار [10] سے [11] بندھا ہوا [12] دِل [13] بھکاری [14] تیرے [15] دیدار۔ درشن [16] آنکھیں [17] کشکول [18] مہر، عنایت [19] دِلدر، افلاس [20] تلفظ۔ نوار بمعنی قربان ہونا [21] پیارا [22] شعلہ [23] تلفظ ار [24] آنکھوں [25] کو [26] نہیں [27] شبھ مبارک [28] جب [29] تب ہی [30] گا [31] آئے۔ [32] میرے [33] گھر۔

شفق

مثنوی

سونے کی صراحی سونے کا ہے جام — سونا گھول پیتی ہے بھر بھر مدام
چندر مکھ سکی کا ادھک پیار کا — سونے کا ہے سیس پھول سُرج سار کا
سونے کیاں کلیاں کرکرن میں بھرے — سونے کی زنجیری گلے میں دھرے
سینا ہے سکی کا سونے سار کا — سونا ہور موتی گلے ہار کا
سونے کا زیبا، سونے کا ہے آنگ — سونے کا ہے ٹیکا سونے کی ہے مانگ
سودھن جب سنواری ہے پینجن کا تگ — سونا آسرن لگ دھریا سیس پگ

کرم تج پہ شاہی کا دستا ہے آج
سونے کا آنچل اوڈٹ کرتی ہے لاج

---

1 اس مثنوی میں سونے/سونا کا تلفظ سُنے/سنا کیا جائے گا۔ 2 ماہ رُو 3 سکھی، دوست۔ 4 زیادہ 5 سیس پھول۔ سر کا ایک زیور 6 سورج جیسا۔ 7 'کی' کی جمع 8 کانوں میں پہننے کا زیور 9 کان 10 سینہ 11 اور 12 خوش صورت و خوش سیرت حسینہ۔ محبوبہ۔ سُودھن کا تلفظ ''سدھن'' کیا جائے گا 13 پازیب 14 تگ 15 شرن، پناہ۔ مراد پاؤں۔ 16 رکھا 17 سر کی پگڑی 18 تجھ 19 آنچل 20 اوڑھ، (پردہ) 21 شرم، حیا۔

رُباعی

سب دیس گیا ہے دھن تے لڑتے لڑتے
گھٹ رات گئی ہے پاؤں پڑتے پڑتے
کیا ٹیک مدن کا اونچ لگتا ہے مجھے
رتھے ہیں پاؤں، سیڑھی پرت کی چڑتے چڑتے

---

1 دن 2 محبوبہ 3 سے 4 مقام، مرتبہ 5 عشق 6 اونچا 7 پاؤں تھک گئے 8 سیڑھی 9 پیار 10 چڑھتے چڑھتے۔

صنعتی

"قصہ بے نظیر" دبستان بیجاپور کی دکنی زبان میں تخلیق ہونے والی ایک مثنوی ہے۔ اس مثنوی کا خالق "صنعتی" بیجاپور کا باشندہ عادل شاہی خاندان کے چھٹے حکمراں محمد عادل شاہ (۱۰۳۷-۱۰۶۷ھ) کا ہمعصر تھا۔

یہ قصہ مابعدالطبیعاتی ارواح کی باہمی کشاکش اور اہل زمین کی بصارت، بشارت اور جرأت آمیز اعمال کی بنیاد پر قایم کیا گیا ہے۔ اس تصنیف میں اصل قصے سے پہلے ۹۰ اشعار پر محیط حمد، ۶۷ اشعار پر نعت، حضرت عبدالقادر جیلانی کی منقبت کے ۹۴ شعر، تعریف سخن کے ۵۸ شعر اور شاہ وقت محمد عادل شاہ کی مدح میں ۵۷ اشعار کے علاوہ قصے کی تالیف کے سبب کی وضاحت میں ۳۶ شعر درج ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ دعائیہ اشعار ہیں۔ اس طرح قصے کی ابتدا سے قبل تقریباً ساڑھے پانچ سو شعر ملتے ہیں۔ مثنوی میں کل ۱۶۱۵ اشعار موجود ہیں۔ صنعتی نے پورے قصے کو بارہ فصلوں میں تقسیم کیا ہے۔ لیکن قصے کو مذہبی اہمیت دینے کے خیال سے وہ فصل کے بجائے "مقام" کی اصطلاح استعمال کرتا ہے۔ یہ مقام غالباً بارہ اماموں کی رعایت کے پیش نظر مقرر کیے گئے ہیں۔ ان بارہ مقاموں میں ان مہمات کا بیان ملتا ہے۔ جو قصے کے ہیرو کو درپیش آتی ہیں۔

قصہ بے نظیر کے ہیرو کا نام تمیم انصاری ہے۔ لہٰذا صنعتی کے اس قصے کی شہرت بھی "قصہ تمیم انصاری" کے نام سے ہوئی تھی۔ چونکہ صنعتی کے اس قصے کو بہت مقبولیت حاصل ہوگئی تھی لہٰذا دکن کے کئی شاعروں اور راویوں نے اس قصے کی بازگوئی کی۔ اور "قصہ تمیم انصاری" کے عنوان کو اپنی تالیفات میں برقرار رکھا۔ لہٰذا صنعتی کی مثنوی کا نام "قصہ بے نظیر" کر دیا گیا۔

"قصۂ تمیم انصاری" کے نام سے دستیاب ہونے والی تین تالیفات کا پروفیسر عبدالقادر سروری نے ذکر کیا ہے۔

۱۔ "قصۂ تمیم انصاری" (۱۰۹۰ھ)۔ مصنف کا نام عاجز یا کمتر تھا۔ اس تالیف کا ایک مخطوطہ سالار جنگ کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

۲۔ "قصۂ تمیم انصاری" مؤلفہ سید محی الدین قادری بن سید شاہ شمس الدین قادری گگوہی کا مخطوطہ بھی سالار جنگ کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ یہ تصنیف نثر میں ہے۔

۳۔ "قصۂ تمیم انصاری" مؤلفہ غلام رسول غلامی ساکن کھمبایت ہے۔ یہ قصہ منظوم (۱۲۱۸ھ) میں تصنیف کیا گیا تھا۔ جسے حسین مرزا بک سیلر بمبئی نے شائع کیا۔ اس مطبوعہ قصے کی ایک جلد پروفیسر عبدالقادر سروری کے کتب خانہ میں موجود تھی۔ بقول پروفیسر سروری "غلامی کوئی بڑا شاعر نہیں تھا۔ دونوں قصوں کا عام خاکہ ایک ہی ہے۔ لیکن جزئیات میں دونوں مختلف ہیں"۔[1]

"قصۂ بے نظیر" کے مصنف صنعتی کے حالات زندگی پر روشنی نہیں پڑتی۔ کسی تذکرے میں اس کا حال درج نہیں ہے۔ اس کی تصنیف کردہ مثنوی سے بھی صرف اتنا ہی پتہ چلتا ہے کہ اس کا تخلص صنعتی تھا اور اس مثنوی کا سن تصنیف ۱۰۵۵ھ ہے۔

ہزار یک سال پر پنچاہ و پنج
ہوتے تب ہوا پر جواہر یو گنج

صنعتی نے اپنی تخلیق میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ اس میں فارسی اور سنسکرت کے الفاظ زیادہ نہ آنے پائیں۔ اس کے برعکس اپنے عزیزوں کی خواہش کے مطابق اس نے دکنی زبان کی سیپی میں موتی بھر دیے ہیں۔

---

[1] قصۂ بے نظیر پروفیسر عبدالقادر سروری، مقدمہ صفحہ ۱ھ

اسے فارسی بولنا شوق تھا — وَلے کئی عزیزاں کوں کوں ذوق تھا
کہ دکھنی زباں سوں اسے بولنا — جو سیپی تے موتی ہمن رولنا
رکھیا کم سنسکرت کے آس میں لعل — ادِک بولنے تے رکھیا ہوں اَمُول

صنعتی کی ایک اور مثنوی بہ نام گلدستہ دستیاب ہوتی ہے۔ یہ ایک عشقیہ مثنوی ہے۔ ابھی شائع نہیں ہوئی ہے۔

مثنوی قصہ بے نظیر کی روشنی میں ڈاکٹر جمیل جالبی نے صنعتی کا ادبی مرتبہ یوں متعین کیا ہے" غرض کہ قصے کی ترتیب، خارجی مناظر اور جذبات واحساسات کی تصویر کشی، حسن ادا اور زور بیان کے اعتبار سے صنعتی کی یہ مثنوی آج سے تقریباً" سوا تین سو سال پہلے کے قدیم اردو ادب میں گوہر شب چراغ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور یہ واقعی ایک ایسی یادگار ہے جس کا نام تاریخ ادب میں ہمیشہ زندہ رکھے گی۔ صنعتی کی اس مثنوی کی حیثیت اس پل کی سی ہے جس پر سے گزر کر قدیم ادبی طرزِ احساس و اسلوب کی نئی روایت کی طرف بڑھنے لگتا ہے" (ص ۲۷۹۔ تاریخ ادب اردو)

مثنوی قصۂ بے نظیر

مقام نہم

معانی کا رضوان لیا تھا بہار — لطافت سوں اس تور کوں یوں سنوار
جو بولے تمیم انصاری سکل[1] — مقام نہم اس وضع بے بدل
کہ آیا میں جب اُس محلاں[2] تے بھار[3] — رکھیا باٹ[4] پر تب قدم استوار
چلیا دُک[5] میں رکّ[6] دلمیں آلودہ میں — جنگل پر جنگل کوہ پر کوہ میں
اَکیک روز بعد از ہوا مُج گذر — بکا ئیک یک سبز صحرا اُپر
دِسّیا[7] مجکوں صحرا میں واں یک محل — جو تھا خوش نمائی منے[8] بے بدل
کیا جب محل پر نظر سو بسو — دیکھیا اس پو[9] یک دختر خوب رُو
دِسّی[10] یوں بلند اس چھجے کے اُپر — کہ جوں آسماں پر پُنّم کا چندر[11]
اتھی[12] سیس[13] تے نکھ[14] تلک جوں پری — وِے کاں[15] پری میں یتّی[16] دلبری
اُو[17] دختر مجے دیک[18] اتری تلار[19] — مرا ناؤں لے مجکوں بولی پکار 10
کہ آؤ و تمیم انصاری اِدھر — مجے تجکوں یک پوچھنا ہے خبر
کہ اُو[20] دیو تجکوں لجایا[21] اتھا — ہوس خام دل میں پکایا اتھا
سلیماں کی رکّ[22] سلطنت پر ہوس — لجایا[23] تھا تمنا[24] کوں ہمراہ اپس
سچ بول واں جو لجایا تجے — ہوا کیا اُسے سو خبر دے مجے
جب اس بھانت[25] سوں یوں پچھی[26] مجے[27] بیاں — میں دیکھیا سو قصہ کہا سب عیاں
سُنی جب سلیمان کے تخت تل[28] — دیا جیو[29] اُنے اُس انگوٹی بدل

---

۱ مکمل۔ ۲ محل کی جمع۔ ۳ باہر۔ ۴ راستہ ۵ دُکھ۔ ۶ رکھ۔ ۷ نظر آیا
۸ میں۔ ۹ پر۔ ۱۰ نظر آئی۔ ۱۱ ماہِ کامل۔ ۱۲ تھی۔ ۱۳ سر۔ ۱۴ ناخن۔
۱۵ کہاں۔ ۱۶ اتی۔ ۱۷ وہ۔ ۱۸ دیکھ۔ ۱۹ نیچے۔ ۲۰ وہ۔ ۲۱ لے جاتا تھا۔ ۲۲ رکھ۔ ۲۳ لے گیا
۲۴ تم کو۔ ۲۵ طرح۔ ۲۶ پوچھی۔ ۲۷ مجھ سے۔ ۲۸ نیچے۔ ۲۹ جان۔

الہی تب کر کئی بار کئی دھات سُوں — منع کی تھی میں اُسکوں اس بات سُوں
کہ مہتر سلیماں ہیں حق کے رسول — نکو جا مری بات کر توں قبول
مری بات نا سنکو شوخی سنگات — گیا ہور کیا او اَپس جیو پو گھات
بزرگاں سُوں چلتا جو کئی بے وضا — سو در حال پاتا ہے اپنی سزا 20
جو کئی آسماں پر اوڑاتا ہے خاک — وہی خاک سر پر ہو بے شک ہلاک
توں حد تے نہ رک بھار اپنا قدم — اَپس دل کوں سکلا ادب دمبدم
جو کئی اپنے دل سوں خبردار نیں — کسی کے کہے سُوں ادب دار نیں
اَپَس کوں اپی جن سکایا ادب — وہی جگ میں ہے خاص مقبول رب
کہی عجب او دلبر نے باتاں سنوار — کیا اس پو ہیں آفریں بے شمار
بزاں اس کوں پوچھیا کہ اے نیک فال — مرا ناؤں تو کیوں پچھانی اتال
لطافت سُوں یوں تب کہی مجے جواب — کہ توریت کی میں پڑی ہوں کتاب
کہ دیکھی ہوں توریت میں یو خبر — کہ انسان کا یاں نہ ہوئے گذر
محمدؐ نبی کا مگر ایک یار — جو اس ناؤں اچھے گا تمیم انصار
اسی شخص کا ہوئے گا یاں گذر — نہ کر سکے گذر کوئی دُسرا بشر 30
موافق خبر کے پچھانی تجے — اَتا ایک تج سُوں عرض ہے مجے
کہ توریت ہے حق تعالیٰ کی بات — محمدؐ کی دیکھی ہوں اس میں صفات
محمدؐ نبی سرورِ سروراں — حبیبِ خدا ختمِ پیغمبراں
نبی سب ستارے ہیں او آفتاب — دو عالم کوں ہے ان سُوں پُر نور تاب
سکل انبیا کے او سرتاج ہے — کہ جس کوں شرف حق تے معراج ہے
محمدؐ کوں ہے سب نبیاں پر شرف — اس امّت کوں سب امتیاں پر شرف
میں آنے جو منگتی ہوں اس دین میں — کہ جل پر نہیں بات کچ مین میں

۱؎ کئی۔ ۲؎ طرح ۳؎ بر وزن منا۔ ۴؎ کوئی۔ ۵؎ وضع۔ ۶؎ اڑاتا۔ ۷؎ رکھ۔ ۸؎ باہر
۹؎ سکھلا۔ ۱۰؎ کوئی ۔ ۱۱؎ نہیں۔ ۱۲؎ آپ۔ ۱۳؎ سکھایا۔ ۱۴؎ پر۔ ۱۵؎ تلفظ = پچھیا یعنی پوچھا۔
۱۶؎ پہچانا۔ ۱۷؎ نہ کر سکے ۱۸؎ دوسرا۔ ۱۹؎ آتی سی ایک ۲۰؎ سارے۔ ۲۱؎ نبی کی جمع۔ ۲۲؎ پانی۔ ۲۳؎ مچھلی

کہ کلمۂ شہادت سکاؤ[1] مجے
سو اس دین کی رہ دکھاؤ مجے

سعادت سنے[2] راست پایا اسے
کہ کلمۂ شہادت سکایا[3] اسے

45 جب اس دل میں روشن ہوا یو چراغ
دل اس کا خوشی سوں ہوا باغ باغ

بزاں اس کو بولیا کہ اے سیم بر
توں یاں آئی ہے کیوں سو مج دے خبر

کہی میں ہوں یک دختر بادشاہ
کہ تھا صاحب تخت و تاج و کلاہ

جسے خیل لشکر اتھا بے شمار
اتھے حکم تل[4] اس کے کئی شہریار

مری ماں اتھی بھوت[5] صاحب جمال
نہ تھی حسن میں کوئی اس کی مثال

مری[6] ماں کے میں پیٹ میں جب اتھی
جو یو دیو پر فتنہ و لعنتی

ہوا عاشق اس کا جو دیکھیا جمال
اڑا کر اسے لیا[7] رکھیا یاں سنبھال

سو میں یانچ پیچھی[8] ہوں اے نیک ذات
مری ماں کتیک[9] دیس کو لہوی وفات

رکھیا مج کوں او دیو جیوتے جتن
سو پالیا اُنے مج کوں دختر نمن

جتے[10] دیو یاں کے جو تیز و چبل
دیا سب کوں کر زیر مج حکم تل

50 بزاں سب یو قصہ مجے بول کر
چلی لیکو[11] مجے اس محل کے اپر

رکھی مجے کتیک[12] روز او نیک نام
سو مہماں نوازی بجا لیا تمام

ہوا مست اُس پیار کے جام سوں
رہیا واں کتیک روز آرام سوں

کتیک[13] دن ہوئے بعد ازاں ایک روز
کہا اس کوں اے دختر دل فروز

خبر لے آتا کچ[14] مرے حال تے
کہ چھوڑیا ہوں گھر دار کئی سال تے

جتی[15] بات[16] چلتا ہوں میں قصد کر
نہ پاتا ہوں میرے[17] وطن کی خبر

مرا دل ادک[18] غم سوں پامال ہے
یک یک[19] روز مج پر کتیک سال ہے

سنی جب مرے حال کی یو خبر
انجو میگ[20] برسائی مج حال پر

کہی تب دلا سے سوں خوشحال اچ
تجھ توں پاتا غم سوں پامال آج

---

١ سکھاؤ۔ ٢ میں۔ ٣ سکھایا۔ ٤ نیچے۔ ٥ بہت۔ ٦ اپنی۔ ٧ لاکر۔ ٨ یہ یہاں بھی۔ ٩ پیدا ہوئی۔ ١٠ کتنے ہی دن۔ ١١ جتنے۔ ١٢ لے کر۔ ١٣ کتنے ہی۔ ١٤ تلفظ کتک یعنی کتنے ہی ١٥ کچھ۔ ١٦ جتنی۔ ١٧ راستہ۔ ١٨ اپنے۔ ١٩ زیادہ۔ ٢٠ تلفظ، اک اک۔ ٢١ آنسو۔ ٢٢ بادل۔
٢٣ رہ

برے گھر کوں دو سو برس کی ہے باٹ — توں بے غم ہو، اب دل نکو کر اُچاٹ

کہ ایسے ہیں دیواں مرے بل منے — جو اُنپڑا ایں تجے گھر کوں یک پل منے 60

یتی دور سُن باٹ بے اختیار — مرا حال غم سُوں ہوا زار زار

سوفی الحال مجے حال یو دیک کر — کری حاضر یک دیو چالاک تر

کری اس کوں تاکید تب بے حساب — کہ اَنپڑا مدینہ کوں انکوں شتاب

نکو کر توں اس بات میں کچ درنگ — شتابی سُوں جا جیوں پرندہ ترنگ

کہا دیو او باٹ یتی دور ہے — پون جاں (جہاں) شتابی سُوں معذور ہے

سو ہفتے میں یک واں تلک جاؤں گا — اِنوکوں سو انپڑا کو پھر آؤں گا

بزاں لطف ہور پیار سُوں اونگار — کری مجے کوں اس دیو اوپر سوار

مجے لے اُڑیا وَاتے او بدخصال — ہوا میں جو یک تند بارے مثال

سو گئی دور لگ جاکو او بد گہر — کیا قصد میری ہلاکی اوپر

مج انگشت میں تھی او انگشتری — دعا مجے سکائی تھی او پیر پری

یو دو چیز کام آئے اس وقت پر — تو او دیو نیں دے سکیا مجے ضرر

وے لے چلیا اس دریا کے رخن — کر جاں جہاز پھٹ کر ڈبے بھوت تن

مجے ایک تختے پو پروردگار — نکالیا اتھا اس سمندر تے بھار

رہیا آ کو آخر اسی کوہ پر — کہ کشتی پھٹی تھی جسے بیٹھ کر

سو اس کوہ دریا کوں میں دیک سب — کہا دل میں یارب بنا ملک سب

پھر اکر قضا مج کوں لیائی ہے یاں — لکھیا کچ مرا مجے نہ دِستا عیاں

سو القصہ اس غم سُوں ہو زار ناک — کہا اس نکو کر توں مجے کوں ہلاک

مرے گھر کوں لے چل مجے یک رنسنگ — توں اس کوہ پر کے کیا ہے درنگ

یو سُن مکر سُوں یوں دیا مجے جواب — کہ سکتا ہوں میں یاں تے جانے شتاب

---

۱ دیو کی جمع۔ ۲ زور میں۔ ۳ تلفظ اِتی بمعنی اتنی۔ ۴ دیکھ۔ ۵ پہنچا۔ ۶ کچھ۔ ۷ دیر۔ ۸ جلدی۔ ۹ بھی۔ ۱۰ ہوا۔ ۱۱ ہوا۔ ۱۲ جاکر۔ ۱۳ سکھائی۔ ۱۴ جہاز۔ ۱۵ باہر۔ ۱۶ رہا۔ ۱۷ کر۔ ۱۸ دیکھ۔ ۱۹ آنا۔ ۲۰ بڑا اور فریب

لگے یک قوی سخت دیو عظیم 80 سو اس کوہ کے سیس پر ہے مقیم
مجے ہور تجے دیکھ او ہولناک مجے ہور تجے رل کریگا ہلاک
دوجی باٹ بھی نیں جو اس باٹ جاؤں بڑی فکر ہے یاں تے کیوں باٹ پاؤں
یو سُن بات پوچھیا اسے میں شتاب جو کرنا اتا کیا سو دے مجے جواب
کہا ہے انگوٹی تجے انگشت میں سو دے ایک ساعت مرے مُشت میں
جو تا اس انگوٹی کوں ہت لے مگر کروں گا میں اس دیو پر تے گذر
ترے گھر کوں اپڑاوُں گا تج سنبھال نہ کر فکر دے تک انگوٹی اُتال
مرے گھر کوں جانے کی اُمید دھر دیا او انگوٹی اسے کاڑ کر
انگوٹی چڑتے دیو کے ہات جب دغا دیکھ مجے کوں گیا چھوڑ تب
لگی بید اول تے مجے تھرتھری جو کھویا عنایت کی انگشتری
تاسف سوں چابیا اپس ہات میں 90 کہ اپنی دغا سوں ہوا مات میں
اسی بھانت سوں بے پشیماں ہوا دلے تب نہ تھا اس درد کوں دوا
چلیا چار وناچار دل سخت تر جو اپڑیا میں اس کوہ کی سیس پر
دسیا مجے کوں اس کوہ پر ناگہاں عجب تخت یک سور سازوفشاں
جو بیٹھا اتھا اس تخت کے اُپر سو یک دیو بد شکل ناپاک تر
مکہ اس کا سیاہی سمن تھا سیاہ او قوت میں تنہا اتھا یک سپاہ
جسے دست جوں شاخ یا بیخ سخت تناور اتھا جوں تناور درخت
اتھی سونڈ اسکوں ہتی کے سمن ہتی جس انگے تھا بتی کے سمن
شتابی سوں دوڑیا مجے دیکھ کر کیا قصد میری ہلاکی اوپر
غضب سوں پکڑ مجے کوں او ناپکار سٹیاواں تے پھر کا ڈونگر تلار
پڑیا میں دعا پیر پیری کی تب 100 سلامت رکھیا حق نے مجے اس سبب

---

١ چوٹی ۔ ٢ دیکھ ۔ ٣ دوسری ۔ ٤ انگوٹھی ۔ ٥ ہاتھ ۔ ٦ نکال ۔ ٧ چڑھی ۔ ٨ دے کر
٩ چبایا ۔ ١٠ چوٹی ۔ ١١ سورج کی طرح ۔ ١٢ مکھ ۔ ١٣ ہاتھی ۔ ١٤ آگے ۔ ١٥ روئی کی بتی ۔ ١٦ دیکھ
١٧ پھینکا ١٨ نیچے ۔

بلندی میں او کوہ تھا جوں اکاس[1] — پڑے پر نہ جیو[2] سہے نہ ہڈی نہ ماس[3]
ولیکن خدا تھا نگہبان مجے — دیا اس برکت سوں جیو دان مجے
بزاں ہو[4] کو کئی وقت کوں میں ہشیار — کیا واں تے تنہا سفر اختیار
سو کئی منزلاں لگ[5] نہ تھا مجکوں قوت — بجز ذکر حَیِّ الَّذِی لَا یَمُوْت
بڑے[6] بھاگ حق جس کوں ساقی اچھے — نہیں ڈر جسے یو سنگاتی اچھے
اِتا ساقی اس روح کوں دے پر اس[7] — اس آخر زمانے کے فتنیاں[8] کوں بان
جو تا اسکی مستی سوں میں سانڈ[9] کر 107 — ہلوں[10] غم کے دجال کوں باند[11] کر

---

[1] آکاش۔ [2] جان۔ [3] گوشت۔ [4] ہوکر۔ [5] تک۔ [6] اچھی قسمت۔ [7] سکون [8] فتنہ کی جمع
[9] روندکر۔ [10] پھینکوں [11] باندھ کر۔

ہاشمی

ہاشمی علی عادل شاہ ثانی ۱۰۶۷ تا ۱۰۸۳ کے عہد کا مشہور شاعر گزرا ہے۔ پورا نام سید میراں ہے۔ یہ میاں خاں کے خطاب سے بھی مشہور ہوئے ان کا تعلق مہدویہ فرقہ سے تھا۔ اپنے مرشد شاہ ہاشم متوفی ۱۰۸۰ھ کی مدح عقیدت و احترام سے لکھی ہے۔ انھوں نے حضرت سید محمد جونپوری کی مدح میں بھی اشعار قلمبند کیے ہیں۔ ان کے مرشد شاہ ہاشم کے نام کی مناسبت سے تخلص ہاشمی اختیار کیا۔ مرشد کی مدح کے چند شعر ملاحظہ ہوں :۔

سزاوار ہاشم سو ہے اس کا ناؤں
زمانے نے پکڑیا اتھا جس کا پاؤں
سکت کاں ہے اتنی بیاں دار میں
کروں وصف ہاشم کے اظہار میں
اسی کیچ گھر کا ہوں میں سرفراز
اونے ہاشمی مج کوں یو بیا نواز

(مثنوی یوسف زلیخا)

اکثر مولفین تاریخ ادب اردو نے ہاشمی کو مادرزاد اندھا شاعر بتایا ہے۔ دیوان ہاشمی کے مرتب ڈاکٹر حفیظ قتیل کی رائے یوں ہے۔

"ہاشمی کی شاعری کا مطالعہ کرنے کے بعد کوئی یقین کر ہی نہیں سکتا کہ وہ مادرزاد اندھا تھا۔ انسانی نفسیات کا مطالعہ ایک نابینا کے لیے ممکن ہے لیکن خارجی زندگی کا ایسا وسیع تجربہ اس بے بصری کے ساتھ قابل یقین نہیں لیکن حیرت تو اس بات پر ہے کہ وہ واقعی اندھے تھے۔ پھر بھی وہ زندگی کے خارجی

آب ورنگ اور اس کے تغیرات کا ایسا ہی علم رکھتے ہیں جیسے کوئی آنکھوں والا رکھتا ہے۔ خصوصاً انھیں مختلف رنگوں اور ان کے جمالیاتی میل کا جو شعور ہے وہ یہ سمجھنے پر مجبور کرتا ہے کہ وہ مادر زاد اندھے نہیں تھے۔ کم از کم سن شعور کو پہنچنے تک تو وہ ضرور بصارت رکھتے تھے۔ اور بعد کو کسی وجہ سے ان کی بصارت جاتی رہی۔ تاریخیں اور تذکرے تو انھیں مادر زاد اندھا بتاتی ہیں لیکن یداللہی صاحب نے اس تعلق سے دو قوی روایتیں بیان کی ہیں"۔

بعض کا قول ہے کہ وہ مادر زاد اندھے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ سن شعور میں چیچک کی بیماری سے ان کی آنکھیں ضائع ہوگئیں۔ ہاشمی کا کلام اسی روایت کی تائید کرتا ہے کہ وہ مادر زاد اندھے نہیں تھے بعد کو ان کی بصارت گئی۔

بہر حال ہاشمی اردو کے پہلے ریختی گو شاعر ضرور ہیں جنھوں نے اسے خاص طرز سخن پر خصوصی توجہ دی اور اس کی شعری روایات کو متعین کیا۔[۲۸] (دیوان ہاشمی)

اس ریختی گو شاعر نے بہت زیادہ شہرت پائی۔ ریختی کے ساتھ ساتھ انھوں نے مثنوی یوسف زلیخا بھی لکھی ہے یہ ایک طویل مثنوی ہے جو ابھی شائع نہیں ہوئی اس کے متعدد مخطوطے حیدر آباد کے اور دیگر کتب خانوں میں دستیاب ہیں۔ مثنوی کی داخلی شہادت کے مطابق یوسف زلیخا ۱۰۹۹ھ میں تصنیف ہوئی اس میں کل ۵۱۰۷ شعر ہیں۔

مرتب کیا میں یہ قصہ کوں تو (تب)
ہزار برس پر جو تھے نود یہ نو
اگر کوئی بیتوں کا پوچھے شمار
کہ یک صد اسی سات ہے پنج ہزار (۵۱۰۷)

مثنوی یوسف زلیخا از ہاشمی کا شمار اردو کی طویل مثنویوں میں ہوتا ہے۔ زبان روانی اور سلاست کے لحاظ سے یہ اعلا پایہ کی مثنوی ہے ڈاکٹر حفیظ قتیل نے اسے مرتب کر لیا تھا اور اہتمام سے شائع کرانے کا ارادہ رکھتے تھے مگر ان کی زندگی میں یہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوا۔

ہاشمی کی ریختی میں عریانی ، فحش پن نہ ہونے کے برابر ہے۔ اردو کے مشہور ریختی گو شاعر رنگین اور جان صاحب کے ہاں ۔ معاملہ اس کے بر عکس ہے۔ ڈاکٹر حفیظ قتیل کا تبصرہ ہاشمی کی ریختی اور کلام پر ، تبصرہ کی عمدہ مثال پیش کرتا ہے۔

"تخاطب کے لحاظ سے ہاشمی کی ریختی کو تین حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ (۱) عورت کا تخاطب مرد سے، بعض ریختوں میں عورت اپنے شوہر سے مخاطب ہے ۔ بعض میں اپنے آشنا سے مخاطب ہے۔ بعض میں مخاطب نہیں ہے لیکن مرد کے تعلق سے اپنے جذبات وکیفیات کا ذکر ہے (۲) عورت کا تخاطب عورت سے یہ تخاطب کہیں سہیلی سے ہے کہیں گٹنی سے ہے کہیں محلہ والیوں کی طرف سے طنز و تعریض کی صورت میں ہے ۔ (۳) چند ریختوں میں مرد کا تخاطب عورت سے بھی ہے ان ریختوں میں عورت کی طرف سے تخاطب اور اظہار جذبات کا بنیادی اصول ترک کر دیا گیا ہے۔ اس لیے اصولاً ان ریختیوں کو غزل کہنا چاہیئے لیکن چوں کہ سوائے اس ایک قاعدے کے ریختی کی دوسری تمام خصوصیات کو ملحوظ رکھا گیا ہے اس لیے ان غزلوں کو بھی مجموعی آہنگ کے لحاظ سے ریختی سمجھا جا سکتا ہے اس نوع کی ریختیوں میں بعض ایسی بھی ہیں جن کے ہر شعر میں مرد اور عورت کا سوال جواب ہے" (ص ۲۱-۲۲)۔

ہاشمی بیجاپوری کا دیوان عورتوں کی زبان کا بہترین نمونہ ہے۔ اندازِ فکر اور اندازِ بیان بھی عورتوں جیسا ہے۔ شاعر نے کلام کے ذریعہ اس دور کی تہذیب و رسم و رواج کو بڑی خوب صورتی سے قلمبند کر دیا ہے۔ یہ دیوان عادل شاہی دور کی زبان کا بہترین نمونہ ہے۔ بول چال کی زبان روزمرہ اور محاورہ کی جتنی مثالیں ہاشمی کے ہاں محفوظ ہو گئی ہیں کسی اور شاعر کے ہاں نہیں ملتیں ۔ ساتھ ہی اس عہد کے گھریلو زندگی میں دخل رکھنے والے چھوٹے چھوٹے واقعات ، توہم پرستی ، خواتین کے آپسی رشتے، چشمکیں ، مرد عورت کا ایک دوسرے سے برتاؤ ، عاشق و معشوق کے رہنے

کے انداز کی عکاسی کا یہ بے مثال نمونہ ہے۔ ہاشمی کے دیوان میں بہت سے کردار ہیں اور ان سب کے درمیان جو گفتگو ہوتی ہے اس نے غزلوں اور ریختی کو ایک ڈرامائی انداز عطا کر دیا ہے۔

ہاشمی کی وفات ۱۱۰۹ھ میں ہوئی۔ اس عہد میں بیجاپور علم و ادب کا بہت بڑا مرکز ہو گیا تھا۔ ہاشمی اس مرکز کا ایک اہم شاعر ہے۔ دیوان ہاشمی کو ڈاکٹر حفیظ قتیل نے بڑے سلیقہ اور محنت سے ترتیب دے کر ۱۹۶۱ء میں سب رس کتاب گھر، ایوان اردو، خیریت آباد حیدر آباد سے شائع کروایا۔ اسی دیوان سے یہاں نمونۂ کلام پیش کیا جا رہا ہے۔

غزلیات

سنگاتی[1] سن[2] گوری چنچل تماریاں آج آتی ہے
آپیں آتی ہے سوہا تیں، دیا تمنا بلاتی ہے
وصول بھی خوب بھوتیج ہے کیتاں خوبیاں بھی ہے اس میں
گلا ہے خوب راگوں میں، سمجھ کر خوب گاتی ہے
عمر[3] کو نلی ہے، چاتر[4] لئی[5] جمیع باتاں کے فن میں ہے
تنبورا[6]، سارنگی، جنتر، منڈل، ڈھولک بجاتی ہے
نہ جانوں جیو[7] میں کیا ہے، سو[8] زباں کی بھوت ہلبل[9] ہے
صبا[10] آپیچ[11] ہوں کر کر سواں[12] تو بھوت کھاتی ہے
ہلوں کئی کان میں میرے، صبا تخصیص آتی ہوں
لو[13] یو گئی سا ہوڑ[14] ے کوں اور اماں کنیں[15] ملنے جاتی ہے
تمیں واں آکے بیٹھے پر تمایاں سننے[16] کوں باتاں
خدا کی سوں[17]، غلط نئی سو دریچہ کان[18] لاتی ہے
بلو اک بار دو صاحب تما[19] اجرٹی بنگاہ تو کیے

---

[1] ہمدم [2] کے ساتھ [3] کم سن [4] ماہر [5] بہت [6] تلفظ۔ تمورا معنی طنبورا۔ [7] دل [8] مگر [9] بہت عجلت پسند۔ [10] جمع [11] آتی ہی ہوں [12] سوں یعنی قسم کی جمع [13] تلفظ۔ بہو بمعنی تو منکوحہ [14] سسرال [15] کے پاس [16] سننے [17] قسم۔ [18] کان لگاتا [19] گھر گھر

۲

جو کچھ مجھ سینے[1] میں آتا، سجن[2] آئے، تو کوں[3] گی
تمیں تو موکھ[4] پر کہے[5] ہیں، گلے سوں لائے[6]، تو کوں گی
اتا[7] آتا ہوں، پھر کے[8]، گر کہیں، تو جانے نہ دیوں[9]
ہنر[10] میں سب سمجھتی ہوں، جیا[11] پھسلائے، تو کوں گی
نامحرم کون ہے ایسی، کرے جو بات تمنا سوں
منت ہور پاؤں پڑ پڑ کے، سجن بولائے[12]، تو کوں گی
بھلا یا پیو[13] برا مانو، دنبا[14] کیا لگی ہت دھو[15]
تو بانٹی[16]، داوی[17] سوکن، دو تمن[18] کوں لائے، تو کوں گی
جو بھونا[19] یک کسی دھن[20]، کیاں رہنا تو عیب کچھ نئیں ہے
دے، ہمنا بسر[21] تانا، پیا شرمائے تو کوں گی
گلے پڑ پڑ کے پوچھیں، تو ایک آدھی بات بولوں گی
گھر آنے بیچ[22] دوئی کیا ہے، نزدیک لیٹائے تو کوں گی
رہوں گی اس کی باندی ہو ادب سوں نت بی بی کر کے
سکھی! کوئی ہاشمی کا درس[23] دکھلائے، تو کوں گی

---

۱ سینہ۔ ۲ محبوب، دوست۔ ۳ کہوں کا مخذف صوتی املا۔ ۴ منھ پر۔ ۵ کہے۔ ۶ لگائے۔ ۷ ابھی (اتنا) ۸ لوٹ کر ۹ دوں گی۔ ۱۰ نفسیاتی طریقے۔ ۱۱ دل۔ ۱۲ بلائے۔ ۱۳ پیارا۔ ۱۴ تلفظ دبلے بمعنی پیچھے۔ ۱۵ ہاتھ دھو کر پیچھے پڑنا۔ ۱۶ بکھیڑے پیدا کرنے والی۔ ۱۷ اِدھر اُدھر لگانے والی۔ ۱۸ مکا لگانے رسید کرنے۔ ۱۹ محبب ۲۰ محبوبہ ۲۱ بھلانا۔ ۲۲ میں ہی۔ ۲۳ دیدار، درشن۔

۳

تماری سوں ملوں گی کر بچاری بھوت چاتی[1] ہے
تماری سوں، ملے نی لگ اٹھی ہر باڑی بیں گھن[2] پن
غریب ڈو[3]، اس تے ڈرتی ہے، کلی ہر کجلجاتی ہے
لگن تمنا سوں لائی[4] کر، پچھم دیتی اسے فتویٰ

بی بی صاحب بھی ہو بک چپ میانے پاؤں بھاتی ہے
لگن[5] کی آس سوں لائی توں، اری اجڑی گھرے گھر سب
"فضیتی[6] تیری ہوئے گی" اسے یوں کہہ ڈرائی ہے
بی بی صاحب ہے کیسی دو، اپیں دیکھتے یں لگ چپکے
کسی کے بیٹا بیٹی کی، بڑی[7] جو چل چلاتی ہے
اجھوں لگ ہیچ[8] سمجھے دو آتا کھو[9] بیچ بولوں کیا
عذر کرتی ہے آتے تو صبا[10] دو سر نہاتی ہے
اپیں[11] ہو آکے ملتا، کئی عجب کیا ہاسمی تمنا
گلے پڑ پڑ کر دہ ملتی آ، جو کوئی "میں میں" کہاتی ہے

[1] تلفظ میں ہ حذف ہو کر چاتی ہو گیا ہے [2] گٹ پٹ کانا پھوسی [3] وہ [4] لگا۔
[5] پیار [6] بے عزتی۔ بدنامی [7] منگنی [8] نہیں [9] کھل کر [10] صبح [11] خود

۴

چلتا توں کہہ مسافر کچھ راہ کی خبر ہے ۔ آیا ہے تو کدھر سوں جانا سو کو کدھر ہے
دن مجی رہا ہے تھوڑا آیاں ہیں بونداں مینہ کیاں ۔ بھوتی چکڑ ہے تسپر انگے کہل بھی گڑ ہے
بھر کر اندھاری چلی ہے تارے بھی بھاگ گئے ہیں ۔ چھایا اُبھال تسپر رد کا بھی لئی خطر ہے
دو دن تمھیں یاں اٹکو لئی قافلہ ملے لگ ۔ جاگا کا کیا ہے بولو میرا رہنے کو گھر ہے
یں گھر میں ہوں اکیلی اور کوئی بڑا اٹھنا نیں ۔ بولی تمھیں لا ہو یاں مینہ کا جلگ یہ بھر ہے
جاگہ کا کیا ہے سر پر کیا باند کر لیجائیں گے ۔ کرنا بھلا مروت دنیا کا رہ گزر ہے
خرچے کوں کچھ نہوئے تو اندیشہ مند نہوتا ۔ کیا مال کی کمی تجھ صندوق بھر کے زر ہے
ہر کام کس کے آنے یو بات کچھ بُری نیں ۔ تو رھو کئی ہوں تمنا میرے خدا کا ڈر ہے

جگ شعر ہاشمی کا پڑھتا بچ ہے یو
ایسیاں کی کریئے خدمت لئی کچھ کتے اجر ہے

۵

میرا جیو کسکساتا ہے سو اب میں جاؤں گی چھوڑو ۔ مجھے حُبّ کی دکھاتے ہو عبث دکھ پاؤں گی چھوڑو
رضا گر جنوں دیوگے کروں گی گھر میں جا دارو ۔ اگر مجھ ہو ئیگی فرصت صبا پھر آؤں گی چھوڑو
سو میں یاں آئی ہوں کر کے انوکوں کوئی بولے تو ۔ بلا لیو آئی ہے سر پر زہر میں کھاؤں گی چھوڑو
پیارے آج تم میرے مجھے تم آج جانے دیو ۔ کہ تم جس وقت بولیں گے اپس کوں لاؤں گی چھوڑو
اگر کوئی آکے دیکھے تو یو دل میں کیا کہیں گے اُس ۔ مجھے بدنام کی کرتے تمھیں بتلاؤں گی چھوڑو
اے پیارے ہاشمی چھوڑ دیوں جب تمنا سوں ہنستی ہوں ۔ میں تم سے لعل کوں سٹ کر کہیں نا جاؤں گی چھوڑو

---

۱ کہو۔ ۲ آئے ہوئے ہیں۔ ۳ بوند کی جمع برسات۔ ۴ کے کی جمع ۵ بہت زیادہ۔ ۶ کیچڑ ۷ اس پر۔ ۸ ۔ ۹ گڑھا۔ ۱۰ رات آئی ہے۔ ۱۱ ابر۔ ۱۲ یہاں۔ ۱۳ ٹھہر جاؤ۔ ۱۴ بہت سے۔ ۱۵ تک ۱۶ جگہ۔ ۱۷ خرچ کے لیے روپیہ۔ ۱۸ نہیں ہے۔ ۱۹ تب۔ ۲۰ کہتی۔ ۲۱ تم کو۔ ۲۲ سب لوگ۔ ۲۳ دنیا میں۔ ۲۴ ایسے لوگوں کی۔ ۲۵ زیادہ۔ ۲۶ کہتے۔ ۲۷ بدن۔ ۲۸ بخار آنے سے پہلے بدن کا شدید درد۔ ۲۹ بے سبب ۳۰ کیوں ۳۱ اور زیادہ ۳۲ ۔ ۳۳ اجازت ۳۴ دوا ۳۵ دن صبح کو ۳۶ تم ۳۷ پر ۳۸ ٹھکرا کر۔
چھوڑ کر۔ (پھینک کر)

۶

مجھ تن نگر اور تخت دل ہے حسن کی توں بادشاہ
بر دھان تیرا ناز اور شیوا ہے ہر یک گل سپاہ

بیداد تیرا ملک ہے کچھ داد دے توں داد ٹک
کس کن ہنگوں میں داد بھی ہے کون میرا داد خواہ

عزت ٹک یک دینے میں تو عزت بڑھی جگ میں مری
عزت کے لوگاں یو کتے تو ہے تجھے یو عز و جاہ

تجھ بختور کے ناوں سوں میں بختور لئی ہوویگا ہو
تیری نظر مجھ بخت اب اے بختور ٹک کر نگاہ

دیکھ عشق میں پوری مجھے دولت دے لے کچھ عشق کی
تو عشق سوں عاشق تجھے سچ بولتے عاشق پناہ

گن کا سکھا ٹونا مجھے منتر ہے بھونڈو بات تجھ
ہاروت ماروت پھند بند ڈونگا زنخداں کا ہے چاہ

تیرے لگن کے شہر کوں منگتا ہے آنے ہاشمی
اے رہنما دکھلا مجھے تجھ مانگ کی سیدھی ہے راہ

۷

ہو بادشہ صاحب دیکھو مجھ دل نگر کے بادشاہ
مجھ دل نگر کی کیا چلے ہیں بحر و بر کے بادشاہ

میں بادشہ صاحب کے تئیں کوں بادشاہ تو کیا عجب
پوچھو جگت کوں کیں ایسے ہیں ہر سندر کے بادشاہ

مجھ دل کے گڑ کوں فتح کر جس وقت ہوی میں پاک جس
عالم کتا ہے تو مجھے ہیں تم ظفر کے بادشاہ

ہر نازنین یوں اسے کی نار جھائے ناز سوں
یو نازنیں سب نازکی ہوئی ہے بندر کے بادشاہ

عالم کتا ہے یوں مجھے توں مرپڑیا تھا آج لگ
تو دادیت ہو داد دے تیرے ہنر کے بادشاہ

کیوں دل میٹھا نا ہوئیگا میٹھی ہو میٹھی بات کر
میٹھی میٹھی دی ہے مجھے میٹھے ادھر کے بادشاہ

یکے ضبط تن کا ملک سب پھر پھر کہے تو ہاشمی
ہو بادشہ صاحب دیکھو مجھ دل نگر کے بادشاہ

---

۱ وزیر ۲ لوگ کی جمع ۳ کہتے ۴ تب ۵ بخت والا قیمت والا ۶ نام ۷ زیادہ ۸ احمق کم عقل ۹ لگاؤ۔ پیار ۱۰ مانگتا۔ چاہتا ۱۱ طلب یعنی چاہ ۱۲ کھوں ۱۳ کہیں ۱۴ سمندر ۱۵ شہر۔ نگر ۱۶ کہتا ۱۷ تب ۱۸ کیوں ۱۹ سے ۲۰ بندرگاہ ۲۱ کہتا ۲۲ تو ۲۳ داد دینے والا۔

۸

طبع میری کچاٹی نیں کچاٹیاں کون کرتا کو
میں اس تے ناؤں چھوڑی ہوں اجڑ گئی اس کچاٹی کا
موے موں کے دو کیا ہوں گے اسے سب رابطہ ہے ماں
عربی فارسی دکھنی تلنگی ہور مراٹی کا
اپیں بھی بھوت غاٹی ہے رہی ہے ہور غاٹیاں میں
نہ غاٹا بول خوش لگتا گلا گھاٹا سو غاٹی کا
کھکاٹیاں مار کر ہنستی دیکھو کیا شوخ عورت ہے
ہوا ہے مردوں میں چرچا ہنسا ہور اس کھکاٹی کا
بڈھی ہے تاڑ سوں اجڑی سرا کر چپ سرد بولیں
کیوں بھاتا ان کوں کیا جانو لنبا قد اس لنباٹی کا
سراتے کا تیکوں صندل چلنتر اس کے کنگے سب
سرا کر کھولتے عبث کی موں اس شوخ پھاٹی کا

تنداں ایسیاں نبھا سبا ماں مجے چل کر کے یہی کنگیاں
انگارا کیں بی پڑتا ہے پسٹ اوڑ کر تراٹی کا
اُنے کچھ کچھ دتے سو کل سراتے ہاشمی پھر پھر
بولو یو بھی کھنا اچھنا کہنا دیکھ آس کاٹی کا

---

۱ کچاٹی ۔ بدمزاج ۲ کھو
۳ مرہٹی زبان ۴ غاٹی زور زبردستی کرنے والی ۵ کھکاٹی ۔ کھکھلا کر ہنستا ۔
۶ لنباٹی ۔ لمبی عورت ۷ تعریف کرتے سراہتے ۸ کاہے کو (کیوں)
۹ عبث ۔ بیکار ۱۰ منھ پھٹ عورت
۱۱ تند کی جمع ۔ ۱۲ ایسی کی جمع ۱۳ نبھاہ نہ کر سکے ۔

۹

کاں لگ کروں نصیحت نئی سنتی مائی یہ چھوری
جتنا منع کیے تو کرتی ہے تس پہ زوری

مجھ کہتے ہینگے لوگاں چھوری کوں کچھ کہتی نیں
بٹیاں جلی کوں کیا کوں کہتی ہوں گھر میں رہو گوری

مت پھر کسی گلی میں جھانکو نکو نجبا کر
سنپڑ گی کیں جھڑپ میں اوّل ہے رنگ میں گوری

مت پھاڑگی تو پھاڑی چوری چھپے تے ساری
آجڑی کوں کل پہنائی سالو برہان پوری

کیں مت اٹک کہے تو اندھلے ہوں جا کے اٹکی
اندھلے سوں کیوں نبھاوے ہوی جگوں فکر لوری

ہاشم سبھی رنڈوئیاں اندھلا تجھے کتیاں ہیں
اندھلیاں تو اپ خبر نئی سیانا پکڑ مہوری

۱۰

میرے سیں چاند صاحب توں اِتا کی دور بیٹھی ہے
کرے لب بات نئی کرتی سو ہو مغرور بیٹھی ہے

عمر کنوتی ہنر پختہ سیکھی ہے کس بڈھے کن توں
توں ہر یک بات کے فن میں سو ہو بھر پور بیٹھی ہے

لگا کر چاند چندر سا نکل چندنی میں چندنی پر
میں سمجھا چاند چندر کا توں لینے نور بیٹھی ہے

سنا دے چاند کھاتا کر جگت میں غلغلہ ہو یگا
طبق میں چاند کھانے کوں سو لے انگور بیٹھی ہے

نکو جھانکو چلے چل یو سورج آیا ہے بھوئیں پر کر
میں ہنستائی تو محشر کا دبانے سور بیٹھی ہے

جھلک تجھ روپ کا دیکھت کہے دنگ ہو کے عالم یوں
دنیا کے آگے عالم میں دیکھو کیوں حور بیٹھی ہے

بہوت ملناچ ہے کر کے کہنے یوں ہاشمی پھر پھر
میرے سوں چاند صاحب توں اِتا کیوں دور بیٹھی ہے

---

۱ کہاں ۔ ۲ تک ۔ ۳ نہیں ۔ ۴ بی بی ۔ ۵ لڑکی ۔ ۶ ہوں گے ۷ لوک کی جمع ۔ ۸ کو ۹ کہتی ۱۰ نہیں ۱۱ نافرمابردار ۔ بد قسمت ۱۲ کیوں ۱۳ رہو ۱۴ تاک جھانک ۱۵ مت کرو ۱۶ دل فریب ۱۷ پھنس ۱۸ کہیں ۱۹ پہلے ہی خوب صورت ہے ۔ ۲۰ کہی ۲۱ اندھی ۲۲ عورتیں ۲۳ اندھا ۲۴ کہتی ۲۵ نہیں ۔

۲۶ فرفر ۔ ۲۷ کم عمر ۲۸ بوڑھے ۔ ۲۹ سے (کے پاس) ۔ ۳۰ تو ۔ ۳۱ چاندنی ۔

۳۲ دنیا میں ۔ جگ میں ۔ ۳۳ زمین ۔ ۳۴ سورج ۳۵ دیکھ کر ۳۶ بہت ۳۷ ملنا ہی ہے ۳۸ بار بار ۔ ۳۹ سے ۔

١١

رِاتا ساتی ملیں گے تو مرا سب حال بولوں گی
بچھڑ رہی تھی سو جیو میرا ہوا پامال بولوں گی

پچھوٹے کیا لوگ ہیں دیکھو جو بولے سو نبھاتے نیں
اَنوں کوں بول نا سنگ کر کسی پر ڈال بولوں گی

گلیاں دل لہو کے انجھو ہو نہی بادر تو دیکھو تک
سفید شوار چنرٹی سے ہوی ہے لال بولوں گی

جھوٹے ہیں سو جھوٹے ناگوں پر کی تمانیگیں بولو
بُرا تو مانتا بولو جو میں کچھ گھال بولوں گی

تمھارے باج کپڑے میں جو موٹے پہنتی تھی سو
کہے سمبار نیا دی تو بڑی کنگال بولوں گی

کہیں گے مال دھن تھا ہور ایتی دُبل ہوی ہے کی
تمھارے باج کیا کرنا یو آجڑیا مال بولوں گی

قلیہ شولہ برنج شیرنی تمھارے باج نا بھاوے
تمیں یاں ہیں تو دو دی بس ہے میں اوچلا چال بولوں گی

پر یہ ہے سلطنت جنجر پوری کے تیوں بھرا ہے گھر
تمیں یاں نی سو کیا کرنا ہوا جنجال بولوں گی

کہیں کم سن کیاں تھاں تیریاں گیانی کی تمارا من
یو کیا کتوار ہے اُجڑا ہوا غل غال بولوں گی

لگی ہے لگ لگت لادل لگی جانے لگا لگ گوی
یوں لگتا لائی لاگو ہو لگن لگوال بولوں گی

رِاتا کیں بات چلنے کی کریں گے ہاشمی دیکھو
خدا کی سوں میں رہسی ناچلوں دنبال لولوں گی

دل بند مصطفٰے کا تابوت لے چلے ہیں
فرزند فاطمہ کا تابوت لے چلے ہیں

سلطان دو جہاں کا سردار اولیاء کا
مظلوم کربلا کا تابوت لے چلے ہیں

حضرت حسین حسن کا شاہ زمیں و زمن
حضرت نبی سنگا تابوت لے چلے ہیں

حضرت کے تھے نواسے حیدر کے تھے نواسے
ہوئے شہید پیاسے تابوت لے چلے ہیں

اے ہاشمی شہاں کا سلطان دو جہاں کا
مقتول اس جواں کا تابوت لے چلے ہیں

---

١ ساتھی۔ ٢ نہیں۔ ٣ ان۔ ٤ کو۔ ٥ نہیں سکتی۔ ٦ گھل گیا۔ ٧ آنسو۔ ٨ نہیں۔ ٩ پلو
١٠ بھوں ١١ کیوں ١٢ مجرا ١٣ بغیر ١٤ پہنتی ١٥ کیوں ١٦ شیر برنج ١٧ دہی ١٨ خانماں ١٩ طرح۔ ٢٠
٢١ قسم۔

نُصرتی

نصرتی دبستان بیجاپور کا اہم ترین شاعر ہے۔ اگرچہ اس نے ایک طویل عمر پائی تھی اور محمد عادل شاہ، علی عادل شاہ ثانی اور سکندر عادل شاہ کی تاجداریاں دیکھی تھیں اور کئی ادبی شاہکار چھوڑے ہیں پھر بھی اس کی تاریخ پیدائش اور دیگر حالات ناپید ہیں تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی کا نام محمد نصرت تھا نیز اس کے دو بھائی شیخ منصور اور شیخ عبدالرحمان تھے جو اپنے بزرگوں کی طرح بیجاپور کی سرکار کے سپاہ گر تھے۔ خود نصرتی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بزرگ کئی نسلوں سے عادل شاہی حکومت کے پرانے خدمت گزار تھے۔

؎ بحمداللہ کرسی بہ کرسی مری   چلی آئی ہے بندگی میں تری'

اپنے والد کے بارے میں لکھتا ہے؛

؎ کہ تھا مج پدر سوں شجاعت مآب   قدیم یک سلحدار جمع رکاب

بقول نصرتی اگرچہ اس کے بزرگ کرسی بہ کرسی سلاطین عادل شاہی کی بندگی کرتے رہے لیکن شاید نصرتی اس خاندان کا پہلا شخص ہے جو اپنی شاعری کے بل بوتے پر درباری اہل علم میں شمار ہونے لگا۔ علی عادل شاہ نے تخت نشینی کے بعد نصرتی کو دربار میں بلایا اور اس کو اہم مرتبہ عطا کیا اس دور میں بیجاپور کی ادبی محفل پر شیخی، امین انشاہ معظم رستمی اور خود سلطان علی عادل شاہ ثانی شاہی چھائے ہوئے تھے۔ اس خوش گوار ادبی ماحول میں نصرتی کی طبیعت بھی خوب نکھری اور اس نے شعر وسخن کے میدان میں قابل داد کارنامے سرانجام دیئے۔

بہ بقول مولوی عبدالحق "نصرتی نے بڑی عمر پائی تھی اس نے محمد عادل شاہ سے لے کر سکندر عادل شاہ کے زمانے تک تین عہد دیکھے تھے اور ہر عہد میں کچھ نہ کچھ لکھا تھا۔ تاریخ پیدائش کی ٹوہ لگانا بہت مشکل ہے لیکن بعض ادیبوں کی محنت و جستجو سے اب اس کے سالِ وفات کا پتہ چل گیا ہے اور وہ سنہ ۱۶۷۵ء[1] ہے اور اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ انقراض سلطنت سے پہلے فوت ہو چکا تھا۔ اس طرح اس کے تذکرہ نگار فتوت کا بیان مشتبہ ہو جاتا ہے کہ نصرتی بیجاپور کے خاتمہ کے بعد بھی زندہ تھا اور فاتح بیجاپور شہنشاہ اورنگ زیب کے دربار سے بھی روشناس ہوا تھا۔ فتوت کہتا ہے کہ جب ۱۰۹۷ھ / ۱۶۸۶ء میں بیجاپور فتح ہو گیا تو یہاں کے شعراء شہنشاہ کے دربار میں بلائے گئے ان میں ملا نصرتی بھی تھا۔ ان شاعروں نے شہنشاہ کے سامنے اپنا کلام سنایا اور سب کو داد ملی۔ لیکن ملا نصرتی کے کلام کی بہت تعریف ہوئی۔ اس کو شہنشاہ نے بہت پسند کیا اور ملک الشعراء کے خطاب سے سرفراز کیا اور یہ بڑے عزت کی بات تھی کیوں کہ اب نصرتی تمام ہندوستان کا ملک الشعراء تھا[2]

---

[1] مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی نے سنہ وفات کا پتہ چلایا ہے۔ گلشن عشق کے ایک قلمی نسخے میں یہ قطعہ ملتا ہے:-

ضربِ شمشیر سوں یہ دنیا چھوڑ — جا کے جنت کے گھر میں خوش ہو رہے

سالِ تاریخ آملایک نے — بولے کہے "نصرتی شہید آہے"

۱۰۸۵ھ
۱۶۷۵ء

[2] نصرتی ص ۱۲

نصرتیؔ کی مثنوی "علی نامہ" کے مرتب پروفیسر عبدالمجید صدیقی نے اپنے مقدمہ میں لکھا ہے کہ نصرتیؔ کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ صرف ایک بیٹی تھی جس کی اولاد اب تک خوشحال زندگی بسر کر رہی ہے۔

نصرتیؔ کی تمام عمر شعر و شاعری میں گزری۔ ہر عہد میں اس نے کچھ نہ کچھ لکھا تھا۔ محمد عادل شاہ کے عہد میں اس نے صرف چند قصیدے لکھے تھے جن میں اس بادشاہ کی مدح ہے۔ علی عادل شاہ کے عہد میں گلشن عشق اور "علی نامہ" کے عنوان سے دو مثنویاں لکھیں۔ یہ دونوں ادب پارے اس کے شاہکار ہیں۔ سلطان سکندر عادل شاہ کے عہد میں اس نے تاریخ سکندری قلم بند کی جس میں عادل شاہی دور کے بیجاپور کے حالات محفوظ کر دیئے ہیں۔ بہ قول عبدالحق

ملا نصرتیؔ کی مثنوی "علی نامہ" جسے پروفیسر عبدالمجید صدیقی نے ۱۹۵۹ء میں مرتب کر کے شائع کیا تھا ایک ایسی تخلیق ہے جو بیک وقت ادبی بھی ہے اور اپنے وقت کی تاریخ بھی ہے۔ اس مثنوی میں نصرتیؔ نے ان جنگوں کے حالات قلم بند کیے ہیں جو سلطان علی عادل شاہ ثانی کو دس سالوں تک مرہٹوں اور مغلوں سے کرنی پڑی تھیں۔ مثنوی کی آخری فصل "صفت شعر علی نامہ و خوش ختم کتاب" میں نصرتیؔ نے اس تخلیق کا خلاصہ بیان کر دیا ہے جس کا لب لباب یوں ہے۔

پہلے تو بادشاہ کی مدح ہے جس کی سرپرستی میں یہ کتاب لکھی گئی۔ ایسے بادشاہ بہت خوش نصیب ہوتے ہیں جو کمال کی قدر اور اہل کمال کو سرفراز کرتے ہیں۔ اس کے بعد ملک کی نمایاں شخصیتوں کے کارنامے کھول کر بیان کیے ہیں اور ان کو زندہ جاوید کر دیا ہے۔ میں نے کوئی بات ایسی نہیں چھوڑی جو بیان کرنے کے قابل تھی۔ لڑائیوں کے واقعات ایسی محنت کے ساتھ بیان کیے ہیں کہ جیسے مورخ کرتے ہیں۔ اس میں تمام حقیقتیں آگئی ہیں۔ اس میں کوئی بات زیادہ ہے نہ کم ہے۔ اس طرح علی نامہ کو ایک مغز کہنا چاہیئے کیونکہ یہ دکن کی جان ہے اور شاہنامہ دکن ہے۔ اس مثنوی کے سن تصنیف کے بارے میں وہ کہتا ہے۔

لکھیا شہ کا جس میں یو کر جب اُمس ہزار یک ستر ہو تھے چھے برس
(۱۰۷۶ ہجری)

اس مثنوی میں قصائد بھی ہیں۔ ہر قصیدہ اپنے فنی کمال کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے، مثنوی کے چند شعر ملاحظہ ہو۔

قصیدہ نصرتی

در مدح سلطان علی عادل شاہ ثانی

جب تے جھلک دیکھیا اُدک[1] سورج تری ترو آر[2] کا
تب تے لگیا تھر کا نپنے ہو پُرعرق یک بار کا
کوئی بُند[3] جو تیری کھڑگ[4] کی پانی تے دریا میں پڑے
کھا جوش اُدک یک نیر ہوئے تحتہ الکھنڈ یک گار[5] کا
کشش میں تو طالع کے قوی جم تے اُدک جم جم رسے
جس[6] میں تو عالم گیر ہو آیا سکندر[7] سار کا
جب تج کھڑک پر آسماں جوہر کی[8] جا گا جس لکھیا
ہے فتح تب تے تج آنگیں[9] ٹھانک لے خدمت گار کا
کیا تج کھڑک کا بات ہے اِتنا[10] کہنا کا الف
نصرٌ مِّنَ اللّٰہ تو تجے ساتی ہے ہر او چار کا
تک سیت[11] بند[12] پر باندرُخ لنکا[15] طرف حملہ کرے
ہو خشک لب دریا تے ستور اول اٹھے زنہار کا
کوئی مُہرہ سرتج انگے جانباز نے لے جا سکیا
جاں رزم کے تختے[13] پو توں ششدر بندیا پھل[14] بہار[16] کا
ہر فصل شہ کے وصف کی لکھتا تو ہوتے کئی ورق
پڑتا ہوں سر نامہ بڑی یک فتح کی طومار کا
اب کھم[17] تے اس مضمون کے مطلع نول پیدا کروں
ہر حرف کے معنے تے تا نکلے سورج جھلکار کا 9

۱ سے ۲ زیادہ ۳ تلوار ۴ بوند ۵ تلوار ۶ پانی ۷ اوسے ۸ طاقت ۹ قوت ۱۰ سکندر کے مانند ۱۱ جگہ ۱۲ آگے ۱۳ سمندر ۱۴ پل ۱۵ لنکا ۱۶ پر ۱۷ بہار ۱۸ آسمان

زہے شاہ غازی یو اقبال مند دیکھا تیغ تدبیر بد سوں بلند

کیا سالہا کے، گھڑی یک میں کام سُٹیا کھود فتوے کا پایہ تمام

اَدِک پائے مردی سوں یو شیر مرد اُڑایا کھندل کر غنیماں کوں گرد

دِیا کوٹ کاریاں کو سب جیو دان کہ اِت عاجزی کر منگے سب امان

سیوا ہور فوج اس کی سب بدسگال ہوئے باؤ تمنے پریشان حال

غضب شہ کا گرز اس پہ غالب دِسیا دنباں اس کا پن نامناسب دِسیا

کہ روبہ دھرے نھاٹ جب کوہسار اسے جیو چھپانے ہزار یک ہیں غار

نکرنا بچن شرزہ خرگوش بات کہ اُن مارنا مست ہاتھی پہ ہات

کہے شہ پڑے ہیں بڑے بھوت کام ہر یک کمکلا کام کرنا تمام ؟

لگ اس کے پچھے جب جو دن سار نا 10 کہ جیوں کھود دو بگر جوا مارنا

دیا ہوں اسے بی تو یو گوشمال بھلی ہونے تک اس کے کاناں کی کھال

تنک تو ہمارا رکھے گا ادب خدا ہے اگر پھر کہ بسریا تو تب

اِتا چھوڑ بی دیکھتا ہوں دھرے کہے سوچ یو بات شہ وَیں پھرے

قصیدہ بی اس فتح کا اس گھڑی کیا تھا بچن جیوں نظر تل پڑی

خصوصاً شہنشاہ اقبال مند نظر میں ہتر کیا کہے گر پسند

سمجھنے جگ او چار شہ کی رجتی 16 قصیدہ بی او یہاں لکھیا نصرتی

---

[1] یہ [2] تلفظ ۔ دکھا [3] بدھ [4] سیارہ، جو عقل دانش کا ترجمان ہے [5] سالوں کے [6] پھینک دیا [7] زیادہ [8] سے [9] یہ [10] پاؤں تلے روندھا [11] غنیم کی جمع [12] اہل قلعہ [13] اتنی [14] مانگی [15] تلفظ سوا بمعنی سیواجی گزار ۔ [16] اور [17] ہوا [18] مانند [19] سلطان علی عادل شاہ ثانی [20] گرطہ، قلعہ [21] نظر آیا [22] بھیڑ [23] روباہ، لومڑی [24] دوڑ کر [25] تلفظ جو بمعنی جان [26] بات نہ کرنا [27] بیجاپور کا ایک جرنیل جس کا نام سید الیاس اور لقب شرزہ خان تھا [28] مغلی سردار جے سنگھ [29] ان کو [30] بہت [31] ادھورا [32] پیچھے [33] گنبد نا سمجھنا [34] چوہا بھی کان مروڑنا ٹھیک کان کی جمع بھولنا ہنر کو مد نظر رکھ کر غور و فکر۔

انتخاب

مثنوی علی نامہ

یو مناجات روا قاضی حاجات سوں ہے
جگ کوں سیراب کرے جس کے عنایت کا بدل

الٰہی ترا مہر عالم نواز — کر نہار ذریاں کوں نت سرفراز
تو دانا و بینا قدیم و حکیم — توں عارف ہے کامل سمجھ تجھ عظیم
توں بولیا سو حق ہے ہمن شان میں — ظلوماً جہولاً جو قرآن میں
ہمیں کیا ہیں ہور کیا ہمارا سمجھ — نہ کام آنہارے سے دونو بے وجہ
نکل جہل تے نا ہو عالم ہمیں — ہمن نفس پرنت ہیں ظالم ہمیں
رکھے روشنی سٹ اندھارے میں موں — کرے کیا نفا چاند شب کور کوں
ہوتے خوب دسنے سے معذور آہ — ابسر راج مارگ پڑے دور آہ
توں ادبات دکھلا تجھے کر کرم — کہ منزل کوا پڑوں شب آخر قدم
غنی توں خزینے میں تجھ کم ہے کیا — ہمن بندگی بن توں پر کم ہے کیا
مرکب ہے تن جہل ہمناں میں او — ۱۵ — نہ کچھ خوب کام آتے یکسل بی ہو
لے آوینگے آخر جو پاکانِ حق — عبادت کے تمفیاں کوں بھر بھر طبق
کیا ہوں گنہ سو عبادت کے ٹھانوں — ڈریتا کے میں اس گھڑی کیا لے جاؤں
گنہ پر میرے عاجزی کیا توں ڈھانک — نہ ہوتے بست کچھ دیکھنے میں تو جھانک
نجھ کا دا اس تے سرپوش دانائے غیب — کہ ہو دشمناں میں توں ستار عیب
پنجھیں تو عاجز ہوں یک مشت خاک — توں حاکم ہے تیرا رکھیا روح پاک

---

۱ ذرہ کی جمع ۲ ہمیشہ ۳ ہماری ۴ آنے والے ۵ جہالت ۶ ہمارے ۷ پھینک ۸ منھ ۹ اندھا ۱۰ دیکھنے ۱۱ بھول ۱۲ راستہ ۱۳ دکھا ۱۴ حاصل کر لوں ۱۵ ہماری ۱۶ کمی ۱۷ افسوس بس ۱۸ لوں ۱۹ نہ اٹھا ۲۰ ہاتھ

اچھے ہات عاجز کے تدبیر کیا | توں مختار کل مجھ پہ تقصیر کیا
مجے خوب کاماں کی توفیق دے | اچھے حق سو کر مجھ پہ تحقیق دے
طمع کوں نکو[1] ہونے دے بد کی کال[2] | میری دین و دنیا میں عزت سنبھال
قناعت کا دنیا میں دے گنج مجھ | صبوری میں دل کر گہر سنج مجھ
تنگ و دو کی دنیا تے سب جھاڑ دھول | 20 مرے دل کے دامن کوں کر پاک پھول
مجے حرص کی سوس[3] لاؤں نکو[4] | میرا آبرو مجھ پلاوتے نکو
نہ خواری سوں کر کر پھرا خس[5] مجے | توں حاجت روا ہو کہ اچھ[6] بس مجے
الٰہی ترا مجھ کوں دین سنبھاتے | دو عالم میں تیرا دیا کام آتے
دیے باجھ[7] تیریچ[8] پر کم[9] جھاں | سکھے[10] تجھ کرم تے زمیں آسماں
مرے دل کوں سب جگ تے کر بے نیاز | عنایت سوں تیریچ رکھ سرفراز
مجھے عشق دنیا تے مردار کا | نجاست میں پاڑیا[11] ہے یکبار کا
نکو کر ہو آخر اسی میں ہلاک | کر جیو[12] پاک ہے رکھ نجاست تے پاک
مرے نین کوں دے تو اس دھات نور | کر تا تجھ تجلی کا دیکھوں ظہور
کر ایسے سن ہار[13] مجھ دل کے گوش | جو او[14] بالے بال[15] آ کر ابھڑ آئیں[16] ہوش
ترے دھیان کا جم رہے شہد مل | 30 محبت میں تجھ کر مرا موم دل
مرے طبع کے گل میں ہور رنگ رس | گپت[17] ہور پرگٹ[18] سدا توچ[19] بس
پینا[20] پلک[21] میں مجھ معرفت کا انجن[22] | کہ ہر شے میں دسن آتے[23] توں ہے سو سجن[24]
پلا مجھ محبت سے ایسا شراب | کہ ہو مست بسروں[25] دو جگ کا حساب
میرے مکھ سے کاڑ[26] اس اثر کا کلام | کہ ہر بول ہوتے مئے پرستاں کو جام

[1] نہ [2] کل [3] پیاس [4] نہ [5] خس و خاشاک، تنکا،
[6] رہ [7] بغیر [8] تیرے ہی [9] کمی [10] سیکھے [11] پڑیا
[12] جان [13] سننے والا [14] وہ [15] بال بال [16] حاصل ہونا، ہوش آنا،
[17] پوشیدہ [18] ظاہر ہوا [19] توہی [20] پہنا [21] آنکھ [22] کاجل سرمہ
[23] نظر آتے [24] محبوب [25] بھول جاؤں۔ ۲۶۔ نکال

دھر نہارا شرعال کا قال دے　　دلاں کوں جم اس قال تے حال دے
بھر یار کر میرے دم میں افسوں سدا　　کہ جگ ہوئے مسخر یو سخن کر ندا
مرے شعر سوں زندہ کر ہر شعور　　سمجھ مجھ بچن تے توں کر جگ میں پور
مری بات انگے بحث کر سب کی رد　　سخن کر مرا عارفاں میں سند
سیاہی کوں کر میری ظلمات دھات　　قلم میں مرے خضر کی دے صفات
کہ ظلمات میں اس جو یو خضر چلتے　　45 برسنے کوں امریت ابہتال ہو کہ آتے
گلستاں میں ہرا انجمن کی دھرا　　مرے خوش سفینے کا بستاں ہرا
جو انکے نظر آکے باریک میں　　تو ہر بیت کی خوش محل میں یقین
دیکھا دے میرے پردہ فکر سوں　　ہر یک تازہ مضمون کی بکر موتی
مرے فن کے تن کو عطا کر دو آب　　کہ ہر پھول ہوتے چشمہ پر گلاب
ہر یک پھول کوں دے تو اس دھات رنگ　　کہ ہوے صبا دیکھ خورشید دنگ
حروفاں میں بھر یوں معانی کا رس　　کہ ہوے مہ کوں امریت اپینے ہوس
اپنی شعر مجھ جگ پہ نت نقش ہو　　سورج کے نگینے پہ سِکہ کرو
میرے مِس کوں کر تجھ کرم سے طلا　　ہر یک نگ کو خورشید تے دے جلا
خیالاں کو مجھ باد کے اونچ[4] دے　　طبیعت کوں دریا کے نت موج دے
میرے جیبھ کو سیف[6] کر آبدار　　50 عنایت کی رکھ دم سوں نت تیز دھار
کہ تک جس طرف آبہے او زبان　　گزر آتے گر موشگافی دہان
تمے فن کی قوت سوں مجھ مست کر　　ہنر سب میں میرا زبردست کر
کرامت مرے فن میں رکھ یوں نہاں　　کہ سنتے بچن ہوتے تماشا عیاں
مرا شعر کر دے زمانے کو برکھہ　　یو ہر بیت اچھو شیر مرداں کو ورد
معانی تے لِتس قرب مرداں کوں دے　　سکت جنگ جوئی کا گرداں کوں دے
کہ کہ تیں غزا غازیاں نت نوی　　سدا ہوتے دین محمد قوی
کہوں نعت اب شہ کا اس نامور　　نوازیا گیا جس کھڑگ[9] تے ظفر

---

[1] آبیں [2] تازگی، گنوا اپن [3] اپنا [4] بلندی [5] زبان [6] تلوار [7] مشہور [8] جس کے [9] تلوار۔

صفت جشن جلوسی کہ ہو نو شاہ جواں
جلوہ کریا کو عروسی دسے کیوں ملک و ملل

لکھنہارے یو "فتح نامہ" نول[1] — کرے ابتدا بات یوں بے بدل

بیجاپور جو یکہ شہراں کا شاہ — کہ ہے ہفت اقلیم کا تخت گاہ (60)

جب اس شہر کے تخت پر نوجواں — جو بیٹھیا علی شاہ صاحب قراں

گھرے گھر ہوئی شادمانی نوی — زمانے کوں پھر نوجوانی ہوئی

گہر شہ پہ دریا نے دیا بار بار — مٹھیاں بھر صدف کیاں کھیاں نے نثار

سورج روز زربفت کا بستہ کھول — کرے پاتے انداز شہ کا امول

چندر ہر رین آکے شہ کے انگس — لگے چھانپ[2] جانے چرے اس چندن

زمانہ طبق بھوئیں[3] کا بھر گل سنوار — لے آنے منگیا ہدیہ نو بہار

گندیا پھول بیلاں[4] کے ہاراں نول[5] — بندیا گیند مخمل کے طُرّے گچھل[6]

کنول کیاں کلیاں خیشہاتے گلاب — بھرے زعفراں طاس گل آفتاب

کنبے سوں لاکے کے کاسے بھریا — چمن لاجوردی[8] طبق میں دھریا

رکھیا کر کے عنبر بنتیاں بید مشک — شمامہ ہے ریحان عنبر کا خشک (70)

ڈبیاں[9] تے ستپورن[10] کی چندنا[11] عبیر — کیا سب کوں خوشبو چھڑک بے نظیر

---

۱ بے مثال۔نیا ۲ چھپ ۳ زمین ۴ بیل کی جمع ۵ نیا
۶ پھولوں کا گچھا ۷ خالص ۸ نیلے رنگ کے پھول ۹ ڈبیا
۱۰ بھرکامل (بھرپور) ۱۱ چاندنی (صندل۔چندن)

کرن پھول پرورده گلاب بھار
سیٹیاں پہ شبنم پھواریاں کے سار

پوتلن کا پنکھا لے صبا خوش ڈلاتے
دھواں پیچ کھا سنباستاں ڈرآتے

ہرے لال پیلے نول دھانت دھات
بنے خاص سرپوش کلغی کی پات

سرنگ سرو نازک نہالاں ہوتے
نہالاں آراتش کے تھالاں ہوتے

اپر سب کے زریں منذب دھر کے تاب
شرف جان اپنا ہوا آفتاب

پنکھیرو بنا کسوتاں دلپذیر
چلے ہو کلاونت انگے بے نظیر

دیکھیں پاتراں خوب نوریاں سنوار
لگیں قمریاں ڈومنیاں نامدار

ہویاں گاوناں طوطیاں نازسوں
کریں نغمہ کوئل خوش آوازسوں

چڑیاں زنگباراں ہو کرتیاں تُبلا
دھرے سُرخ گھنگرو تے نازک گلا 80

پکڑ تال شارک نے تالیاں بجاتے
ہزارا ہزار یک مقامات گاتے

انگے راج ہنس کھول پھرتے چلے
ہنر ناچ میں مور کرتے چلے

دماے ہو خوش بادلاں گڑگڑاتیں
انگے رعد ہٹ تال ہو کڑکڑاتیں

بجتے راگ ہور رنگ رونق سنگات
آرایش بنا چاوسوں دھات دھات

بجتے شوق انگیز خوش جینش سوں
لے آیا یو رسانہ جب عیش سوں

سنہے کاج دنیا کی نوشہ نول
شہنشاہ او ہدیہ خوش کر سکل

اُپس دیدہ و دل کے آرام کے
جو تھی بست خوش کام کی کام کے

گھڑی کام کی کام آتی ضرور
پسند کر رکھیا و بچہ اپنے حضور

آپس انجمن رشک گلزار کر
رہیا سو دیا بانٹ عالم اوپر

نظر دیں زمانے کی جانب کیا
اسے شادمانی کی خلعت دیا 90

کرتا اس بزرگی سوں ہو پھر جواں
بجے لگ زمانہ اچھے شادماں

فلک جو زمانے کے ہمراہ تھا
گرا اُو لایق بخشش شاہ تھا

---

۱ فواروں ۲ مانند ۳ ہوا ۴ گھرش ۵ نظر آتے ۶ فن والے ۷ کلا والے ۸ نظر آتے ۹ پاتر ۱۰ تلی
۱۱ ۱۲ لشکر ۱۳ نیا ۱۴ شکل ۱۵ وہیں ۱۶ بدیاونت عقلمند

عنایت کے کرنیں کرن تس[1] پہ باز
کیا خلعت عدل سے سرفراز

کرم کا چہ[2] ہوا برشہ گیان کا
گیا یوں برس منیرات دان کا

طمع بڑ چلی تس کی سیلاب میں
ڈبیا حرص نعمت کے غرقاب میں

الٰہی یو جم شاہ عالم اچھو
جہان شہ تے محظوظ جسم جسم اچھو

ملک لینے کی بچن شاہ کی ہیں یاں تے شروع
راج شاہ بیٹھے یو آئی ہیں کس دھات عمل

کتا ہوں اتا[3] بات اک کام کی
دکھن کی شہی کی سرانجام کی

جو ملک دکن میں ہوا شہ نوا
جتا کام یکبارگی نو ہوا

نظر میں نوی جب یو بازی پڑی
ہوئی دوست دشمن کو فرصت بڑی

لگے دوستاں خوش ہو شادی منے
100 پڑے دشمناں بد نہادی منے

شہی کی جو اتے کارسازی اچھے
بڑی یک یو شطرنج بازی اچھے

جو ہیں بند بازاں ہنر کے کمال
ہر استاد کی یک روش کی ہے چال

جو کوئی کھیلتا کھیل جاتا ہے چھوڑ
وہی کھیلتا کھیل دو سرا مروڑ

نہ سمجھیا تلک[4] کھیل مشکل پڑی
اول آر تیحہ آ کہ بازی کھڑی

شتابی کی بازی کوں رکھ سب تے پست
اندیشے کوں کرنا لگے پیش دست

جو کیں تے مخالف ادجا[5] نا پڑے
یکھ آدا[6] بی[7] مہرا گنوانا پڑے

کمی[8] ٹھار دی او سادک[9] ساندنا
یکیک خوب فرزیں کا بند باندنا

اپس کو کا سمجنا لگے گھوڑ بلے
چلانا پڑے بند سوں پائے[10] دل

رہنے کیں[11] نہ دینا عری ہور ضد
کرتا مہرہ ہر کام پر رہے بجد

مخالف طرف سب تے رکھنا نظر
110 کر اوکس دغا کے ہے بازی اپر

---

۱ اس ۲ کاہی ۳ اتنی ۴ تک ۵ آدھا ۶ بھی
۷ کم جگہ دے کر زیادہ جوڑنا ۸ زیادہ ۹ جوڑنا ۱۰ پیدل ۱۱ کہیں۔

جنے[1] لیا[2] سکے[3] کمیل یوں اپنے ہات   سکے کرا ولیلاج پر پیادہ مات

کہ القصہ یوں بادشاہی کے کام   درست ہوتے لک[4] اوغنیماں[5] تمام

نہنے ہور بڑے تھے سو سب بدنہاد   اُچھالے اودن[6] چار طرف[7] تے فساد

مخالف تے اکثر منافق ہوتے   موافق بی کہی نا موافق ہوتے

بڑے برج کے شاہ پن[8] کم سن منے[9]   نوی[10] بادشاہی نوے[11] دن منے

ولے راہ ہمت سوں[12] کر دل قوی   نوے کام پر کر تردد[13] نوی

کبھی صلح کی یا لڑائی کی بات   کیا نیں لیا باج[14] شمشیر ہات

نہ دیکھیا مخالف طرف باج[14] گھور   دٹا[15] بات بولیا پڑے[16] پر ضرور

جہاں ہوتے جنگ و جدل بیگماں   کدہیں[17] فائدہ ہوتے کدہیں ہوتے زیاں

خداشہ کی نیت کوں دیوے جزا   120 زیاں کار کوں غیب تے ہوتے سزا

غنیماں کوں ہور باغیاں کوں ولے   سدا گوشمالاں چہ دیتے چلے

بزرگی جسے اتّی[18] خداداد ہے   دل اس کا نڈرپن[19] میں پولاد[20] ہے

بھلے مرد سر کچھ جو مشکل پڑے   123 کرے بدھ[21] سوں حل نا اسی میں اڑے

1 جس نے 2 لے 3 سکے 4 تک 5 غنیم کی جمع 6 اٹھائے 7 وہ 8 سے 9 میں 10 نئی 11 نئے 12 سے 13 غور و فکر (از سرِ نو) 14 بغیر 15 ڈٹ کر۔ ہمت سے۔ 16 موقع پر۔ ضرورت پر 17 کہیں 18 اتنی 19 نڈرپن 20 فولاد 21 بدھی سے۔ عقل سے۔

محکم دندی[1] ہے شہ زور — کیسا پاپ ہے شر شور
تو لک[2] مخفی تھا وو نور — پر گھٹ[3] کیتا[4] آخر دور
اُنتو[5] کل[6] آیا نبی رسول — ابلیس ہوا دیک مخول[7]
حق تھے نازل ہوا کلام — روشن کیتا دین اسلام
عالم کیرا[8] ہے سر تاج — جس کون[9] ہوا شب معراج
جتنے[10] پکھ حق تھے ہوئے[11] مقصود — جبریل آوے بھیجے درود
جیتا مشکل ہووے کار — جبریل کرتے ہیں اظہار
جتنے کوی جیتا[12] پوچھے سوال — حل کر دیتے ہیں درحال
ایسا سرور جگ کل میر — روز قیامت ہوے دستگیر
اس کا کہنا جس دل بار — تماماں مومن ہیں دیدار
مومن کا دل عرش پچھان — نور نبی کا دیک[13] عیاں
جے کوئی دیکھے نور نبی — بیشک دیکھیا جان ربی
یوں ہے دیک نبی کا قول — کیا فرمان سب رب کے بول
دیکھیا اپنا[14] ج دیدار — اُن جوں دیکھیا ہوئے کرتار
آہیں دیک خدا کا نور — اس نور تھے کل کیا ظہور
توں ان نور نبی کا پچھان — عالم جس تے کیتا جان
اللہ کیرا یوں ہے قول — معشوق اپنے بنے رسول
کل خسی[15] جیتا مخلوقات — نور تھے پرگھٹ[16] کل صفات

اپنی تو ہے مخفی سمار[17] — پرگھٹ[18] قدرت کیتا[19] بار[20]
قدرت صورت روپ دکھائے — کرتا کون نا دیکھیا جائے
یک یہ عالم جسمانی — دوجا[21] عالم روحانی
یہ دو عالم ہیں پیلا[22] — نور ہے دونوں کے پیلار[23]

[1] دشمنی [2] تب [3] ظاہر۔ [4] کرتا [5] سب [6] پوچھ [7] نکل [8] دیکھی [9] کا [10] کو۔
[11] جے۔ [12] ہے۔ [13] جو کوئی۔ [14] جتنا [15] دیکھ [16] اپنا ہی۔ [17] بقنی۔ [18] ظا[illegible]
[19] مقام۔ جگہ [20] ظاہر [21] کرتا [22] ظاہر (ظاہر) [23] دوسرا